

(جلد دوم)

جس کے ساتھ

گواہوں پر سوالاتِ ابتدائی اور سوالاتِ جرح کرنے کے آسان اصول بھی بیان کیے ہیں

تصنیف

ڈبلیو۔ اے۔ ایم بسٹ۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ ایل۔ بی

طبع دوازدہم

از

سڈنی۔ ایل۔ فیپسن۔ ایم۔ اے۔ (کینٹب) بیرسٹر ایٹ لا (انرٹمپل)

مترجمہ

ڈاکٹر مولوی میر سیادت علی خان صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مولوی فاضل۔ بی۔ سی۔ ایل۔ ڈی۔ فل (آکسن) بیرسٹر ایٹ لا لنکنز ان (لندن)
رفیق و سابق پروفیسر قانون کلیہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۶۳ ہجری سنہ ۱۳۵۳ فصلی سنہ ۱۹۴۴ عیسوی

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

جلد دوم

کتاب چہارم

عدالتی عملدرآمد اور گواہوں کا اظہار لینا

کتاب پنجم

ضمیمہ (الف)

ضمیمہ (ب)

۴۳۴

باب ششم

رایوں کی شہادت

دفعہ ۱۱۵: چونکہ گواہوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ عدالت کو واقعات کی اطلاع دے۔ ان کی رائیں عام طور پر شہادت میں ناقابل ادخال ہوتی ہیں۔[1]

[1] اس موضوع پر موجودہ قانون، اور اس کی تاریخ کے لیے دیکھئے شہادت مصنفۂ فپسن طبع ششم

یہ اصول شہادت کے دوسرے اصولوں کو عملاً بے کار ہونے سے بچانے کے لیے ضروری ہے۔ قانون کے لیے یہ امر بے کار ہوگا کہ وہ جوری کو متنازع فیہ واقعات کا فیصلہ کرنے والی جماعت قرار دے۔ اصلی شہادت نہ پیش ہونے کی صورت میں مکسوبی شہادت کو ناقابل دخال ٹھیرائے اور یہ اعلان کرے کہ کسی شخص کو ان اقوال و افعال سے ضرر نہیں پہنچے گا۔ جن سے کہ اس کو کوئی تعلق نہ ہو۔ اگر عدالتوں پر ان واقعات سے متعلق ان اشخاص کی رایوں کا اثر ہو جو ان کے سامنے گواہوں کی حیثیت میں پیش ہوتے ہیں۔ یہ رائیں جو اس طرح سے پیش ہوں اگر کسی شہادت پر مبنی نہ ہوں یا کسی ناجائز شہادت پر مبنی ہوں تو ان کو سننا نہیں چاہئے۔ اور اگر وہ قانونی شہادت پر مبنی ہوں تو اس شہادت کو اہالیان جوری کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ جن کے متعلق قانون قیاس کرتا ہے کہ وہ بھی اس سے از روئے انصاف جو نتائج ضروری ہوں نکالنے کے کم سے کم اتنے ہی قابل ہوتے ہیں جتنے کہ گواہ۔ "گواہوں کو چاہئے کہ اپنے علم کے وجوہات ظاہر کریں" [1] "گواہوں کو صرف اس امر کی شہادت دینی چاہئے جس کا ان کو یقین ہو جس کو انھوں نے دیکھا یا سنا ہو" [2] "ہر بیان حلفی حقیقی علم پر مبنی ہونا چاہئے" [3]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۲۸۲ تا ۳۰۴۔ شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۴۱۴ تا ۱۴۲۵۔ نیز اس سے پہلے کے تناظر کے لیے دیکھئے شہادت از پیک ص ۱۹۵ طبع پنجم۔ شہادت مصنفہ فلپس و ایماس ۸۹۹۔ شہادت از فلی مور ۵۲۰۔ طبع دہم۔ شہادت از گرین لیف جلد ۱۔ ۴۴۰۔ طبع شانزدہم۔ ۳ بروس ۱۹۱۸۔ ۵ بارنوال و اڈالفس ۸۲۶ – ۸۴۷۔ اور دوسرے حوالے جو ذیل کے نوٹس میں دیئے گئے ہیں۔

[1] پینکس بریانز کمٹس حصہ چہارم دفعہ ۱۴۴۔

[2] از تھارپ چیف جسٹس۔ ۲۴ کتاب اسس ساریم صفحہ ۱۱۔

[3] ۴ انسٹی ٹیوٹ ۲۷۹۔

گواہ کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ کہے کہ اس کا یہ خیال ہے یا یہ کہ وہ یہ سمجھتا ہے۔ اور اس کے دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جج قطعی سزا سناتا ہے اور اس کی بنیاد خیال سے زیادہ یقینی ہونی چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ ۴۳۵
گواہ پر دروغ حلفی کا مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا[1]

دفعہ ۵۱۲: لیکن اس اصول کو غلط نہیں سمجھنا چاہئے — قانون کے منصوبے سے اس سے زیادہ کوئی امر دور نہیں ہے کہ وہ جوری کے سامنے کوئی ایسا امر پیش نہ ہونے دے جس سے ان کو امور مختلف فیہ کے متعلق رائے قایم کرنے میں کوئی جائز مدد ملتی ہو۔ اس اصول کے معنی صرف اتنے ہیں کہ گواہ پر ایسے سوالات نہیں کرنا چاہئے جن سے ارکان جوری کی رائے کے بجائے اس کی رائے قایم ہو جانے سے عملاً جوری کا کام گواہ انجام دے۔ اس کی اصل ماہیت کی ایک اچھی مثال مقدمۂ ڈینس وغیرہ بنام ہارٹ لے[2] (Daines & another v. Hartley) سے ملتی ہے۔ اس میں مدعیوں نے نالش کی تھی کہ ان کی تجارتی معاملات میں توہین تقریری کی گئی تھی۔ سماعت مقدمہ پر ایک گواہ نے گواہی دی کہ مدعی علیہم نے بعض ہنڈیات کے متعلق جو مدعیان نے ایک کوٹھی کو جس کا گواہ رکن تھا۔ دیے تھے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے تھے کہ "تمھیں اسے دیکھتے رہنا چاہئے کہ وہ ان ہنڈیوں کو چکا لیں گے بھی"۔ مدعیوں کے وکیل نے اس پر یہ سوال کرنا چاہا کہ "تم نے ان الفاظ کا کیا مطلب سمجھا"۔ اس سوال پر اعتراض کیا گیا۔ اور جج نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بعد میں اس بنا پر کہ یہ سوال بیجا نامنظور کیا گیا۔ مقدمے کی دوبارہ سماعت

[1] ڈایر (Dyer) ۵۴ ب پلوڈن ۱۲ - بر حاشیہ طبع ۱۶۸۶ء -
[2] (۳) ایکسچیکر ۲۰۰ -

کے لیے ایک حکم اظہار وجہ حاصل کیا گیا۔ جس کو بحث کے بعد نامنظور کر دیا گیا۔ اور پالک چیف بیرن (Pollock, C. B.) نے عدالت کی جانب سے حسب ذیل فیصلہ سنایا کہ "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سامعین اس کی توجیہ کر سکتے ہیں کہ الفاظ کے ظاہری معنی کے سوا اور ان سے بالکل ہی جدا اور معنی تھے۔ سامعین سمجھ سکتے ہیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ طنزاً کہا گیا ہے۔ اور اسی لیے اس کا مطلب ظاہر الفاظ کے بالکل برعکس ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے کچھ گزرا ہو جس سے بعض الفاظ کے خاص معنی و مفہوم ہو گئے ہوں۔ اور بعض الفاظ جو معمولاً اور عام طور پر ایک معنی میں استعمال کیے جاتے ہیں کسی سابقہ واقعہ کی وجہ سے کسی خاص مفہوم میں محدود یا ان کے معنی ان کے عام و معمولی معنی سے جدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس وکیل کے لیے جو ان الفاظ کے جو مدعی علیہ نے مدعی کے متعلق استعمال کیے ہوں صاف و ظاہر معنی کو چھوڑ دینا چاہتا ہو۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ گواہ سے یہ نہ پوچھے کہ "تم نے ان الفاظ کے کیا معنی سمجھا"۔ بلکہ یوں پوچھے کہ "کیا ان الفاظ کے معمولی معنی لیے جانے میں کوئی امر مانع تھا"۔ کیونکہ اگر کوئی ایسا امر مانع ہو تو اس کی شہادت دی جا سکتی ہے اور اس کے بعد مذکورہ بالا سوال کیا جا سکتا ہے۔ جب آپ اس کی بنیاد ڈال دیں تو آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ "تم نے ان الفاظ کے کیا معنی سمجھے"۔ یعنی جب یہ ظاہر ہو کہ کوئی واقعہ ایسا ہوا ہے کہ جس سے گواہ نے الفاظ کے معنی ان کے معمولی معنی سے سوا سمجھے۔ ۴۳۶
میری دانست میں ہم کو عام طور پر کہنا چاہئے کہ کوئی سوال اس شکل میں نہیں کیا جا سکتا جس سے خلاف قانون جواب کی طرف ہدایت ہو سکتی ہو۔ ملحوظ رہے کہ کسی شخص کا جس نے کہ کوئی جملہ سنا ہو صرف سمجھنا بنفسہ اس جملے کی توضیح کا قانونی طریقہ نہیں ہے اگر الفاظ کہے یا چھاپے گئے ہوں تو ان الفاظ کے معمولی معنی ہی کو

کہنے والے کا مطلب سمجھنا چاہئے۔ لیکن بلاشبہہ کسی اور واقعے کے وقوع کو ظاہر کر کے ایک بنیاد ڈالی جاسکتی ہے کسی اور امر کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اور ایسا کرنے کے بعد اس امر کے حوالے سے گواہ سے پوچھا جاسکتا ہے کہ اس نے ان الفاظ کو جس معنی میں سمجھا وہ کیا تھے؟ لیکن محض یہ سوال کہ "تم نے اس جملے سے کیا سمجھا؟ ہمارے خیال میں اس سوال کو کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔"

دفعہ ۵۱۳: یہ اصول بھی مستثنیات بغیر نہیں ہے۔ چونکہ وہ اس قیاس پر مبنی ہے کہ واقعات کے متعلق عدالت بھی اسی طرح رائے قائم کرسکتی ہے جس طرح گواہ۔ تو جب حالات سے اس قیاس کی تردید ہو تو یہ اصول بھی باقی نہیں رہتا ہے۔ "جب قانون کی وجہ باقی نہ رہے تو قانون بھی باقی نہیں رہتا ہے[1]" ا۔ سایل علم۔ مہارت۔ تجارت اور ایسے ہی امور کے متعلق جو اشخاص واقفیت رکھتے ہیں اور جن کو خارجہ ممالک کے قانون داں "ماہر" کہتے ہیں (یہ جملہ اب ہماری زبان کا بھی لفظ ہو گیا ہے) —— انھیں اپنی رایوں کو شہادت میں بیان کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ اس اصول قانون پر مبنی ہوتی ہے کہ جو "شخص اپنے فن میں ماہر ہو اس کا اعتبار کرنا چاہئے[2]" اور مسٹر اسمتھ (Mr. Smith) نے کارٹر بنام بوہم (Carter v. Boehm) کے مقدمے پر تنقید کرتے ہوئے جس میں مخبر بیان کردہ واقعات کی اہمیت کے متعلق بیمے کے ایک دلال کی رائے کو ناقابل ادخال شہادت قرار دیا گیا۔ اس اصول کو اس طرح بیان کیا گیا

---

[1] ٹلش مصنفہ گک، ۷، ب بیچھے دفعہ ۴۸۶۔
[2] ٹلش مصنفہ گک صفحہ ۱۲۔ الف ۱۳ گک ۲۹ الف اصول متعارفۂ قانون مصنفہ بروم طبع ہشتم ۱۳۱، وغیرہ۔
[3] لیڈنگ کیسیس (جلد ۱) مصنفہ اسمتھ۔ طبع دوازدہم۔ کارٹر بنام بوہم ۱۷۶۵ء۔ ۳ برس (۱۹۰۹ء)

ہے کہ "ایسے گواہوں کی رائیں جنھیں خاص مہارت حاصل ہو جب کبھی امر تنقیح طلب ایسا ہو کہ نا تجربہ کار اشخاص اس کے متعلق صحیح رائے ان کی مدد کے بغیر قایم نہیں کر سکتے قابل ادخال ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر جب کبھی وہ امر اس حد تک سائنس یا علم سے تعلق رکھتا ہو کہ اس کے معلومات حاصل کرنے کے لیے سابقہ مطالعے یا مشق کی ضرورت ہو" کتابوں میں اس اصول کے اطلاق کی بیشمار مثالیں ملتی ہیں[۱]۔ بیماری یا موت کے وجوہات یا زخموں کے
۲۳ے اثرات یا کسی شخص کی سیانگی یا دیوانگی کی ذہنی حالت، جس کا متعدد واقعات سے پتا چلا یا گیا ہو اور پیشہ ورانہ مہارت کے دوسرے مضامین[۲]۔ وہ امور ہوتے ہیں جن کے متعلق اطبا کے آرا مسلسل قابل ادخال ہوتے رہتے ہیں۔ کسی مہر کے متعلق مہر کنوں کی رائے پوچھی جا سکتی ہے کہ وہ بیان کریں کہ کیا وہ نقش کسی اصلی مہر سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کے نوٹس جہاں فوکس بنام چاڈ۔ ۴ ڈگلاس ۱۵۷۔ اور دوسرے مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے اور دیکھیے فیصلۂ لارڈ ائن برو بہ مقدمۂ بک وتھ بنام سائیڈ بوتھام ۱۸۱۶ء کیمپل ۱۱۲ - ۱، رسل وریان ۵۲۶۔ اور مقدمۂ فن وک بنام بل کیا رنگٹن و کرون جلد ا صفحہ ۳۱۴ نوٹ۔ الف۔

[۱] مقدمۂ کارٹر بنام بعوم (بہ حوالۂ مذکورۂ بالا) کے نوٹس میں جن مقدمات کو جمع کیا گیا ہے ملاحظہ کیجیے۔

[۲] شہادت مصنفۂ گرین لیف طبع شانزدہم دفعہ ۴۴۰۔ اس نوع کی علمی شہادت سے کام لینے کا عملدرآمد ہرگز کوئی نئی ایجاد نہیں ہے۔ ۲۸ لبر اسیس ساریم حصۂ پنجم میں مذکور ہے کہ لنگڑے کرنے کے استغاثے پر مدعی علیہ نے درخواست کی کہ عدالت زخم کا معائنہ کرے تا کہ ظاہر ہو کہ لنگڑا کیا گیا ہے یا نہیں۔ اس پر عدالت حیران تھی کہ کیا فیصلہ کیا جائے کیونکہ زخم تازہ تھا تب مدعی علیہ نے ادعا کیا کہ زخم ایسا نہیں ہے کہ جس سے لنگڑ پیدا ہو جائے اور درخواست کی کہ اس کا معائنہ کرایا جائے۔ عدالت نے شریف کے نام حکمنامہ جاری

کیا گیا ہے یا کسی چھاپے سے کسی تصویر کے اصلی ہونے کی تنقیح میں مصوّر کی رائے شہادت ہوتی ہے۔ کوئی جہاز ساز ان لوگوں کی شہادت سننے کے بعد جنھوں نے جہاز کا امتحان کیا ہوا اپنی رائے بیان کر سکتا ہے کہ کیا وہ سمندر میں چلنے کے قابل تھا یا نہیں۔ اور جب سوال یہ تھا کہ آیا ایک بند نے جو سمندر کے سیلاب کو روکنے بنایا گیا تھا۔ ایک بندرگاہ کے ریت سے بھر دینے کا سبب ہوا یا نہیں تو اس بند کے بندرگاہ پر اثر کے متعلق انجینیروں کے آرار قابل ادخال شہادت قرار دیے گئے[۱]۔ ان میں یہ بھی اضافہ کرنا چاہیئے کہ قدیم خطوط کی تاریخ کے متعلق ماہرین آثار قدیمہ کی رائیں سنی گئی ہیں[۲]۔ اور "خط یا دستخط کے ماہروں" کی رائیں یہ ثابت کرنے کے لیے کہ آیا کوئی خاص خط کسی شخص کا لکھا ہوا ہے یا نہیں[۳]۔ جب چالان ایک جعلی دستاویز کے چالانے کا تھا۔ اور اس میں سوال یہ تھا کہ آیا ایک کاغذ پر ابتداءً پنسل کے نشانات تھے اور ان کو مٹا کر دوسری تحریر ان کی جگہ لکھی گئی تھی۔ تو ایک ماہرفن کی رائے کو — جس کو کاغذوں پر باریک لکیروں کے دیکھنے کی عادت تھی اور جس نے اس دستاویز کو آئینے سے دیکھا تھا — کہ ایسے نشانات موجود تھے قابل ادخال شہادت اس شرط سے قرار دیا گیا کہ اس شہادت کی وقعت دوسری شہادت سے اس کی توثیق ہونے پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کیا کہ "بہترین ڈاکٹروں اور جراحوں کو شہر لندن سے طلب کیا جائے تاکہ ان کے آقا بادشاہ اور اس کی عدالت پر ان امور کو واضح کر دیں جو بادشاہ کی جانب سے ان پر عائد کیے گئے ہیں"۔ نیز دیکھئے پلوڈن۔ ۱۲۵۔

[۱] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع ثانز دہم دفعہ ۴۴۰۔

[۲] ٹریسی پیریج کیس ۱۸۴۳ء۔ اکلارک وفنلی رپورٹس (دارالامرا) ۱۵۴-۵۹ رسل وریان ۵۹۔

[۳] دیکھیے سی مان بنام نیدرکلفٹ ۲ کامن پلیس ڈویژن ۵۴۰۔ ایسے گواہ کے امتیاز کے لیے۔

موقوف ہو گئی[1]۔ اسی اصول پر پیشہ ور اشخاص یا عہدہ داروں کی رائے ان کے اپنے خارجہ قانون[2] کے ثبوت کے متعلق قابل ادخال ہوتی ہے اس موضوع کی ماہیت ہی کے لحاظ سے یہ لوگ صرف اپنے گمان یا رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔

۴۳۸ دفعہ ۴۱۵ص: اس شہادت اور ہر دوسری قسم کی شہادت کی وقعت کا تصفیہ عدالت کو کرنا چاہئے۔ عدالت کو اس کے سامنے پیش شدہ امور کے متعلق رائے قایم کرنی اور کسی گواہ کی رائے پر چاہے وہ کتنا ہی قابل ہو انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ یہ کام ہمیشہ آسان ہوتا ہے ــــ زیر غور شہادت کی وقعت سے زیادہ کسی اور شہادت کی وقعت مختلف نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ کسی اور شہادت کے متعلق پہلے سے کوئی اصول مقرر کرنا اتنا دشوار ہے۔ اس کا نہایت ہی کارآمد، جائز و حیرت ناک اطلاق زہر خورانی کے الزامات میں ہوتا ہے۔ جن میں نعش سے کیمیائی تجزیے کے ذریعے سے زہر نکالا جاتا ہے[6]۔ ڈاکٹر بک[5] کہتے ہیں کہ "یقیناً یہ انسانی مہارت کی کوئی ادنیٰ کوشش

---

[1] از پارک بیچ و ٹنڈل چیف جسٹس بمقدمہ ملاک بنام ولیس۔ ۸ کیا رنگٹن دیبن ۴۲۴-۴۲۵۔

[2] ان دی گڈس آف بونلی۔ ۱ پروبیٹ ڈیویژن - ۶۹۔

[3] دی سکس پیریج کیس ۱۸۴۴ء ۱۱ کلارک و فنلی رپورٹس (دارالامرا) ۸۵-۹۵ رسل و ریان ۱۱، ارل نلسن بنام لارڈ برڈ پورٹ ۵۲۷۔ دی بیرن ڈی بوڈس کیس (۱۸۴۵ء) ۸ کوئینس بنچ ۲۰۸۔ ۲۰۷ رسل و ریان ۸۴۴۔ برسٹو بنام سیکوے ول۔ ۵ ایکسچیکر ۲۷۵۔ واندرڈانکٹ بنام تھیلوسن (Vander Donckt v. Thellusson) ۱۸۴۹ء ۸ کامن بنچ ۸۱۲-۷۷۹ رسل و ریان ۷۶۱۔

[4] پرتھ پیریج کیس ۲ مقدمات دارالامرا ۸۷۴۔

[6] پیچھے دفعہ ۸۴۴۔

[5] طبی اصول قانون از بک ۱۰۸۵۔ طبع ہفتم۔

نہیں ہے جو ایک مردہ جسم کی گندہ حالت کا امتحان کرتی ہے ــ ایسا مردہ جسم جو مہینوں بلکہ برسوں بعد قبر سے کھود کر نکالا جاتا ہے ــ اُس کے عروق کا (جو اکثر نہایت ہی کم مقدار میں ہوتے ہیں) تجزیہ کرتی ہے۔ اور مسلسل اور ٹھیک ٹھیک منطقی نتایج کے ذریعے سے ایک ایسی رائے ظاہر کرتی ہے جو متعدد قراین یا مجرم کے اقبال جرم سے صحیح ثابت ہوتی ہے۔" "یہ ایسی ہی قابلیت سے انجام دیے ہوئے فرایض ہوتے ہیں جن سے ہمارا پیشہ دنیا کی نظروں میں اعلیٰ حیثیت حاصل کرتا ہے۔ اور جن کی وجہ سے گنوار لوگ جو ہمیشہ طب کے غیر مفید ہونے کے متعلق غل مچاتے رہتے ہیں۔ اس عجیب و غریب مخفی طاقت پر حیرت کرنے لگتے ہیں۔ جس سے سنکھیا کے ایک ذرے کو جو معدے کی دوسری اشیا کے طومار میں ملا ہوا ہو دریافت کر لیا جاتا ہے۔ یہ اور بھی زیادہ امور انجام دیتے ہیں۔ وہ ان قاتلوں کے دلوں پر جو زہر سے کام لیتے ہیں پکڑے جانے سے بچنے کے سخت ناممکن ہونے کو نقش کر دیتے ہیں۔" "اور ان فرایض کو اگر صحیح طور پر انجام دینا ہے تو افواہ کا لحاظ کئے اور تعصبات کو عمل کرنے کا موقع دیے بغیر انجام دینا چاہیئے۔ نیز بہت سے اطبا نے اپنی تحقیقات کے ذریعے سے معصوم اشخاص کو بچا لیا ہے۔ کیونکہ" انھوں نے بتلا دیا کہ" اتفاقی یا قدرتی اسباب نے تمام مظاہر پیدا کئے تھے۔" بہت سے مشکل و نازک مقدمات میں نہ صرف اطبا و علمائے نعلیات بلکہ علم و ہنر و تجارت کے مختلف شاخوں کے تجربے کار اشخاص و علما کی دی ہوئی شہادت کی اہمیت اور قدر و قیمت میں مبالغہ کرنا آسان نہیں ہے لیکن چونکہ پیش از پیش کسی گواہ کی دیانت یا کسی خاص علم، ہنر یا تجارت کے جاننے والے شخص کی مہارت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ عدالت کو ضرورۃً ان تمام اشخاص کو سننا پڑتا ہے جو بطور گواہ پیش ہوتے ہیں۔ پس اس قدرتی طرفداری

کے لیے جو گواہ معمولاً ان مقدمات کے لیے محسوس کرتے ہیں جن میں وہ پیش ہوتے ہیں۔ ہر تخفیف کرنے اور نیک نیت رایوں کے لیے چاہیے وہ کتنے ہی بے بنیاد و خیالی ہوں جو اشخاص ایسے مضامین پر جو وہم و قیاس پر مبنی ہوتے ہیں لازماً قائم کر لیتے ہیں۔ نہایت ہی وسیع میدان چھوڑنے کے بعد بھی ---- اس میں کوئی شک نہیں کہ ۴۳۹
ہماری عدالتوں میں روزانہ "سائنٹفک یا علمی شہادت" کے نام سے ایسی شہادت منظور ہوتی رہتی ہے جس پر اس لفظ کا اطلاق بھی ایک آلودگی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ فہم معمولی کے بھی سخت خلاف اور گواہوں کی معمولی دیانت کے بھی سخت مغایر ہوتی ہے۔ فی الحقیقت ایسے گواہوں کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ جس مضمون پر وہ اظہار دے رہے ہیں اس سے ان کے سامعین کے لاعلم ہونے پر بہت کچھ بھروسا کریں۔ اور انھیں دروغ حلفی کی بنا پر چالان کیے جانے کا کچھ خوف نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس جرم پر کسی ایسے شخص کو مجرم ٹھیرانا جو صرف اپنا خیال و رائے بیان کرنے پر حلف اٹھا رہا ہو اگر تقریباً ناممکن نہیں تو سخت دشوار ضرور ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ شخص علمی مضامین کے متعلق اپنا خیال بیان کر رہا ہو۔ لیکن اس کے برخلاف کبھی کبھی سائنٹفک شہادت کو کافی وقعت نہ دینے سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں۔ اور یہ زیادہ تر اس وقت ہوتا ہے

لہ ملنئیر نے اپنی کتاب شہادت میں چھٹے فرمان نو کو ذکر کرنے کے بعد جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قدیم روما میں یہ بد چلنیاں اچھی طرح سمجھی جاتی تھیں طنزاً کہتے ہیں کہ "ماہروں کی مروت کچھ ہمارے زمانے سے شروع نہیں ہوئی ہے"۔ دفعہ ۶۰۔ اسی طرح وہ بعد و ر طریقے پر کہتے ہیں کہ "ماہر مثل ایک شیشے کے ہوتا ہے جو تصویروں کو بڑا کر دکھائے جج کو چاہیئے کہ اس کی قوتوں سے فایدہ اٹھائے اور کامل آزادی سے ان تصویروں کو جو وہ اس کے سامنے پیش کرتا ہو جانچے اور یہ دیکھے کہ آیا وہ صاف آئے ہیں"۔

جب کہ عدالت اور عام طور پر معاشرے کے بھی معلومات گواہ کے سائنٹفک معلومات سے بہت کم ہوتے ہیں۔ قانون شہادت کے ایک جدید مصنف نے اس کی ایک نہایت ہی عجیب مثال بیان کی ہے خشکی پر دخانی انجن کے ذریعے سے سفر کرنے کے ایام طفولیت میں ایک بہت ہی مشہور انجینیر نے ایک پارلیمنٹی کمیٹی کے روبرو بیان حلفی دیا کہ دخانی گاڑیاں آہنی پٹریوں پر دس میل فی گھنٹے کی رفتار سے چل سکتی ہیں۔ اس پر سوال کرنے والے وکیل نے حقارت سے اسے حکم دیا کہ وہ بیٹھ جائے کیونکہ وہ کوئی اور سوال نہیں کرے گا اور اس سے پہلے جو شہادت اس نے دی تھی اس کی وقعت بہت کم ہو گئی۔[۱]

دفعہ ۵۱۵: فرانس میں ماہروں کو عدالت کی جانب سرکاری طور پر واقعات کی تحقیق کرنے اور رپورٹ کرنے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور ان کا رتبہ ہمارے پاس کے معمولی یا سائنٹفک گواہوں کے رتبے سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ تاہم وہاں بھی یہ اصول قانون ہے کہ "ماہروں کے مقولات کبھی بھی عدالتی فیصلے نہیں ہوتے"[۲] لیکن ہمارے قانون نے اس بلاشبہ صحیح اصول کو قایم کرنے کے لیے کہ عدالتی و تحقیقاتی وضائف کو علحدہ علحدہ رکھنا چاہئے عدالتوں کو کافی اختیار شہادت کے پیش کرنے پر مجبور کرنے کے نہیں دیے ہیں۔ کیونکہ گو ماہروں کی شہادت کو حاصل کرنے کے اختیارات میں جدید قوانین

---

[۱] نعفتی شہادت مصنفۂ گریسلے صہ ۳۶۹۔ لیورپول و مانچسٹر ریلوے کے مسودۂ قانون کی کمیٹی کے روبرو اسٹیفن سن کی شہادت بھی ایسی ہی بے اعتباری سے سنی گئی دیکھو سوانح عمری اسٹیفن سن مصنفۂ اسمائیلس (Smile's Life of Stephenson.)

[۲] کتاب شہادت مصنفۂ بانٹئے دفعہ ۴۷۔

موضوعہ کی رو سے بہت اضافہ ہوا ہے۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
احکام ان اختیارات کو بحیثیت عہدے کے استعمال کرنے کی اجازت ۴۴
نہیں دیتے ہیں، بلکہ ان کو صرف فریق مقدمہ کی درخواست پر
استعمال کیا جا سکتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۱۶: جہاں تک طبی شہادت کا تعلق ہے طبی قانون دانوں
کو شکایت ہے کہ تمام ان لوگوں کو جو ڈاکٹر کہلاتے ہیں بطور گواہ سننے میں
بہت کم امتیاز سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک قابل مصنف جن سے
ہم تراشے لے چکے ہیں کہتے ہیں کہ[2] انگلستان میں نہ صرف اطبا۔ جراح
اور عطار جن کے علاوہ کسی اور کو نہیں سننا چاہئے۔ بلکہ دوا خانوں
کے زخم باندھنے والوں۔ طلبا اور اناڑیوں کو بھی طبی گواہوں کی
حیثیت سے گواہی دینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اڈنبرا میڈیکل سرجیکل
جرنل (Fdinburgh Medical and Surgical Journal) کے مدیروں
نے کہا ہے کہ ہم زہر خورانی کا ایک ایسا مقدمہ بتا سکتے ہیں جس میں
شہادت کا نہایت اہم جزو ایک اناڑی حکیم کی شہادت پر مشتمل تھا

---

[1] قانون تعین قانون برطانوی سنہ ۱۸۵۹ء اور قانون تعین قانون ممالک خارجہ سنہ ۱۸۶۱ء ۲۲ و ۲۳ وکٹوریا باب ۶۳۔ اور ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۱ (دیکھئے قوانین موضوعہ مصنفہ چٹی عنوان شہادت) کی رو سے عدالتوں کو بعض صورتوں میں بحیثیت عہدے کے کارروائی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اول الذکر قانون کی رو سے بادشاہی قلمرو کے ایک حصے کی عدالتوں کو کسی دوسرے حصے کی عدالت کو کسی ایسے امر سے متعلق جس پر اس دوسرے حصے کا قانون مختلف ہو مقدمات کو رائے لینے کے لیے بھیجنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور موخر الذکر قانون کی رو سے کسی مقدمے کو مع سوالات ممالک خارجہ کی عدالتوں کو اس غرض سے بھیجنے کا اختیار دیا گیا ہے تاکہ ان ممالک کا قانون متعین اور معلوم کیا جا سکے۔

[2] طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۱۰۹۱ طبع ہفتم۔

اور اس شہادت کو قابل ادخال ٹھیرایا گیا" لیکن ان مصنفوں کا انھیں
کی زبان میں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جو علاج وہ تجویز کرتے ہیں وہ بیماری
سے بدتر ہے۔ کیا جج کو اس شخص کی گواہی سننے سے پہلے جو فن شفا کے
جاننے کا اظہار کرتا ہے اس امر کی تحقیق کرنی چاہیئے کہ وہ "اناڑی حکیم"
کی تعریف میں آتا ہے — یہ لفظ زبان کے نہایت مبہم الفاظ میں
سے ہے' اور خاص افراد پر اس کے اطلاق کی صحت ہمیشہ ایک حد تک
رائے کا سوال رہے گی۔ اس کے علاوہ یہ ہمارے قوانین
کی آزاد منشی کے خلاف ہوگا کہ تمام ان اشخاص کی جن پر جرائم کا الزام
ہو جان و آزادی کو ان کو ایسے دوسرے اشخاص کی گواہی سے فایدہ
اٹھانے سے منع کرکر جنھوں نے زیر بحث مضمون کو پڑھا اور اس پر
عمل کیا ہو ایک امتیازی حیثیت رکھنے والی جماعت کے ہاتھوں
میں دیدے۔ تاہم اتنا ماننا چاہیئے کہ اس خصوص میں ہمارا عملدرآمد
بہت بے قاعدہ ہے، اور یہ کہ جب طبی یا دوسرے سائنٹفک گواہ
پیش ہوتے ہیں تو ہمارے جج اور اہل جوری کافی حد تک وجوہات علمی
— یعنی ان ذرائع کو جن کے استعمال سے ماہروں نے رائے قائم کی
— دریافت نہیں کرتے ہیں۔ ان صاف و صریح صورتوں سے
قطع نظر کرتے ہوئے بھی جن میں مطالعہ اتنا کم یا تجربہ اتنا محدود ہو
کہ جج کو چاہیئے کہ ایسے گواہ کو کلیتہً مسترد کردے — یہ بھی اکثر پیش آتا ہے
کہ جو لوگ سائنس یا پیشے کی ایک شاخ میں امتیاز و شہرت رکھتے ہوں
ان کو اس کی دوسری شاخوں کے صرف سطحی معلومات ہوتے ہیں۔
ایک نہایت ہی قابل طبیب یا جراح کو زہروں کی دریافت ۱۲۱
کے طریقے یا علم طب کے دوسرے پیچیدہ مضامین کے متعلق نسبتہً بہت کم
معلومات ہو سکتے ہیں۔ اور اسی لیے ایک کیمیا داں یا عالم فعلیات
جو ہر دوسرے خصوص میں اس سے بے اندازہ کم درجے کا ہو
کسی ایسے مقدمے میں جس میں ایسے معلومات درکار ہوں

کہیں زیادہ کار آمد گواہ ہو سکتا ہے۔[1]

دفعہ ۵۱۷: ایک دوسرے قسم کے مستثنیات وہ ہوتے ہیں۔ جن میں کسی ایسے امر پر جس کا لحاظ کرنا عدالت کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے گواہ کی رائے یا فیصلہ ایسے پیچیدہ واقعات پر مبنی ہوتا ہے کہ ان کی ماہیت ہی کے لحاظ سے ان کو عدالت میں پیش کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی گواہ کا کسی شخص یا شے کی شناخت کرنا لازماً اس کی قوت فیصلہ کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اشخاص و اشیا دونوں کی شناخت میں بہت سی غلطیاں کی گئی ہیں۔ اشخاص کے درمیان مشابہت اکثر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور کسی شناخت کے صحیح ہونے کا قرینہ شناخت کرنے والے، شناخت کئے جانیوالے اور شناخت کے وقت کے بہت سے اور مختلف خصوصیات پر موقوف ہوتا ہے جس شخص کی شناخت کی گئی ہو اس سے شناخت کنندہ یا تو اکثر دیکھتے رہنے کی وجہ سے خوب واقف ہوتا ہے یا یہ کہ اس میں کوئی جسمانی خصوصیت مثلاً لکنت یا ترچھا پن ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں شناخت آسان اور سہل ہوتی ہے۔ دوسری صورتوں میں ہو سکتا ہے کہ شناخت کنندہ نے اس شخص کو جس کی وہ شناخت کرتا ہو صرف ایک مرتبہ

---

[1] مشہور جان ہنٹر جو ایک بڑے جراح تھے اور جن کا ڈونلن (Donellan) کے اہم مقدمہ میں جس کو اپنے سالے کو زہر دینے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اظہار لیا گیا تھا۔ اپنے لکچروں میں علی الاعلان افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ عدالت انصاف میں رائے دینے کی جرأت کرنے سے پہلے انھوں نے سمیات کے مضمون پر اور زیادہ توجہ نہیں کی تھی۔ قول سر آسٹلے کوپر (Sir Astley Cooper) مندرجہ طبی علم اصول قانون مصنفہ بک صفحہ ۹۰، طبع ہشتم۔

تھوڑی دیر کے لیے اور عرصے قبل دیکھا ہو۔ اور اسی لئے شناخت بہت زیادہ مشکل ہو جاتی ہے۔ نیز داروغۂ محبس[1] کی ماہرانہ شناخت یا ایک قدرتی طور پر غور سے دیکھنے والے شخص کی شناخت اور ایک ایسے شخص کی شناخت میں جو قدرتی طور پر گھبراہٹ بھرا ہو۔ یا جو انتقام کے جذبات کے تحت شناخت کرنے میں حد سے زیادہ زود و باز ہو۔ بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ ٹیلر کی طبی علم اصول قانون (Tayler's Medical jurisprudence) کے بیان کردہ بائیس شناخت کے ذرائع میں سے حسب ذیل طریقے بہت اہم ہیں:-

"تعلیم۔ بول چال۔ خط۔ پیشے کے نشانات۔ زخموں کے نشانات۔ پیدائش وغیرہ کے نشانات۔ کپڑے۔ زیور اور جیب کا سامان۔ گالٹن (Galton) کے نشانات ابہام۔ قد و قامت دانت۔ زخموں کے داغ۔ بال۔ عمر۔"

۲۴۲ "گالٹن کے نشانات ابہام" ایسے کاغذ پر جس پر مطبع والوں کی سیاہی پھیلی ہوئی ہو۔ یہ نام سر ڈگلاس گالٹن (Sir Douglas Galton) کے انکشافات کی وجہ سے دیا گیا ہے کے متعلق

[1] مسٹر جسٹس ولس (قرائنی شہادت از ولس طبع ششم بر صفحہ ۱۸۷) بیان کرتے ہیں کہ ان کی ججی کے سترہ اٹھارہ سال کے تجربے میں سابقہ سزایابی کے سوال پر غلطی کی صرف ایک مثال ملی جبکہ لندن کے بڑے محبسوں میں سے ایک کے داروغہ نے کی تھی اور جب اس سے اس غلطی کے سنگین ترین ہونے کے متعلق کہا گیا تو بطور عذر کے کہا کہ "حضور! میں سالانہ تین ہزار اشخاص کی شناخت کرتا ہوں۔"

مسٹر سکریٹری آکرس ڈگلاس (Mr Secretory Akers Douglas) نے جون ۱۹۰۵ء میں دارالعوام کے ایک سوال کے مطبوعہ جواب میں کہا کہ قابل چالان جرائم پر سزایابیوں کی سالانہ تعداد ۴ ہزار ہے اور ان میں سے پچھلے دس برسوں میں ۴ کو معافی دی گئی اور بقیہ کو باقی سزا معاف کر دی گئی۔

کہاجاتا ہے کہ ایک ہی شخص کے نقوش ابہام مستقل وغیر تبدیل پذیر ہوتے ہیں اور دو جدا اشخاص کے نقوش ابہام کبھی بالکل منطبق نہیں ہوتے ہیں۔ اور کسی ایسے شخص کی جس کے نقوش ابہام معلوم ہوں۔ اس ذریعے سے شناخت کو پولس بہت پسند کرتی ہے[1]۔

شاہراہ عام میں مزاحمت پیدا کرنے کے ایک مقدمے میں مقام مزاحمت کو بتلانے عکسی تصویروں کو قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے[2] اور اسی طرح ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے مقدمے میں پہلے شوہر کی شناخت کے لیے بھی[3]۔ لیکن باستثنا نہایت ہی خاص حالات کے ازدواجی مقدمات میں عدالت صرف عکسی تصویر کے ذریعے سے شناخت پر یقیناً عمل نہیں کرے گی[4]۔ کیونکہ اس قسم کی شہادت پر بہت سے صاف وصریح اعتراضات عاید ہوتے ہیں[5]۔

دفعہ ۵۱۷: الف - کتابوں میں غلط شناخت کے بہت سے قدیم وجدید مقدمات ملتے ہیں۔ مثلاً اُس فیشن والے شخص کا مقدمہ جو ڈاکو سمجھا گیا اور مجرم قرار دیے جانے سے بال بال بچا۔ اور جس میں سر ٹامس ڈاون پورٹ (Sir Thomas Davenport) ایک ممتاز بیرسٹر نے دو اشخاص کے ڈاکو ہونے پر حلف اٹھایا لیکن ان کے عذر عدم موجودگی کے ثابت ہو جانے پر اپنی غلطی کا اقرار کیا۔ اور داروغہ مجلس کی شناخت کا ولیس والا مقدمہ جس کی سماعت اور

---

[1] طبی علم اصول قانون - طبع پنجم جلد ا ص ۱۰۰ -

[2] ملکہ بنام یونائیٹیڈ کنگ ڈم الکٹرک ٹیلگراف کمپنی ۳ فاسٹر وفائلسن رپورٹس ۷۳ -

[3] ملکہ بنام ٹولسن ۴ فاسٹر وفائلسن ۱۰۳ -

[4] فرتھ بنام فرتھ (۱۸۹۶ء) پروبیٹ ۷۴ - از بلدنس جسٹس -

[5] طبی اصولِ قانون از بک - طبع ہفتم ، صفحہ ۴۰۰ -

ذکر دونوں مسٹر جسٹس ولس (Mr. Justice wills) نے کئے ہیں[1]۔ غلط شناخت کے دو مقدمے، یعنی مقدمہ ٹچ بورن (Tichborne's Case) جس میں، ایک چانسری کے مقدمے کے نتیجے بطور ایک دیوانی اور ایک فوجداری سماعت ہوئی۔ اور مقدمۂ بک (Beck Case) جس کے اچھی طرح سمجھنے کے لیے چار سماعتوں کا مطالعہ ضروری ہے ہماری قانونی تاریخ میں تمام دوسرے مقدمات سے بلحاظ اہمیت پیچیدگی اور اس عظیم دلچسپی کے جو عوام نے اس میں لی۔ نہایت ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ٹچ بورن کا مقدمہ ۱۸۷۴ء میں ایک شخص آرتھر اورٹن (Arthur Orton) کے دروغ حلفی کی بنا پر مجرم قرار دیے جانے پر ختم ہوا۔ اس شخص نے غلط طور پر ظاہر کیا تھا کہ وہ سر چارلس ٹچ بورن ہے جو جہاز کی تباہی سے بچ نکلا ہے۔ حالانکہ سر چارلس ٹچ بورن دراصل اسی تباہی میں ہلاک ہو گیا تھا۔ بک کا مقدمہ ۱۹۰۴ء میں مسٹر بک کے قید سے رہا کئے جانے پر ختم ہوا۔ ان صاحب کو ۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۴ء میں غلطی سے ایک دوسرے شخص اسمتھ (Smith) کے بجائے جس کو ۱۸۷۷ء (اور ان کی رہائی کے بعد) ۱۹۰۱ء میں سزا دی گئی۔ مجرم ٹھیرایا اور قید کیا گیا تھا۔

ذیل میں ان دو مقدمات کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں:۔

دفعہ ۵۱۷: (ب) روجر چارلس ڈفٹی ٹچ بورن[2] (Roger Charles Daughty Tichborne) ۱۸۲۹ء میں پیرس میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۴۵ء تک

---

[1] قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۰۵ تا ۱۰۶
[2] پوری تفصیل کے لیے دیکھئے لغت ''قومی سوانح عمری'' ضمیماتی عنوان ''اورٹن'' (Dectionary of National Biography, Supplemental Volume, tit. Orton)۔
قانون جاگیرات ٹچ بورن اور ڈفٹی ۱۸۷۳ء ۱۴ و ۲۷۔ وکٹوریا باب ۱ (خانگی)۔ مقدمۂ ملکہ بنام

اس کی عمر ۱۶ برس گزری تھی۔ اس سال وہ تعلیم کے لیے اسٹونی ہرسٹ
۴۴۳ Slonyhurt میں انگلستان۔ بھیجدیا گیا۔ اس کے ماں اور باپ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱۔ کیاسٹرو (Req. v. castro) ۲ جلدیں از سویٹ ۱۸۷۵ء میں کاکبرن میر مجلس کی فرد جرم۔ مقدمۂ ملکہ بنام کیاسٹرو کے مختصر نوٹس۔ اور خصوصاً "صدی کے مشہور مقدمات" مصنفہ جے۔ بی اٹلے بیرسٹرایٹ لا '(Famous Trials of the Century." (by J. B. Atlay, M. A. Barister-at-law) (مطبوعہ گرانٹ رچرڈس ۱۸۹۹ء) جو مصنف "سماعت مقدمہ لارڈ کاکرین" '(The Trial of Lord Cochrane) ہیں اور "لغت قومی سوانحعمری" میں مضمون "اورٹن" کے مصنف بھی: نیز دیکھیے مقدمۂ ملکہ بنام کیاسٹرو یا آرتھر اورٹن یا سر روجر چارلس ڈفٹی ٹچ بورن بیرونٹ (۱۸۷۳ء) لار یورٹ ۹ کوئنس بنچ ۲۱۹۔ جس میں مسٹر آنسلو و مسٹر والی اراکین پارلیمنٹ۔ مسٹر اسکپ ورتھ اور مدعی علیہ (جو جرم دروغ حلفی کے ارتکاب کے بعد ضمانت پر رہا کیا گیا تھا) کو مدعی علیہ کی جواب دہی کی تائید میں عوام کے سامنے تقریریں کرکے ہتک عدالت کرنے کے جرم میں سزا دی گئی تھی۔ اور دیکھیے کیاسٹرو بنام مرے ۱۸۷۵ء۔ لار پورٹ ۱۰ ایکسچیکر ۲۱۳۔ اور ٹامس کیاسٹرو وغیرہ بنام ملکہ۔ ۱۸۸۱ء ۶ مقدمات مرافعہ ۲۲۹۔ جہاں قرار دیا گیا کہ اورٹن کے دو دروغ حلفیاں اگرچہ ایک ہی مقصد کے لیے کی گئی تھیں لیکن ان کی سزا علیحدہ علیحدہ دی جاسکتی تھی۔ اور اسی لیے چودہ سال کے حبس دوام کی سزا صحیح تھی۔ اور دیکھیے مباحثہ جات پارلیمنٹ از ہانسارڈ جلد ۲۲۴۔ (سلسلۂ ثالث) مورخہ ۲۳ر اپریل ۱۸۷۵ء جس میں اس طویل مباحثے کی رپورٹ ہے جس میں سر ہنری جیمس، مسٹر برایٹ اور بہت سے دوسروں نے اس تحریک پر تقریریں کیں جو ۴۳۳ رایوں سے بمقابلہ ڈاکٹر کینیلی کیو۔ سی۔ رکن پارلیمنٹ برائے اسٹوک اور کونسل مدعی علیہ کی ایک رائے کے مسترد کی گئی۔ اور جو اس لیے کی گئی تھی کہ مقدمے کی سماعت کی دریافت کے متعلق ایک شاہی کمیشن مقرر کیا جائے۔ اور آرتھر اورٹن کے دستخطی اقبال جرم کے لیے اخبار "پی پل" دیکھیے جس کو بعد میں ایک ایک آنہ قیمت کے رسالے کی شکل میں بھی شایع کیا گیا (اور جس سے صفحات ۴۴۶ تا ۴۴۷ کتاب انگریزی آگے کے خلاصے لیے گئے ہیں) اور جس کا عنوان تھا کہ "آرتھر اورٹن دعویدار جاگیرات ٹچ بورن کی مکمل سوانحعمری اور اقبال جرم (نوشتہ خود) اور تاریخی سماعت

دونوں رومن کیتھولک تھے۔ ۱۸۴۹ء میں اسے چھٹی ڈراگون گارڈس (Dragoon Guards) ــــ قرابینوں ــــ کی فوج میں عہدہ افسری ملا جسے اس نے آخر ۱۸۵۲ء میں فروخت کر دیا۔ اور مارچ ۱۸۵۳ء میں پیرس میں اپنے ماں باپ سے وداعی ملاقات کرکے ہاورے (Havre) سے ایک فرانسیسی جہاز میں سوار ہوکر وال پریسو (Valparaiso) چلا گیا۔ اس کی آمدنی بہت تھی۔ ٹچ بورن جاگیرات کی آمدنی اور ان کی بیرنی وخطاب جن کا وہ وارث تھا سالانہ پچیس ہزار پونڈ تھی جنوبی امریکا میں تقریباً ایک سال رہنے کے بعد وہ ۲۰ اپریل ۱۸۵۴ء کو ایک انگریزی جہاز بلا (Bella) میں جمیکا (jamaica) جانے کے لیے ریو (Rio) سے سوار ہوا۔ یہ جہاز جلد ہی بعد سمندر میں ڈوب گیا۔ اور کسی پسماندگوں کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ بیمے کی رقم ادا کر دی گئی۔ اور روجر ٹچ بورن کا وصیت نامہ بھی ثابت کیا گیا۔ لیکن اس کی ماں کو اس کے بچ جانے کا اصرار کے ساتھ یقین تھا اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد (جو سر جیمس ٹچ بورن ہوگیا تھا۔ اور جس کا جانشین اس کا چھوٹا بیٹا الفرڈ (Alfred) ہوا تھا) اس نے ۱۸۶۳ء میں اپنے بیٹے کی خبر کے متعلق بہت سے اخباروں اور بہت سی زبانوں میں اشتہار دیا خصوصاً سڈنی (Sydney) میں اس نے ایک کارندے کے خدمات آسٹریلیا کے اخباروں میں اشتہار دینے کے لیے حاصل کیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ واگا واگا (Wagga) (Wagga) موقوعہ کوئینس لانڈ (Queensland) کے ایک اٹرنی نے اشتہار کا اس کے ایک موکل کے بیانات سے مقابلہ کرکے لیڈی ٹچ بورن کے کارندے کو اطلاع دی کہ اس نے "گم شدہ" شخص کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بہ اجلاس کامل انڈوا کنر ہیلی جنھوں نے اورٹن کی جانب سے وکالت کی تھی۔

دریافت کرلیا ہے۔ اور اس کے جلد ہی بعد لیڈی ٹچ بورن کو یہ خط ملا:۔

"میری پیاری اماں: میرے پچھلے خط مورخہ ۲۲ر اپریل ۱۸۵۴ء کے بعد سے جو تاخیر واقع ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے اس خط کو شروع کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ میرے اس سے پہلے نہ لکھنے سے جو تکلیف و تردّد آپ کو ہوا ہوگا اس کا مجھے سخت افسوس ہے۔ لیکن وہ میرے اٹرنی کو معلوم ہیں۔ اور اور زیادہ خانگی حالات اور تفصیلات کو میں خاص آپ کے سننے کے لیے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں..... مسٹر گبس (Mr. Gibbes) اس کو ناگزیر سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو ایسی باتیں یاد دلاؤں جو صرف آپ کو معلوم ہوسکتی ہیں اور جن سے آپ کو میری شناخت یقینی طور پر ہوجائے۔ میری پیاری اماں میں اس کو ضروری نہیں سمجھتا گو میں ان کو لکھ بھیج رہا ہوں۔ یعنی میرے بازو کا بھورا نشان اور برائٹن کا کارڈ والا معاملہ (The Card Case at Brighton) میری پیاری اماں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اس کے بعد جو آپ سے اقرار کیا تھا اس کا ہمیشہ پابند رہا ہوں۔ میرے نام آپ کے خط کو براہ کرم مسٹر گبس کے پاس بھیج دیجئے تاکہ غیر ضروری دریافت نہ ہو" کیونکہ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ اس ملک میں میں مشہور ہوجاؤں۔" ۴۴۴

لیڈی ٹچ بورن بھورے نشان کو سمجھی نہیں۔ اور برائٹن والے معاملے کو نظر انداز کردینا پسند کرتی تھی اور اس نے "اپنے پیارے اور چہیتے روجر" کو ایک خط لکھا۔ اور دستخط ایچ۔ ایف ٹچ بورن کئے۔ خط میں اس نے اپنے فرضی بیٹے سے درخواست کی تھی کہ وہ انگلستان آئے۔ چنانچہ وہ چند مہینوں کے وقفے سے انگلستان آیا اس سے پہلے اس نے ایک وصیت نامہ تیار کیا تھا جس میں اپنی ماں لیڈی ہانا فرانسس ٹچ بورن (Lady Hanah Frances Tichborne)

کو (حالانکہ لیڈی ٹچ بورن کا نام ہنریٹ فلی سیٹی (Henreitte Felicite)
تھا کاؤس (Cowes) موقوعۂ جزیرۂ وائیٹ (Isle of Wight) کی اپنی
کل جایداد وصیت کی تھی۔ (واقعہ یہ تھا کہ اس جزیرے میں ٹچ بورنس
کی کوئی جایداد نہیں تھی)۔ اور اس نے خاندان ٹچ بورن کے دو قدیم
ملازموں سے گفتگو بھی کی۔ جن سے اس کو بہت ہی قیمتی معلومات
حاصل ہوئے تھے اور ان میں سے بوگل (Bogle) ایک حبشی نے
اس کے ساتھ انگلستان تک سفر کیا تھا۔ ڈسمبر ۱۸۶۶ئہ میں وہ پہلے
اور فوراً ہی واپنگ (Wapping) گیا۔ اور خاندان اورٹن کے اکثر
ارکان کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے بعد وہ ٹچ بورن کے خاندانی
مقام موقوعہ ہامپ شیر (Hampshire) گیا۔ اس کے سامان پر
حروف آر۔سی۔ٹی ("R.C.T.") تھے۔ شروع شروع میں ٹیلر
کے نام سے موسوم ہوتا گیا۔ اور بعد میں ٹچ بورن کے نام سے۔
اور پھر وہ مسٹر ہومس (Mr. Holmes) سالیسیٹر کے ساتھ جن سے
ایک شناسائی نے تعارف کرادیا تھا پیرس گیا تاکہ لیڈی ٹچ بورن
اس کی شناخت کرے۔ ان کو اس نے لکھا تھا کہ:۔

> "پیاری اور چہیتی اماں: میں ٹچ بورن[عہ] یا تھا۔ اور اس پیاری پرانی جگہ کو
> ایک نظر دیکھا۔ اس کی تباہی کو دیکھ کر میرا دل خون ہوگیا لیکن چونکہ
> میرا بھائی مرگیا ہے ہمیں اس کا ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ گزشتہ را صلواۃ
> اور اس کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہیئے"[عہ]

پیرس کی ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر ہومس نے "ٹائمز" کو
۲۳ جنوری ۱۸۶۷ئہ کو ایک خط لکھا جس کا عنوان ٹچ بورن بیرونٹی
("Tichborne Baronetcy".) تھا:۔

عہ املا غلط لکھا۔ کیونکہ ٹچ بورن کی ٹی کو چھوٹی ٹی لکھا (مترجم)۔

عہ۔ اس لفظ کا املا غلط ہے کیونکہ (As) کو (nas) لکھا ہے۔ (مترجم)۔

"سر روجر چ بورن سے متعلق اخباروں میں اتنے بہت سے مبہم بیانات شایع ہوئے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں اور ایک دوسرے صاحب ان کے ساتھ ۱۰ تاریخ کو پیرس گئے تھے۔ ان کی والدہ ڈوبجر لیڈی جیس ڈفٹی چ بورن نے فوراً ہی ان کی شناخت کر لی۔ اور انھیں اپنا بیٹا سر روجر تسلیم کیا۔ اور گزشتہ دس دن سے ان کے ساتھ ہیں۔ میں کل شام ہی وہاں سے واپس آیا ہوں۔ اور سر روجر کی شناخت کے ضروری اعلانات کو جو برطانوی سفارت خانے میں ان کی اور ان کی والدہ اور پیرس کے دو ممتاز ڈاکٹروں کی موجودگی میں کیے گئے تھے اپنے ساتھ لایا ہوں۔ وکلا کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اب سر روجر جاگیروں کے قبضے کے لیے ضروری تدابیر اختیار کریں گے۔"

۴۴۷ عدالت چانسری کی کارروائیوں میں جو جلد ہی بعد شروع کی گئیں لیڈی چ بورن نے شناخت کا حلف نامہ داخل کیا۔ اس پر جرح نہیں کی گئی۔ وہ دعویدار کو فی ہفتہ میں پونڈ دیتی تھیں۔ اور ۱۸۶۸ء میں دیوانی مقدمے سے کچھ قبل اپنی موت تک اکثر اس کے ساتھ رہتی تھی اسی طرح پر کھلی عدالت میں ان کا کبھی اظہار نہیں لیا گیا لیکن ان کے شناخت کرنے کے علم کا عوام پر بڑا اثر ہوا تھا۔ اور وہ اس کو صحیح تسلیم کرنے لگے تھے۔ پہلی ملاقات ایک اندھیرے کمرے میں ہوئی تھی۔ اور دعویدار کو اس میں بہت پس و پیش تھا۔ کسی قریبی قرابت دار نے اس کی سر روجر ہونے کی شناخت نہیں کی تھی۔ لیکن دور دور کے قرابت داروں اور روجر کی پرانی رجمنٹ کے بہت سے عہدہ داروں اور سپاہیوں نے ایسی شناخت کی تھی۔ بہت سی صورتوں میں شناخت دعویدار کے خاندانی واقعات حالات و دستاویزات کے معلومات کے اظہار سے حاصل کی گئی تھی۔ یہ معلومات ہوشیاری سے ایسے ذرایع سے حاصل کی گئی تھیں جن کا شناخت کنندہ کو علم نہیں تھا۔

خصوصاً یہ مسٹر ہاپکنس (Mr. Hopkins) ٹچ بورن کے خاندانی سالیسٹر کی صورت میں ہوا۔ لیکن وہ مقدمے کی سماعت سے پہلے انتقال کر گئے۔ اور نیزان کے وکیل چاپمن باربر (Mr. Chapman Barber) کی صورت میں بائیس دن کی جرح میں دعویدار نے (جو ایک معمولی نیک نیتی پر مبنی مقدمے میں خود پہلا گواہ ہوتا نہایت ہی معزز چالیس گواہوں کے اس کی شناخت کرنے کے بعد پیش ہوا۔ ان میں کرنل لشنگٹن (Colonel Lushington) بھی تھے جو برائے نام مدعی علیہ تھے اور انھوں نے خاندانی تصویروں سے واقف ہونے کا حلف لیا تھا) روجر کی زندگی کے اہم واقعات سے عظیم ترین لاعلمی اور ناواقفیت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اس کی ماں کا نام (جس کو اس نے ایک حلف نامے میں ہانا فرانسس کہا تھا) ہنریٹ فلی سٹی (جس کا تلفظ اس نے فلی سیٹ کیا) تھا سو سے زیادہ گواہوں نے اس کے روجر ہونے کا جس کو انھوں نے بیس سال سے زیادہ عرصے سے نہیں دیکھا تھا حلف اٹھایا۔ لیکن برخلاف اس کے بہت سے قریبی قرابت داروں نے اس کے خلاف حلف لیا۔ یہ امر ثابت کیا گیا تھا کہ روجر کو گوندا تھا اور ایک گواہ نے حلف اٹھایا کہ مدرسے میں اس نے روجر کو گوندا لگایا تھا۔ لیکن دعویدار پر گودنے کے کوئی نشانات نہیں تھے۔ دعویدار بہت موٹا تھا۔ اور گو بعض خصوص میں وہ ٹچ بورن کے خاندان کے لوگوں کے مشابہ تھا۔ روجر سے بہت مختلف تھا جو بہ نسبت باپ کے اپنی ماں سے بہت مشابہ تھا۔ جوری کے مقدمے کو روک دینے پر دعویدار کے وکیل نے مقدمے کے خارج کر دیے جانے کو پسند کیا۔ اور بوول چیف جسٹس (Bovill, C. J.) نے فوراً ہی دروغ حلفی کے لیے مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ اجلاس کاملہ (کاکبرن چیف جسٹس ملر اور لش جسٹس (Cockburn, C. J. v. Mellor Lush jj.) کے سامنے ۱۸۸ دن مقدمے کی سماعت کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (جوری کے ایک گھنٹہ

غور و خوض کے بعد) چودہ سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی لیکن معمولی عملدرآمد کے مطابق اچھے چال چلن کی بنا پر وہ اس مدت سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا۔

رہا ہونے کے کچھ عرصے بعد تک اورٹن انگلستان میں ادھر ادھر اپنی معصومی کا اظہار کرتے ہوئے پھرتا رہا اور حکومت نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا لیکن اپریل ۱۸۹۵ء میں اس نے کمشنر حلف کے روبرو ایک طویل و مکمل اقبال جرم کیا۔ اور اس پر حلف لیا اور جو اس کی منظوری سے اخبار "پیپل" ("People") میں ہر ہفتے شایع کیا گیا۔ اسی سے حسب ذیل خلاصہ لیا گیا ہے:۔ ۴۴۶

"میں آرتھر اورٹن حلف اٹھاتا اور اعلان کرتا ہوں کہ میں جارج اورٹن مرحوم قصاب ۶۹۔ ہائی اسٹریٹ واپنگ۔ لندن کا چھوٹا بیٹا ہوں۔ میرے باپ کو آٹھ بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں ...... میں مسٹر ہگنس (Mr. Higgins) کا قصاب تھا اور اس زمانے میں واگا واگا (Wagga Wagga) کی پہاڑی کے اس طرف ایک چھوٹے سے جھونپڑے میں رہتا تھا۔ ڈک سلیڈ (Dick slade) اور مجھ میں دوستانہ روابط تھے .... سلیڈ مجھے ٹامس کیاسٹرو (Thomas Castro) کے نام سے جانتا تھا ...... وہ میرے پاس آیا اور کہا "ٹام میں تمہارے لیے ایک اخبار لایا ہوں۔ جس میں ایک عجیب اشتہار ہے"۔ میں نے اس اشتہار کو جو آسٹریلیشین ٹائمز" ("Australasian Times") میں تھا پڑھا ...... اس اشتہار کو پڑھتے وقت مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں سلیڈ سے ایک مذاق کر سکتا ہوں۔ میں اس سے اور واگا واگا بلکہ آسٹریلیا میں ہر شخص سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور یہ کہ میں اپنی موجودہ حیثیت سے برتر ہوں ڈک نے کہا۔ کہ "اس اشتہار کی تفصیلات تم پر صادق آتی ہیں" محض شرارت اور صرف مذاق کی غرض سے میں نے اپنا سر ہاتھوں

میں لے لیا اور اپنے پر رقت کے آثار ظاہر کیے۔ میں نے تو یہ محض مذاق سے کیا۔ لیکن ڈک اس کو صحیح سمجھ گیا۔۔۔۔۔“

(اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ سلیڈ نے گبس سے ذکر کیا جن سے ملاقات فیصلہ کن ثابت ہوئی)

”اس (گبس) نے مجھ سے کہا کہ ”ٹام یہ اشتہار تمہارے متعلق ہے“ میں نے کہا نہیں۔ میرے متعلق نہیں ہے“! اس نے کہا۔ تمہارا کہنا کہ وہ تم سے متعلق نہیں ہے بے فایدہ ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ تمہارے متعلق ہے۔ اشتہار میں دیے ہوئے مرقع کی بنا پر میں اور میری بیوی نے تم کو پہچان لیا“ میں نے پھر کہا کہ ”نہیں وہ میرے متعلق نہیں ہے“ اس پر گبس نے کہا کہ ”دیکھو ٹام۔ اگر تم اقرار نہ کرو گے تو میں انگلستان لکھ بھیجوں گا اور تمہاری ماں سے کہدوں گا کہ تم کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو“ میں نے اس پر بہت پریشانی کا اظہار کیا اور اس سے کہا کہ اپنے کام سے غرض رکھئے۔ دوسروں کے بیچ میں نہ آئیے“

(اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح سلیڈ نے جو ہاپشیر کا باشندہ تھا۔ ہاپشیر سے متعلق بہت مفید معلومات بہم پہنچائیں)۔

”اس کے بعد میں نے اس سے ہاپشیر کے متعلق بہت سے معلومات حاصل کیں۔ اور اس سے زیادہ معلوم کر لیا جتنا کہ میں اس کے متعلق کبھی جانتا تھا۔ دراصل ہاپشیر سے متعلق سب کچھ میں نے اسی سے معلوم کیا۔ کیونکہ جب تک کہ اس نے بیان نہیں کیا کہ ہاپشیر کہاں تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں تھا“

(اس معاملے میں بوگل کے حصے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:-)

”بوگل نے مجھے فوراً پہچان لیا۔ اور کہا کہ اس کو کچھ بھی شبہ نہیں ہے کہ میں کون ہوں میں بوگل سے سرے سے واقف ہی نہیں تھا۔

لیکن برک کی کتاب پیریج (Burke's Peerage) سے میں نے
بچ بورن خاندان کے اراکین کے متعلق معلومات حاصل کرلی تھیں
......جن کی وجہ سے میں مختلف ارکان خاندان کے متعلق گفتگو
کرسکا......بوگل کے مجھے سرد وجہ سمجھ لینے کے بعد بھی میں نہیں
جانتا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے.......لیکن ظاہر ہے کہ بوگل سے
بھی میں نے بہت کچھ معلومات حاصل کیں"۔
(لیڈی بچ بورن سے پہلی ملاقات کو اس طرح بیان
کیا گیا ہے:-)
"صبح کے دس بجے تھے جب وہ آئی. میں اس صبح ناشتے
کے لیے اٹھا تھا۔ لیکن کھانے کے بعد میری طبیعت بہت
ناساز ہوگئی تھی۔ میری ناسازئ مزاج کی اصلی وجہ میں بیان
نہیں کرسکتا۔ لیکن شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ایک ایسی خاتون
سے جس کو میں نہیں جانتا تھا ملنے کے خیال سے میں سخت
گھبرا گیا تھا...... اپنے کو سخت بیمار محسوس کرتے ہوئے میں
کپڑوں ہی میں بچھونے میں لیٹ گیا تھا......میں بچھونے
میں ایسا لیٹا تھا کہ میرا منہ دیوار کی طرف تھا۔ اور اس طرح پر
لیٹنے کی وجہ سے میری پیٹھ لیڈی بچ بورن کی طرف ہوتی تھی.....
اس نے مجھے دیکھا اور اس کے بعد آگے آئی۔ اور مجھے پیار کیا اور
کہا کہ " اوہ۔ روجر۔ میں تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں"۔ وہ جذبات
سے بھری ہوئی اور بہت متاثر نظر آتی تھی......وہ مجھ پر بہت
مہربان اور میری طرف بہت متوجہ تھی اور ہم نے فی الحقیقت
بہت ہی آزادی سے گفتگو کی۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس
موقع پر جو گفتگو ہمارے درمیان ہوئی وہ بہت اہم تھی"۔
"مجھے اپنے پہلے مقدمے کے دوران میں صبح کی ڈاک سے　۷۴۴
ہر حیثیت اور ہر درجے کے عوام سے بہت سے خطوط ملا کرتے تھے

ان تمام خطوں میں جاگیروں کے لیے میں جو بڑی لڑائی لڑ رہا تھا۔ اس میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار ہوتا تھا اور ہر خط میں ایک چیک ہوتا یا بینک انگلستان کی کوئی نوٹ: رقمیں جو مجھے وصول ہوتی تھیں وہ مختلف مقدار کی ہوتی تھیں۔ لیکن اکثر خطوط میں چیک یا نوٹس پچاس تا ۱۰۰ اور ۵۰ تا ۱۰۰ پونڈ کے ہوتے تھے۔ ان خطوں کے متعلق ایک عجیب بات یہ تھی کہ اکثر رقم جو مجھے نوٹس میں بھیجی گئی تھی وہ غیر رجسٹر شدہ خطوں کے ذریعے سے بھیجی گئی تھی۔

"میں کٹہرے میں ۴۵ دن رہا۔ اور ۲۹ دن مجھ پر جرح ہوتی رہی۔ جس زمانے میں مجھ سے گیارہ ہزار سوال کئے گئے اور اختتام مقدمہ پر استغاثہ کو تسلیم کرنا پڑا کہ میں نے نو ہزار تین سو کے جواب صحیح دیئے تھے۔

"سارجنٹ بالنٹاین (Serjeant Ballantine) میرے بڑے وکیل تھے میرے دعوے کی تائید میں مقدمے کی ابتدا ایک تقریر کے ذریعے سے کی گئی جس میں کئی دن لگ گئے۔ اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ وہ تقریر بہت ہی ہوشیاری سے کی گئی تھی۔ لیکن میرے خیال میں وہ لغو تھی۔ وہ مجھ سے وسٹ منسٹر ہال (Westminister Hall) میں ملے اور پوچھا کہ "ہاں سچ بورن۔ میری تقریر کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟" میں نے کہا "میں اس کو بہت اچھی نہیں سمجھتا ہوں۔ میرے خیال میں وہ لغو تھی۔" ظاہر ہے کہ اس سے انھیں برا لگا۔ اور بلا شبہہ ان کے مقدمے کو خارج کر دینے کی درخواست کرنے کی وجہ یہی تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا مجھ سے آخری مرتبہ ایمانداری سے اور صحیح صحیح طور پر ان حالات کو جو میرے اس مفصل و مکمل اقبال جرم کا باعث ہوئے ہیں معلوم کر لے۔ سب سے پہلے میں یہ

کہنا چاہتا ہوں کہ میں ایک ضعیف آدمی ہوں۔ میری عمر کا باسٹھواں سال اب شروع ہونے والا ہے۔ اور گو جو کچھ میں کہنے والا ہوں اس کو سب لوگ صحیح نہیں سمجھیں گے۔ تاہم وہ سچ اور واقعہ ہوگا۔ کیونکہ میں اپنے ضمیر سے بوجھ ہلکا کرنا چاہتا ہوں۔ اور عوام کے دلوں سے اس شبہ کو دور کرنا چاہتا ہوں جو ان کو میری بابت ممکن ہے کہ باقی ہو۔ اس اقبال جرم کرنے میں میرے پیش نظر کوئی مالی اغراض نہیں تھے۔

"مجھے تو تمہ جو کچھ تھی (یعنی دعویدار بننے میں) وہ روپیہ حاصل کرنے کی تھی۔ میں روپیہ چاہتا تھا۔ اور روپیہ ہی میرا مقصد تھا۔ اور اگر سڈنی کے نوآباد باشندے میری اتنی ضیافتیں اور خاطر مدارات نہیں کرتے تو میں جہاز میں سوار ہوتا اور میری باقی عمر پانا ما (Panama) میں اپنے بھائی کے ساتھ گزارتا۔ اور گمنام مر جاتا۔ یہی دراصل میرا ارادہ تھا۔ لیکن میری بہتیری کوشش کے باوجود میں ان لوگوں سے چھٹکارا نہیں پا سکا جو میرے گرویدہ ہو گئے تھے۔ اور مضبوطی سے یقین رکھتے تھے کہ میں ہی اصل سر روجر تھا۔ ظاہر ہے کہ میں اچھی طرح سے جانتا تھا کہ میں سر روجر نہیں ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے میری اتنی آؤ بھگت کی کہ میں دراصل بھول گیا کہ میں کون تھا۔ اور رفتہ رفتہ یقین کرنے لگا کہ جاگیروں کا اصل مالک میں ہی تھا.....

"ختم کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ اس موقع سے فایدہ اٹھا کر بیچ بورن جاگیرات کے وارث اور اس خاندان کے دوسرے اراکین پر اس بے حد تکلیف و پریشانی کے لیے جو میرے باعث انھیں سالہائے سال تک ہوتی رہی ہے اپنے دلی تاسف کا اظہار کردوں۔

"میں مزید یہ امر بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں کالیفورنیا

(California) جانے اور اپنی باقی عمر اپنے بھائی کے ساتھ گزارنے کے اپنے ارادے کو پورا کرتا' اگر یہ واقعہ پیش نہیں آتا کہ میں بوگل (Bogle) اور گل فائیل (Gilfoyle) اور بہت سے اشخاص سے آسٹریلیا میں ملا۔ جو خاندان ٹچ بورن سے اتنے واقف تھے' اور جنھوں نے دراصل اس کے متعلق مجھے اتنے معلومات بہم پہنچائیں کہ میرے دماغ پر ان کا اتنا اثر ہوگیا کہ میں دراصل یقین کرنے لگا کہ میں وہی شخص ہوں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں ہوں اس کی وجہ سے مجھے ایک عجیب واقعہ یاد آرہا ہے! جو میرے دوسرے مقدمے میں پیش آیا' جب کپتان ہوگل (Captain Hugel) جو ایک بڑے جہاز گلن اَوِن ("Glen owen") کے مالک تھے گواہی دے رہے تھے تو کاکبرن کے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ 'یہ شخص یقیناً آرتھر اورٹن ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں کہ وہ اس سے واقف ہے۔ میں نے اس سے گھنٹوں باتیں کی ہیں لیکن مجھے ایک بھی ایسی بات دریافت نہیں ہوئی جس سے ظاہر ہوتا کہ وہ اپنے کو بہ حیثیت اورٹن کے پہچانتا بھی ہے۔

آرتھر اورٹن[1]

---

[1] اورٹن کا میری لی بون (Marylebone) میں اپریل ۱۸۹۸ء میں انتقال ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے اقبالِ جرم کو واپس لیا۔ اور اس کے صندوق کفن پر جو نام منقوش تھا وہ سر روجر چارلس، ڈفی ٹچ بورن تھا" اس دعویدار کے روجر ٹچ بورن ہونے کے امکان کو تمام ذی عقل اشخاص نے ترک کر دیا ہے۔" دیکھئے ضمیمۂ لغت قومی سوانح میں ایک مضمون جس کے مصنف جے۔ بی۔ اٹلے کا موجودہ اڈیٹر بہت سے قیمتی معلومات کے لیے رہین منت ہے۔ مثلاً یہ کہ مسٹر چارلس ہال (Mr Charles Hall) مرحوم

۴۴۸ **دفعہ ۱۵ سر ج** مسٹر بک کے مقدمے کا حسب ذیل مختصر بیان کلیتہً ایک سرکاری ماخذ سے لیا گیا ہے۔[1]

۱۸۷۷ء میں ایک شخص جو اپنے کو جان اسمتھ (John Smith) کہتا تھا عورتوں کو فریب دینے کے جرم پر اولڈ بیلی (Old Bailey) میں مجرم قرار دیا گیا۔ اس کے فریب دینے کے طریقے یہ تھے کہ وہ اپنا ایک دولتمند امیر لارڈ وِلوبی (Lord Willoughby) کے نام سے تعارف کراتا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ اس کی ڈیوڑھی سینٹ جانس وڈ (St. John's wood) میں ہے۔ اور اس عورت کو اپنی داشتہ بننے کہتا تھا۔ اس کے بعد وہ کہتا کہ اس عورت کے لیے نئے کپڑے وغیرہ خریدنا چاہیئے۔ اور کسی مشہور تاجر کی دکان کو حکم لکھ دیتا جہاں سے کہ وہ مطلوبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- جو دعویدار کے ساتھ وکیل کی حیثیت سے جنوبی امریکا ایک کمیشن پہ گئے تھے۔ اور جس میں دعویدار اگرچہ اہم گواہ تھا۔ لیکن حاضر نہیں ہوا تھا۔ اسی بنا پر انھوں نے مسٹر اٹلے سے کہا تھا کہ انھوں نے "فریب کو اپنے آنکھوں کے سامنے نشو و نما پاتے دیکھ لیا۔"

تدفین پاڈنگٹن کے قبرستان میں ۶ ر اپریل ۱۸۹۵ء کو عمل میں آئی۔ قبر پر کوئی کتبہ نصب نہیں کیا گیا ہے۔ گو کفن کے صندوق پہ اور موت و تدفین کے رجسٹر میں وہی نام تھا جو اوپر بیان ہوا۔

[1] رپورٹ کمیٹی تحقیقاتی (رائٹ آنریبل سر آر۔ ایچ کالنس۔ ماسٹر آف رولس۔ سر اسپنسیر والپول کے۔ سی۔ بی۔ اور سر جان ایج رکن کونسل آف انڈیا سابق میر مجلس عدالت عالیہ صوبۂ شمال مغربی۔ جنھیں مسٹر سکریٹری ایکرس ڈگلاس نے ۹ ر ستمبر ۱۹۰۴ء) "مسٹر اڈ الف بک کی (۱۸۹۶ء اور ۱۹۰۴ء) کی دو سزاؤں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا تھا" نیز دیکھئے شہادت مسٹر اڈالف بک، مسٹر جارج آر سمس کا ایک ۳ پنس کا رسالہ جسے ڈیلی میل سے دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے بعد شہادت کی یادداشتیں" اور مختلف دستاویزات" کے فوٹو دیے گئے ہیں۔

چیزیں خرید سکے۔ اور اسے ایک غیر موجود بنک "بنک آف لندن"
کے نام چک لکھ دیتا۔ پھر کسی حیلے پر وہ کوئی زیور مستعار لیتا، اور روپوش
ہو جاتا۔ اس کو پانچ سال حبس دوام کی سزا دی گئی۔ لیکن اپریل ۱۸۸۱ء
میں اس کو زیر نگرانی رہائی دی گئی۔

آخر ۱۸۹۴ء میں ایسے ہی فریب کی مختلف عورتوں نے پولس
سے شکایت کی۔ اور دسمبر ۱۸۹۵ء میں ایک عورت مسٹر بک سے
وکٹوریا اسٹریٹ (Victoria Street) میں ملی اور اس پر الزام لگایا کہ
اس نے اس کا سرقہ بالجبر کیا ہے۔ گو مسٹر بک نے احتجاج کیا کہ اس نے
اسے اس سے قبل کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔ ان بہت سی عورتوں کو
جنھوں نے پولس سے شکایت کی تھی مسٹر بک کو دیکھنے کا "حسب معمول"
موقع دیا گیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ آیا وہ اس کی شناخت کر سکتے ہیں کہ وہ
وہی شخص ہے جس نے انھیں فریب دیا ہے۔ ان میں سے اکثروں نے
پولس کی عدالت میں مختلف درجوں کے یقین کے ساتھ اس کے
خلاف گواہی دی۔ اور ویسٹ منسٹر کی عدالت پولس نے اس کے
چالان کے لیے حکم دے دیا۔ مارچ ۱۸۹۶ء میں اولڈ بیلی کی عدالت میں
اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ اس کی اصل جواب دہی یہ تھی کہ اصل خاطی وہ
شخص ہے جسے ۱۸۷۷ء میں سزا دی گئی تھی۔ اور وہ مجرم نہیں ہے)
اور اسے سات سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی۔ اس نے فوراً معروضہ
گزرانا۔ اور اس کے بعد بھی کئی معروضے گئے کہ مقدمے کی دوبارہ سماعت
کی جائے کیونکہ غلط شناخت کی بنا پر اسے سزا دی گئی ہے لیکن اسے کامیابی
نہیں ہوئی۔ اسے زیر نگرانی رکھ کر ۱۹۰۱ء میں رہا کیا گیا۔ اور اپریل ۱۹۰۴ء
۴۷۹ میں اسے دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور الزامات انھیں الزامات کے

لہ دیکھئے صفحہ (۵۰۴ کتاب انگریزی) آگے۔ جہاں پائے تخت کی پولس کو جو ہدایات شناخت کے
متعلق دیے گئے ہیں۔ ان کو بیان کیا گیا ہے۔

مماثل تھے جن کی بنا پر اسے ۱۸۹۶ء میں مجرم قرار دیا گیا تھا۔ اس کی سماعت گرانتھام جسٹس (Granthain J.) کے اجلاس پر ہوئی، اور اسے دوبارہ نہ صرف الزامات عاید کردہ کا بلکہ ۱۸۹۶ء میں ان کے مماثل جرایم کے مجرمیم قرار پانے کا مجرم قرار دیا گیا۔ لیکن گرانتھام جسٹس نے اس مقدمے کے متعلق انھیں مشکوک ہونے کی وجہ سے حکم سزا کو دوسری میقات تک ملتوی کر رکھا۔ اور فی الواقع سزا کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اسی اثنا میں سابقہ سزا یافتہ مجرم اسمتھ مماثل الزامات پر جس کا اس نے ارتکاب مسٹر بک کے زمانۂ قید میں کیا تھا گرفتار ہوا۔ جس کی بنا پر مزید تحقیقات کی گئی اور مسٹر بک کی رہائی اور ۱۸۹۶ء و ۱۹۰۴ء دونوں سزاؤں سے معافی عمل میں لائی گئی۔ اس کے جلد ہی بعد اسمتھ کو فلی مور جسٹس (Phillimore, J.) کے اجلاس پر چالان کیا۔ اور ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کو اسے پانچ سال کے حبس دوام کی سزا دی گئی۔ یہ ناممکن تھا کہ اسمتھ اور بک دونوں ایک ہی شخص ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اسمتھ کی ختنہ ہوئی تھی اور مسٹر بک کی ختنہ نہیں ہوئی تھی (سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے) کہ "مسٹر بک کے خلاف الزامات کی سرے سے کوئی بنیاد ہی نہیں تھی۔ اور نہ اس کے ان سے کسی قسم کے کوئی تعلق سمجھنے کی کوئی وجہ تھی"۔ مسٹر بک کو دوبارہ معافی دی گئی۔ اور خزانے سے پانچ ہزار پونڈ معاوضہ دلایا گیا۔ اس واقعے سے کہ ایک معصوم شخص کو دوبارہ مجرم قرار دیا جا سکتا ہے اور نیز یہ کہ پہلی دفعہ سزا دی جانے کے بعد ہوم آفس کو درخواست دینے سے کوئی فایدہ نہیں ہوتا ہے عوام کے دلوں میں ہمارے نظام انصاف فوجداری کی ماہیت اور اس کے عمل سے سخت بدگمانیاں پیدا ہو گئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر سکرٹری اکرس ڈگلاس نے ایک محکمہ جاتی کمیٹی جس میں کالنس ماسٹر آف رولس (Collins, M. R.) سر اسپنسر والپول کے۔ سی۔ بی (Sir Spencer Walpole, K. C. B.) اور سر جان ایج کے۔ سی۔ (Sir John Edge, K.C.) رکن کونسل آف انڈیا

اور صوبۂ شمال مغرب کی عدالت عالیہ کے سابق میر مجلس شامل تھے، مقرر کی۔ تاکہ ان دو سزاؤں کے حالات کی تحقیقات اور رپورٹ کریں۔ اسی رپورٹ سے ذیل میں چند خلاصے دیے جاتے ہیں:-

"ہم نے اس مقدمے کی تمام اہم نوبتوں کی تحقیق کی طرف اپنی توجہ مبذول کی، تاکہ اگر ممکن ہو تو نہ صرف پہلی سماعت پر اصل غلطی کی وجہ معلوم ہو جائے بلکہ نظر ثانی کرنے والی بعد کی عدالت کی غلطی کو پکڑنے اور اس کی اصلاح کرنے میں ناکامی کا سبب ظاہر ہو جائے۔ ہماری دانست میں بعد کی کارروائی ہی دونوں کارروائیوں میں سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ جج چاہے کتنے ہی قابل و تجربہ کار ہوں غلطی کر سکتے ہیں۔ اور شناخت کی شہادت جو محض شخصی تاثرات پر مبنی ہو۔ تمام اقسام شہادت میں سب سے کم قابل اعتبار ہے۔ اور اسی لیے جب تک دوسرے واقعات سے اس کی تائید نہ ہو۔ جوری کے فیصلے کے لیے بہت ہی غیر محفوظ بنیاد ہوتی ہے۔ شک کے ان عناصر کو کسی بھی نظام قانون سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اگر یہ امر معقول حد تک یقینی نہ ہو تب بھی ممکن ضرور ہونا چاہئے کہ جو غلطی ان دونوں یا کسی ایک سبب کی وجہ سے پہلی نوبت پر ہو۔ نظر ثانی کرنے والی عدالت کے ذریعے سے اس کی اصلاح ہو جائے...... عام الفاظ میں اس مقدمے میں اس غریب پر جو خوفناک حادثہ گزرا وہ غلط شناخت کی وجہ سے تھا۔ استغاثے نے اسے سابق میں سزا یافتہ شخص اسمتھ سمجھا۔ سزا دیے جانے پر اس کو جیل کے عہدہ داروں نے وہی خط و نشان دیا جو اسمتھ کو دیا گیا تھا۔ اڈولف بک کے مجرم قرار دیے جانے کے بعد اسمتھ کے دوبارہ گرفتار ہونے تک یہ نہ معلوم ہوا کہ ایسی قطعی شہادت موجود ہے جس سے اسمتھ اور مسٹر بک کے ایک ہونے کی قطعی تردید ہو جاتی ہے۔ ۴۵۰

"ہماری رائے میں اس خاص مقدمے کی غلطی بغیر اصلاح کے نہیں رہ جاتی اگر قابل ابتدائی جج (سر فارسٹ فلٹن) (Sir Forrest Fulton) عدالت مقدمات محفوظ کردۂ سرکار کے غور کرنے کے لیے اس امر پر جس کو مسٹر گل نے

پیش کیا تھا۔ مقدمہ محفوظ کرنا مناسب سمجھتے .... فی الوقت جج کو اگر وہ انکار کرے تو مقدمہ محفوظ کرنے پر مجبور کرنے کے لیے کوئی احکام نہیں ہیں۔ یہ امر نہایت آسان ہوگا کہ ایسے احکام بنائے جائیں جن کی رو سے بادی النظری قوی وجوہات کی بنا پر جب عدالت سے درخواست کی جائے تو عدالت مجاز ہو کہ حکم اظہار وجہ جاری کر کے سرکار کو توجہ دلائے کہ جس فیصلے پر اعتراض کیا گیا ہے اس کی تائید کرے[۱]۔ اگر عدالت کی رائے میں غلطی ہوئی ہو تو آیا صرف حکم سزا کو منسوخ کر دینا چاہیئے۔ یا مقدمے کی دوبارہ سماعت کا حکم دیا جانا چاہیئے ایک زیادہ بڑا سوال ہے..... اور گو اس کے متعلق کچھ خیال ظاہر کرنا ممکن ہے کہ ہمارے اختیارات سے باہر ہو لیکن کیا اس کا وقت نہیں آیا ہے کہ ایک ایسے شخص کو معاف کرنے کی بے ضابطگی جس کو سزا ہی نہیں دینی چاہیئے تھی' موقوف کر دی جائے۔ اور اٹارنی جنرل کی درخواست پر سجل یا ریکارڈ عدالت میں براۃ لکھانے کے زیادہ آسان طریقے کو اختیار نہ کر لیا جائے۔"

معصوم شخص کی معافی کو عقل سلیم سے مطابق کرنے کے لیے ایک ایسی ہی تحریک چند سال قبل اٹارنی جنرل سر فریڈرک پالک (Sir F. Pollock) نے بھی کی تھی[۲]۔

اس رپورٹ کے ضمیمے میں منجملہ اور بہت سے دستاویزات کے "مشتبہ یا قیدی اشخاص کی شناخت سے متعلق پائے تخت کی پولس کے لیے ہدایات" بھی تھے۔

---

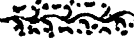
[۱] اسی غرض سے اور دوبارہ سماعت کا حکم دینے کا مجاز بنانے لارڈ چانسلر ہالس بری (Lord Chancellor Halsbury) نے سنہ ۱۹۰۵ء میں ایک مسودۂ قانون پیش کیا تھا۔ لیکن اس پر بحث تک نہیں ہوئی۔ بالآخر قانون مرافعۂ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء (۷، ایڈورڈ سوم باب ۲۳) نافذ کیا گیا۔ جس کی رو سے انصاف کی غلطیوں کی اصلاح کے بہت وسیع اختیارات دیے گئے۔ (لیکن دوبارہ سماعت کا اختیار نہیں دیا گیا)

[۲] دیکھیے لغت قانونی مصنفہ وارٹن بعنوان "پارڈن"۔

"اغراض شناخت کے لیے ان دوسرے اشخاص کے ساتھ جو آنے پر راضی ہوں پولس والوں کو بھی شریک نہیں کرنا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ ضرورت ناگہانی ہو اور تھانے پر کافی تعداد میں اشخاص جمع نہ کیے جا سکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے قیدی ہی کی شکل و لباس کے اشخاص کو منتخب کرنا چاہیے۔ مقدمے کی تنقیح کرنے والے عہدہ دار کو چاہیے کہ شناخت یا اس میں ناکامی کے تمام حالات کو غور سے دیکھے، تاکہ وہ ان سے متعلق شہادت دینے کے قابل ہو سکے۔ اغراض و مفاد انصاف کے لیے یہ امر نہایت اہم ہے کہ جو اشخاص شناخت کرنے کے لیے آئے ہوں، انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور ملزم کے حلیے کے بیان، یا اس کی تصویر دکھلانے یا کسی اور طریقے سے ان کی مدد نہ کی جائے۔ جب کبھی کسی ملزم شخص کی شناخت کے لیے گواہوں کو لایا جائے تو ملزم کو انھیں دکھلانے سے پہلے اسی کے درجے اور معاشرتی حالات کے لوگوں کے ساتھ رکھنا ضروری ہے۔"

مذکورۂ بالا یا ان سے مماثل حالات میں جن اشخاص کو معائنہ کرنے بلایا جاتا ہے بعض ایسے ہوں گے جو شناخت کریں گے بعض ایسے جو شناخت نہیں کر سکیں گے اور بعضوں کو یقین ہوگا کہ جس شخص کا معائنہ کیا گیا وہ وہ شخص نہیں ہے جس کی شناخت مطلوب تھی عملدرآمد یہ ہے کہ صرف شناخت کی شہادت پیش کی جاتی ہے لیکن ہماری عرض یہ ہے کہ جس شخص کا معائنہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ انصاف کا اقتضا یہ ہے کہ شناخت میں ناکام رہنے کی شہادت　ص ۱۵۴

و نیز اس یقین کی شہادت کہ جس شخص کا معائنہ کیا گیا وہ شخص نہیں ہے جس کی شناخت مطلوب تھی ان دونوں امور کی شہادت بھی دی جائے۔



۴۵۲

باب ہفتم

اپنے متعلق شہادت

دفعہ (۱)

اپنے متعلق شہادت عام طور پہ

دفعہ ۵۱۸:۔ گزشتہ ابواب میں ہم نے ان اصولوں کی ماہیت کو بیان کیا ہے۔ جن کی بنا پر شہادت اصلی نہ ہونے یا قریبی نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کی جاتی ہے۔ موجودہ باب کسی شخص کے موافق یا مخالف شہادت کی اس نوع کے لیے مخصوص ہوگا جو خود اس کے یا اس کے نمایندوں کے یا ان لوگوں کے جن کا وہ نمایندہ ہوتا ہے قول یا فعل سے بہم پہنچتی ہے۔ ایسی تمام شہادت کو ہم "اپنے متعلق" شہادت کے جملے سے ادا کریں گے: جب وہ اس شخص کے موافق ہوگی جو اس کو بہم پہنچاتا ہے تو اس کو "اپنے مفید" شہادت کہیں گے۔ اور جب اس کے خلاف ہو تو "اپنے مضر[1]"۔

[1] ان تین میں سے پہلے دو لفظ عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ سے لیے گئے ہیں "اپنے مضر" کے لفظ کو طبع دوم کے اڈیٹر نے بنتھم کے لفظ "اپنے خلاف جانے والے" (Self disserving) (Self harming)

دفعہ ۵۱۹: "اپنے متعلق" شہادت کے متعلق اصول قانون یہ ہے ۵۴
کہ جب وہ "اپنے مفید" ہو تو ناقابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ "اپنے مضر" ہو تو بہ چند استثنا قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اکثر نہایت ہی قابل اطمینان قسم کی شہادت سمجھی جاتی ہے[لف]۔ کیونکہ اگرچہ قانون کو ترک کر کر دیکھا جائے تو اس دعویٰ کو ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ کسی شخص کے بیانات یا ان کے مماثل اقوال کی خاص صورتوں میں دوسرے شخص کے خلاف بطورِ شہادت کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے — تاہم ہمارا قانون ان بیانات کو اپنے اس بڑے اصول کی تتبع میں جس کی رو سے شہادت کا قریبی ہونا ضروری ہوتا ہے مسترد کرتا ہے[۲]۔ اور نیز اس وجہ سے بھی ان بیانات کو مسترد کرتا ہے کہ ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرانے سے علانیہ طور پر فریب و جعل سازی کے موقع بہم پہنچتے ہیں۔ یہ اس عام اصول کی ایک شاخ ہے کہ "کسی شخص کو بھی اس کی اجازت نہیں دی چاہیئے کہ وہ اپنے لیے شہادت بنائے[۳]"۔ لیکن اس کے برخلاف ایک عالم کا تجربہ اس پر گواہ ہے کہ چونکہ لوگ اپنے مفاد کو دیکھتے اور اپنے نفع کو مطلوب رکھتے ہیں اس لیے جو کچھ وہ اپنے مفاد یا نفع کے خلاف کہیں اس کو کافی محفوظ طور پر کم از کم اس وقت تک جب تک اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے بجائے اختیار کرلیا ہے۔ لیکن مصنف نے مہتمم ہی کے لفظ کو استعمال کیا تھا۔

لف شہادت از گلبرٹ صہ ۱۱۹ طبع چہارم۔ قانون مصنفہ فیئر ۳، مقدمات جوری صہ ۱۸۱ ۔ نیز دیکھئے شہادت مصنفہ ماسکارڈس۔ مسئلہ ۷، نوٹ ۱۰۔

۲ دیکھیے دفعہ ۹۱۔

۳ تاریخ بنام لارنس ۲ بارن وال واڈ الفس ۱۴۲ ، ۱۴۴۔ شہادت مصنفہ فپسن طبع ششم ۲۲۹ - ۲۳۰ دیکھیے ۵۰۶۔

خلاف ظاہر نہ ہو صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۵۲۰: اس لیے اپنے مفید شہادت کے موضوع کو چند لفظوں میں ختم کیا جا سکتا اور فی الحقیقت اس پر "دوسروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو متاثر نہیں ہونا چاہئیے" کے عنوان کے تحت فی الجملہ غور کیا جا چکا ہے[1]۔ لیکن اپنے مفید شہادت کو نا قابل ادخال ٹھیرانیوالے اصول کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ پہلا استثنا یہ ہے جب کسی دستاویز یا بیان کا کوئی جزو کسی شخص کے خلاف اس کے مضر شہادت بطور پیش کیا جائے تو اس کو حق ہوتا ہے کہ کل دستاویز یا بیان کو جوری کے سامنے پیش کرائے جن کا فرض ہوگا کہ کسی اپنے مفید بیان پر جو اس میں ہو غور کریں اور اس کو اس کی مناسب وقعت دیں[2]۔ یہ تصور انصاف کے اس صاف اصول پر مبنی ہے کہ کسی شخص کے بیان کو اس کے خلاف استعمال کرنے سے آپ اس بیان کو کم از کم بطور شہادت قبول کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رومی فقہاء اس سے آگے گئے تھے۔ پوتھیے[3] (Pothier) کہتے ہیں کہ "غور کرو کہ جب میرے پاس تمھارے اقبال کے سوا کوئی اور شہادت نہیں ہے تو میں اس کو منقسم نہیں کر سکتا۔ مثلاً فرض کرو کہ میرا تمھارے خلاف دو سو لیورے (livres) (فرانسیسی سکہ) کا دعویٰ ہے جس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ تم نے قرض لیا ہے۔ اور میں اس کی ادائی کا

---

[1] دیکھیے دفعات ۵۰۶ تا ۵۱۰۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم ۷۳۰، تا ۷۴۰۔ شہادت از فیپسن صفحہ ۱۶ طبع پنجم شہادت مصنفہ پوتھیے جلد دوم صفحہ ۱۵۶ تا ۱۵۸۔ رانڈل بنام بلاکبرن ۵ ٹانٹن ۲۴۵۔ تھامسن بنام آسٹن ۲۔ ڈارلنگ و رای لینڈ رپورٹس ۳۵۸۔ اسمتھ بنام بلانڈی ریان و موڈی ۲۵۷۔ ڈابی بنام ادسیلی ۲ جورسٹ (سلسلۂ نو) ۴۹۷۔

[3] شہادت از پوتھیے جلد ۱۔ دفعہ ۷۹۹۔

خواستگار ہوتا ہوں۔ تم قرض کا اقبال کرتے ہو لیکن یہ بھی کہتے ہو کہ تم نے اس کو ادا کر دیا ہے۔ میں قرض کو تمھارے اقبال سے اس لیے ثابت ۴۵۴
نہیں کر سکتا کہ اسی میں تم نے ادائی بھی بیان کی ہے۔ یعنی ساتھ ہی وہ ادائی کی شہادت بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ میں اس کو جیسا بھی وہ ہے یعنی مجموعی طور پر ہی آپ کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں۔ لاطینی مقولہ ہے کہ جب کوئی گواہ کوئی اقبال کرتا یا ایسی گواہی دیتا ہے جو اس کے مضر ہوتی ہے تو اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ اس کو کل بیان سے اتفاق ہے[1]" یہ اصول ان کے عدالتی نظام میں غالباً منصفانہ تھا۔ لیکن ہمارے قانون میں گو پورا بیان قابل ادخال ہوتا ہے لیکن ہر جزو کی وقعت کا تصفیہ جوری کو کرنا ہوتا ہے۔ جو مفید ذاتی بیان پر اعتبار کرنے اور مضر ذاتی بیان کو نا قابل اعتبار ٹھیرانے یا اس کے برعکس قرار دینے کی مجاز ہوتی ہے۔ نیز جب کسی شخص پر مقدمہ چلایا جائے، تو کم از کم اس وقت جب کہ اس کی جواب دہی کے لیے کوئی وکیل نہ ہو اپنی جواب دہی میں ایسے امور بیان کر سکتا ہے جو شہادت سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ اور جن کو وہ شہادت سے ثابت نہیں کر سکتا ہے۔ اور جوری ان امور پر اگر وہ ان کو قابل اعتبار سمجھے عمل کرنے کی مجاز ہو سکتی ہے[2]۔ اپنے مفید شہادت کو حالات متعلقہ کی شہادت سے مخلوط نہ کرنے میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے۔ کسی شخص کے الفاظ جب وہ ایسے فعل یا عمل کے ساتھ کہے گئے ہوں جو شہادت ہو حالات متعلقہ کے جزو اور اسی لیے قابل ادخال شہادت ہو سکتے ہیں۔

دفعہ ۵۲۱: اس لیے اب ہم مضر ذات یا اپنے مضر شہادت کے زیادہ اہم اور زیادہ مشکل موضوع کی بحث کی طرف لوٹیں گے جو یہ شہادت

---

[1] دیکھیے بیلڈن بنام والٹن (Baildon v. Walton) ۱-ایکسچیکر ۶۱۷۔

[2] دیکھیے پیچھے دفعہ ۶۳۵۔

الفاظ۔ تحریر۔ علامات یا خاموشی سے بہم پہنچ سکتی ہے۔ "یہ امر غیر اہم ہے کہ کوئی شخص اپنا ارادہ الفاظ کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے یا واقعات کے ذریعے سے[1]"۔ لیکن اپنے مضر شہادت کے اظہار کی معمولی شکل بلاشبہ دوسروں سے کہے ہوئے الفاظ ہوتے ہیں۔ یا تحریر۔ لیکن اپنے سے آپ گفتگو میں کہے ہوئے الفاظ بھی مساوی طور پر قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں[2]۔ اور علامتوں کے متعلق سچ کہا گیا ہے کہ "ظاہری افعال اندرونی رازوں کی شہادت ہوتے ہیں[3]۔" مثلاً کسی گونگے اور بہرے شخص سے جواب دہی کرنے کے لیے کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ کسی مہتمم کے ذریعے سے جو عدالت و جوری کو اس کی علامتوں کا مفہوم سمجھا سکے اپنا مقدمہ بیان کر سکتا ہے[4]۔ اسی طرح خاموشی بھی: "جو شخص خاموش ہو جاتا ہے رضامند سمجھا جاتا ہے[5]" یہ ایک ایسا اصول قانون ہے جس کو کافی قیود کے ساتھ سمجھنا چاہیئے۔ اس اصول کی زیادہ صحیح توضیح حسب ذیل اصول قانون میں کی گئی ہے: کہ جو شخص خاموش ہو جاتا ہے وہ اقبال تو نہیں کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ وہ انکار نہیں کرتا ہے[6]"۔ اور ہمارے قدیم اساتذہ میں سے ایک نے سچ کہا ہے
۴۵۵ کہ "انکار کی وقعت اتنی نہیں ہوتی ہے جتنی کہ اقبال کی ہوتی ہے[7]"۔ جس کو عصر جدید میں پوری طرح صحیح تسلیم کیا جاتا ہے[8]۔ اس اصول قانون کو مشروط کر کے

۱ ۔ اکک ۴۴ ۱۲۔ الف۔ دیکھیے فورڈ بنام الیٹ۔ ۴ اکسچیکر ۷۸۔

۲ ۔ کک بنام سمنز ۶۔ کیارنگٹن وپین ۵۴۰۔

۳ دیکھیے ۔ کک ۴۶ ۱ ب اصول متعارفہ قانون مصنفہ ونگیٹ ۱۰۸۔ اصول متعارفہ قانون از برُوم طبع ہشتم۔

۴ ملک بنام جونس (۱) کراؤن لا مصنفہ۔ لیچ صد ۱۰۲۔ ملک بنام اسٹیل ایضاً ۴۵۱۔

۵ ہوبارٹ رپورٹس ۱۰۲۔ اجتماک سنٹ جلد ۱۔ مقدمہ ۴۶۔ سنٹ جلد ۲ مقدمہ ۴۔ سنٹ جلد ۵ مقدمہ ۸۷۔ فراین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲۔ (De Reg. Juris. Reg. ۴۳۔ نیز مزید دیکھیے آگے دفعات ۵۴۷۔ ۵۴۶

۶ ڈائجسٹ کتاب ۵ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۴۲۔ نیز دیکھیے فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ (De Reg. Juris. Reg.) ۴۴۔

۷ Long. Quint ۱۲۵, ۱۲۶۔

۸ ہیس لپ بنام گمر (Hayslep v. gymer) (۱) اڈالفس وایلس ۱۹۲۔ دیکھیے ماگتر بنام ایڈالفس

اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ "جو شخص اس وقت جب کہ اس کا نفع زیر بحث ہو خاموش ہوتا ہے۔ رضامند سمجھا جاتا ہے"[1]۔ اس اصول کا زیادہ تر اطلاق فوجداری مقدمات میں کیا جاتا ہے۔ جن میں جب کسی شخص پر کسی جرم کے ارتکاب کا الزام لگایا جاتا ہے اور وہ خاموش ہو جاتا ہے اس خاموشی کے اثر و وقعت پر پوری طرح ایک دوسری جگہ غور کیا جائے گا[2]۔

دفعہ ۵۲۲: مقرذات بیانات کے مختلف اقسام کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ پہلے تو وہ "عدالتی" ہوتے ہیں یا "غیر عدالتی"[3] یعنی جب کہ وہ کسی عدالتی کارروائی میں کئے جاتے ہیں۔ یا جب کہ وہ کسی اور حالات میں دیئے جاتے ہیں۔

دفعہ ۵۲۳: (۲): دیوانی مقدمات میں مقرذات بیانات کو بالعموم "اقبال دیوانی" کہا جاتا ہے اور فوجداری مقدمات میں ان کو "اقبال فوجداری" کہتے ہیں۔ رومی و کلیسائی فقہا تمام اقسام کو لفظ "کنفیسیو" ("Confessio") سے ادا کرتے تھے۔

دفعہ ۵۲۴ (۳): مقرذات بیانات "مکمل" و "غیر مکمل" میں منقسم ہیں "مکمل" اقبال میں مقرذات بیان ایسا ہوتا ہے جس پر اگر اعتبار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۳ کلارک دفعتی ۲۰۵- گیاسکل بنام اسکن (۱۴) کوئنس بینچ ۶۶۴- اور بائیل بنام وائیزمان ۱۰- ایکسچیکر ۶۵۱-

[1] ۲۰ ہنری ششم ۱۳ ب - مقابلہ کیجئے "السکوت فی معرض الحاجۃ بیان"

[2] دیکھئے آگے دفعات ۵۷۴، ۵۷۵ تا ۵۷۶-

[3] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱- دفعہ ۲۱۶ طبع شانزدہم- شہادت مصنفہ پوٹھیئے دفعات ۷۹۷-۸۰۱-

کیا جائے تو وہ بیان کرنے والے کے خلاف کم سے کم ان امور کے جن سے وہ متعلق ہوتا ہے مادی واقعات کی حد تک قطعی ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہ وہ شخص جس پر قتل کا الزام ہو کہے کہ متوفی کو میں نے قتل کیا ہے" یا "میں نے مار ڈالا ہے"۔ ایسی صورتوں میں شہادت کی نوعیت بلاواسطہ شہادت کی ہوتی ہے۔ اور اصول قانون یہ ہے کہ "بہترین گواہ وہ ملزم ہے جو اقبال کرے"[1] غیر مکمل اقبال وہ ہوتا ہے جس میں مضر ذات بیان کی صداقت دوسرے ایسے واقعات سے جو اس کے مخالف ہوں قطعی طور پر منافی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی صداقت کا صرف قیاس پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اس کی نوعیت قرائنی شہادت کی ہوتی ہے۔[2] ۴۵۶
مثلاً فرض کیجئے کہ الف مقتول پایا جائے یا یہ ثابت ہو کہ ب کا مال چوری گیا ہے۔ اور ملزم یا وہ شخص جس پر شبہہ ہو کہے کہ "مجھے افسوس ہے کہ مجھے الف سے کبھی سابقہ پڑا" یا یہ کہ "میں کبھی ب کے سامان کو ہاتھ لگایا" یہ بیانات صاف طور پر مبہم ہیں۔ کیونکہ اگر ان سے اعتراف جرم کا ارادہ بھی ظاہر ہوتا تو ساتھ ہی ممکن ہے کہ "ان سے اس امر پر

---

[1] شہادت مصنفہ فلپس دراپاس ۴۱۹ - ۲ ہاگرڈ کنسٹری ریورٹس ۳۱۵ (ملحوظ رکھیے کہ مصنف اقبال کو سنی سنائی شہادت کا استثنا نہیں تصور کرتے ہیں (دیکھیے دفعات ۴۹۶ - ۵۰۵) جیسا کہ آج کل زیادہ عام طور پر تصور کیا جاتا ہے (مثلاً ٹیلر ۷۲۳۔ اسٹیفن دفعہ ۱۵۔ نیسن دفعہ ۲۲۷ تا ۲۲۹۔ پروفیسر مارگن ۳۰ ایل لا ریویو (Yale Law Review) ۳۵۵) بلکہ وہ اس کو سنی سنائی شہادت کے اصول سے بالکل علیحدہ تصور کرتے ہیں۔ اس امر پر ان کی تائید شہادت مصنفہ دگمور دفعات ۱۰۴۸ تا ۱۰۵۱ اور فلسفۂ شہادت از گلسن دفعات ۲۶۱-۲۸۳-۲۸۴-۲۹۱ تا ۴۸۸۔ اس امر کی بحث کے لیے دیکھئے شہادت مصنفہ فپسن۔ فوق۔ اور (۳۳) ایل لا ریویو صـ ۳۵۵ پر پروفیسر مارگن کا ایک مضمون جس میں زیادہ عام رائے کو اختیار کیا گیا ہے۔

[2] عدالتی شہادت جلد ۳ صـ ۱۰۰ مصنفہ بنتھم۔

اظہار افسوس کیا گیا ہو کہ ایسے حالات ظہور پذیر ہوئے ہیں جن سے اس پر شبہ ہو رہا ہے؛[1] یہی صورت اس وقت بھی ہوتی ہے جب کوئی شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہو اقبال کرتا ہو کہ اس کے ارتکاب کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ یا اس کی دھمکی دی تھی۔ یا چالان کئے جانے سے بچنے کی وجہ سے وہ فرار ہو گیا تھا؛[2] اور اس وقت بھی جب کسی فریق مقدمہ نے دوسرے اشخاص سے خواہش کی ہو کہ سماعت مقدمہ پر جھوٹے بیانات دیں۔[2]

دفعہ ۵۲۴ (الف): بعض وقت اقبال جرم کو واپس لے لیا جاتا ہے

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ مشکل آپڑتی ہے کہ کس پر یقین کیا جائے۔ اقبال جرم پر یا اس کے واپس لینے پر۔ اس قسم کے ایک عجیب مقدمے میں ایک شخص نے ۱۹۰۵ء میں اقبال جرم کیا کہ اس نے قاطع الطریقی اور سرقہ بالجبر کے بعد ۱۸۸۲ء میں قتل کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ لیکن جب اس کو ڈرہام (Durham) کے دورہ کنندہ عدالت میقاتی کے اجلاس موسم گرما میں چالان کر دیا گیا، تو اس نے اقبال جرم کو واپس لے لیا۔ عذر "مجرم نہیں" پیش کیا۔ اور اپنی جانب سے شہادت دیتے ہوئے کہا کہ اس نے اقبال جرم اس وجہ سے کیا تھا کہ اس نے اخبار میں اس قتل کے واقعات کو اتنے غور سے پڑھا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے اس کو در اصل یقین ہو گیا تھا کہ اسی نے ارتکاب جرم کیا ہے۔ اس کا اقبال جرم بہت مفصل اور تحریری تھا۔ اور چونکہ وہ صحیح صحیح حالات پر مشتمل ثابت ہوا۔ اسے مجرم ٹھیرایا گیا۔ اور سزائے موت سنا دی گئی۔ لیکن بعد میں اس حکم سزا میں تخفیف کر دی گئی۔

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۴۶۲۔

[2] موریاسٹی بنام لندن چھاتم وڈوور ریلوے کمپنی لا رپورٹ (۵) کوئنس بنچ ۳۱۴۔

دفعہ ۵۲۵: گو جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے مقر ذات شہادت اس کے ہم پہنچانے والے کے خلاف عام طور پر قابل ادخال ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک بڑا سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا یہ مضامین دستاویز کی شہادت پر بھی حاوی ہے یعنی کیا یہ اصول کہ دستاویزات اپنے مضامین کی بہترین و اصلی شہادت ہوتے ہیں زیر بحث اصول پر مرجح ہوتا ہے یا نہیں۔ گو یہ سوال معمولی اور ابتدائی معلوم ہو لیکن وہ حال حال ہی میں طے ہوا ہے یعنی اگر اب بھی اس کو پوری طرح طے شدہ تصور کیا جا سکے۔ اور شاید ہی انگلستان کے پورے قانون میں کسی اور مسئلے ہی پر اس سے زیادہ اختلاف رائے رہا ہے۔ دیوانی مقدمات جوری کے ایک طویل اور باہم مغائر اقوال و فیصلہ جات عدالتی کے سلسلے کے بعد بالآخر سنہ ۱۸۴۰ء میں یہ مسئلہ سلاٹری بنام پولی[1] (Slatterie v. Pooley) میں عدالت اکسچیکر کے رو برو پیش ہوا۔ اس مقدمے میں سوال یہ تھا کہ کیا ایک قرض
جس کے لیے ایک شخص جے۔ ٹی (J. T.) نے مدعی کے خلاف ایک نالش ۴۵۷
کی تھی، سمجھوتے کی دستاویز کی جدول میں شامل تھا یا نہیں۔ خود جدول چونکہ کافی حد تک اسٹامپ شدہ نہ ہونے کی وجہ سے شہادت میں ناقابل ادخال تھی۔ گرنی بیج (Gurney, B.) نے مدعی علیہ کے زبانی اقبال کو کہ زیر بحث قرض وہی ہے جو جدول میں مندرج تھا۔ دیوانی مقدمۂ جوری میں اس بنا پر ناقابل ادخال ٹھیرایا کہ ایک ایسی تحریری دستاویز کے مضامین جو کافی طور پر اسٹامپ نہ ہونے کی وجہ سے ناقابل ادخال ہو، کسی قسم کی زبانی شہادت سے ثابت نہیں کئے جا سکتے۔ مدعی کا مقدمہ خارج کر دیے جانے پر از سر نو سماعت کے لیے حکم اظہار وجہ حاصل کیا گیا۔ جس کے خلاف وجہ بتائی گئی اور متعدد سابقہ نظائر کا

[1] سلاٹری بنام پولی۔ ۶ میسن و ولسبی ۶۶۴ - ۵۵ - رسل و ریان ۷۶۰ -

حوالہ دیا گیا لیکن عدالت نے ــــ جس میں پارک۔ آلڈرسن۔ گرنی اور رولف بیجس (Parke, Alderson, Gnrney, & Rolfe, B B.) شریک تھے ــــ غور کرنے کے لیے وقت لینے کے بعد متفقاً اس حکم کو قطعی کر دیا اور اس کے مؤید کونسل کی بحث تک کو سماعت نہیں کیا ــــ پارک جج نے اپنے فیصلے میں کہا کہ "ہمیں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ مدعی علیہ کے بیانات قرض کے دہی ہونے کے متعلق جس کا ذکر جدول میں کیا گیا ہے قابل ادخال شہادت ہیں۔ گو ایسے اقبال اس دستاویز کے مضامین کے متعلق ہوں جو پیش نہیں کی گئی ہے۔ اور میری دانست میں لارڈ ابنگر (Lord Abinger) بھی جو بحث کے وقت موجود نہیں تھے اس سے کلیۃً متفق ہیں۔ اگر ایسی شہادت ناقابل ادخال ہو تو ہر مقدمے کی سماعت میں ایسی دشواریاں پیش آئیں گی کہ جن کا حل کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ایسی زبانی بیانات کے تحریری دستاویز کو پیش کرنے کی اطلاع دینے اور اس کے پیش نہ کرنے کا سبب بتلانے کے بغیر قابل ادخال ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان پر وہ اعتراض عاید نہیں ہوتے ہیں جو دوسرے ماخذوں سے حاصل شدہ زبانی شہادت پر جن میں زبانی شہادت پیش ہو سکتی تھی عاید ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایسی شہادت اس کے غیر صحیح ہونے کے اس قیاس کی بنا پر خارج کی جاتی ہے جو نوعیت معاملہ کی رو سے ہی بہتر شہادت کے نہ پیش کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جس امر کے صحیح ہونے کا خود فریق کو اقبال ہو اس کے صحیح ہونے کا معقول طور پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ایسی شہادت کی وقعت اور قدر و قیمت ایک بالکل ہی جدا سوال ہے یہ حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے اور بعض صورتوں میں وہ جوری کی رائے میں بہت ناقابل اطمینان بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن موجودہ اغراض کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ یہ شہادت قابل ادخال ہے۔"

دفعہ ۵۲۶: سلاٹری بنام پولی کی نظیر کو کم از کم غیر عدالتی بیانات میں

بہت سے مقدمات میں[1] تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا گیا ہے۔ لیکن آئرستان میں اس پر سختی سے نکتہ چینی کی گئی ہے[2]۔ اور انگلستان میں بھی اس پر اعتراض
۴۵۸ کئے گئے ہیں[3]۔ مقدمہ[4] لالس بنام کوئیل (Lawless v. Queale) میں لارڈ چیف جسٹس پنی فادر (L. C. J. Pennefather) نے اس مقدمے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "جو اصول وہاں قرار دیا گیا ہے وہ بہت ہی خطرناک ہے۔ اس کی رو سے کسی شخص کو دس ہزار پونڈ سالانہ کی غیر منقولہ جایداد سے جو اسے باقاعدہ طور پر خاندانی دستاویزات اور انتقالات کے ذریعے سے ملی ہو۔ ایک گواہ یا ایک یا دو سازشوں کو پیش کر کے جن کو قسم کھا کر یہ کہنے پر آمادہ کیا جا سکے کہ انھوں نے مدعی علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس نے اپنا مفاد دستاویز مہری کے ذریعے سے منتقل کر دیا یا رہن یا اور طرح پر زیر بار کر دیا ہے۔ محروم کر دیا جا سکتا ہے پس اس طرح پر سہولت دینے سے فریب کا نہایت وسیع دروازہ کھل جائے گا۔ اور فریب اور بے ایمانی کی اس دعوت کی وجہ سے کسی شخص سے بھی اس کی جایداد چھین لی جا سکتی ہے" اس شہادت

[1] دیکھئے مثلاً ہیوڈ بنام اسمتھ (۳) اسکاٹ نیو رپورٹ ۵۷۴ - (۶۰) رسل وریان ۵۰۶ - بولٹر بنام پیپلو (Boulter v. Peplow) (۹) کامن بنچ ۴۹۳ - پرٹ چارڈ بنام باگشا (Pritchard v. Bagshawe) (۱۱) ایضاً ۴۵۹ - کنگ بنام کول ۲ - اکسچیکر ۶۲۸ - (۷۶) رسل وریان ۷۰۷ - رڈلے بنام دی بلی موتھ گرینڈ ننگ کمپنی ۲ - اکسچیکر ۷۱۱ - بوڈل بنام لی ۴ ایضاً - ۲۳ - مترے بنام گرینگھری ۱۵ اکسچیکر ۴۶۸ - ملک بنام باشندگان بے سنگ اسٹوک ۱۴ - کوئنس بنچ ۶۱۱ -

[2] لالس بنام کوئیل ۱۸۴۵ء (۸) ایرش لا رپورٹ ۳۸۲ -

[3] دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۰۴۱ - ۱۴۱۴ - سانڈرس بنام کارنل (۱) فاسٹرو فائسن رپورٹس ۳۵۶ -

[4] لالس بنام کوئیل ۱۸۴۵ء (۸) ایرش لا رپورٹ ۳۸۲ - اس مقدمے میں کرامپٹن جسٹس کے ارشادات ملاحظہ ہوں - و نیز تھنڈر بنام وارن - ایضاً ۱۸۱ -

کے قابل ادخال ہونے کو ایسے معیار سے جانچنے پر ہمیں پوری طرح اختلاف اور سخت احتجاج کرنا چاہیئے۔ قوم کا معزز ترین اور معصوم شخص کسی بتینہ شریک جرم کی تنہا شہادت پر قتل کے لیے سولی پا سکتا ہے۔ یا اس کو صرف کسی مسلمہ طوائف کے حلف پر زنا بالجبر کے لیے حبس دوام کی سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن شریک جرم یا طوائف کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے قانون کو بدلنے کی کیا یہ کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ یا یہ کہ معصوم اشخاص اس سے اپنے کو کسی خطرے میں پاتے ہیں۔ زیر غور شہادت کی وقعت لیے انتہا مختلف ہو سکتی ہے۔ اس کے مختلف اشکال ہو سکتے ہیں ان پر غور کیجئے ــــ مکمل عدالتی اقبال جرم۔ غیر مکمل غیر عدالتی اقبال جرم۔ ناظم امن کے روبرو مکمل مماثل عدالتی اقبالِ جرم۔ متعدد قابل اعتبار گواہوں کے روبرو مکمل غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ متعدد قابل اعتبار اور معزز گواہوں کے روبرو غیر مکمل غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ متعدد مشتبہ گواہوں کے روبرو مکمل غیر عدالتی اقبال جرم ایسا ہی اقبالِ جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ متعدد مشتبہ گواہوں کے روبرو غیر مکمل اور غیر عدالتی اقبال جرم۔ ایسا ہی اقبال جرم صرف ایک گواہ کے روبرو۔ اور لفظ "غیر مکمل" کے معنوں میں ہر درجے کا اتفاقی بیان یا علامت بھی جس سے اصل واقعے کی موجودگی معلوم ہو سکے داخل ہے۔ ان میں سے کسی دو درجوں کی شہادتی وقعت کا فرق اتنا خفیف ہے کہ تقریباً غیر محسوس ہے۔ تاہم تمام اشکال شہادت میں ان میں سے اعلیٰ ترین درجہ نہایت قابل اطمینان قسم کی شہادت ہوتا ہے اور سب سے کم درجہ نہایت خطرناک شکل ہر قسم کی شہادت کے منفرد ذات شہادت کی وقعت کا فیصلہ بھی جوری کے ذمے ہوتا ہے اس کا قابل ادخال ہونا ایک سوال قانونی ہے ــ جس کا معیار یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا شہادت پیش کردہ اپنی ماہیت کے لحاظ سے اصلی اور

قریبی ہے[1]۔ اور شاید ہی اس کے متعلق کوئی نزاع کی جا سکے تمام اقسام کے مفرد ذات بیانات ان دونوں شرائط کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ یہ اعتراض تو
۴۵۹ واقعی ہو سکتا ہے کہ بالعموم وہ زبانی ہوتے ہیں۔ اور بہ نسبت تحریری شہادت کے زبانی شہادت کم درجے کی ہوتی ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا سوال ہے جس کو بہت غلط سمجھا گیا ہے[2]۔ بلاشبہہ کسی دستاویز کے مضامین کو قرائنی شہادت کے ایک ایسے سلسلے سے ثابت کیا جا سکتا ہے جو ایسے افعال پر مشمول ہوتا ہے۔ جس کی ہر کڑی زبانی شہادت سے ثابت کی ہوئی ہوتی ہے۔

دفعہ ۵۲۷: لیکن گو کوئی شخص کسی دستاویز کے مضامین کا اقبال کر سکتا ہے۔ لیکن وہ قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ سے پہلے کسی دستاویز مہری کی تکمیل کا اقبال کر کے گواہِ حاشیہ کے ذریعے سے اس کے ثبوت کو غیر ضروری نہیں کر دیتا تھا (سوائے اس کے کہ ایسا اقبال اغراض مقدمہ کے لیے عدالت میں کیا گیا ہو)۔ اور اس امر پر یہ اصول کہ "تمام امور کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح و درست طریقے پر کئے گئے ہیں" الٹ جاتا ہے۔ کیونکہ عدالتیں قرار دیتے ہیں کہ گو فریق تکمیل دستاویز کا اقبال کرتا ہے لیکن ممکن ہے کہ گواہ حاشیہ کو تکمیل دستاویز سے متعلق ایسے حالات معلوم ہوں جن سے فریق اقبال کنندہ ناواقف ہو اور جن سے دستاویز مہری باطل و بے اثر ہو جاتی ہو[3]۔ اس تحکمانہ اصول کو قرار دینے والے فیصلے مقدمۂ سلائری بنام پولی سے پہلے کے ہیں۔

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعات ۸۸ تا ۹۰۔

[2] دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۲۳۔

[3] کال بنام ڈننگ ۱۴ ایسٹ ۵۳۔ جانسن بنام مین ۱۰ ایپناس ۹۸۔ بارنس بنام ٹرامپوس کی، ٹائمز رپورٹ ۲۶۵۔

اور غالباً گواہان حاشیہ کے ذریعے سے دستاویزات کی جانچ کرنے کے قدیم عملدرآمد کے باقیات سے ہیں[1]۔ اور یہ اصول قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۶ کی رو سے قانون میں جو تبدیلی کی گئی اور فریقین مقدمہ کو گواہی دینے کے قابل بنادیا گیا۔ اس تبدیلی سے بھی متاثر نہیں ہوا[2]۔ لیکن اب قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء۔ ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ دفعہ ۲۶ کی رو سے کوئی دستاویز بھی جس کی صحت کے لیے گواہان حاشیہ ضروری نہ ہوں "اقبال کے ذریعے سے یا اور طرح پر یہ فرض کرتے ہوئے ثابت کی جاسکتی ہے کہ گویا کوئی گواہان حاشیہ موجود نہیں تھے"۔

دفعہ ۵۲۸: جہاں تک مفرزات بیان کے قابل ادخال ہونے کا تعلق ہے۔ عام طور پر یہ امر غیر اہم ہے کہ ایسا بیان کس سے کیا گیا[3]۔ لیکن اگر یہ بیان اُن اطلاعات میں سے ہو جن کو قانون اعتمادی سمجھتا ہو تو وہ قابل ادخال شہادت نہیں ہوگا[4]۔ اور نہ اس صورت میں جب کہ وہ ایسی اطلاع میں مندرج ہو جو "بغیر ذمہ داری" کے دی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی اطلاع کا مقصد صلح حاصل کرنا اور بغیر عدالتی کارروائیوں کے سمجھوتے کے ذریعے سے نزاعات کا تصفیہ کرنا ہوتا ہے[5]۔ یہ صحیح ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعات ۲۲۰ - ۲۲۱۔

[2] دای مان بنام گارتھ ۱۰ اکیچیکر ۸۰۳۔

[3] قدیم فرانسیسی فقہا نے ان بیانات کے اثر کے متعلق جو فریق مخالف سے کئے جائیں یا جو غیروں سے کئے جائیں بعض نازک فرق کئے تھے۔ دیکھئے شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ادفعہ ۸۰۱۔

[4] دیکھئے آگے دفعہ ۵۸۱۔

[5] کورے بنام برٹن ۲ کارنگٹن ہومین ۲۶۲۔ پاڈک بنام فارسٹر (۱۸۴۱ء) ۳ مانناگ وگرینگر ۹۰۳ واکر بنام ولشر ۱۸۸۹ء ۲۳ کوئینس بینچ ۳۳۷۔

۴۶۰ کہ پیش کردہ حساب کا کسی شخص کو پابند کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ذمہ داری کا اقبال فریق مخالف یا اس کے کارندے سے کیا جائے[۱]۔ لیکن یہ قرارداد اقبال کے اثر سے متعلق ہے۔ اس کے قابل ادخال ہونے سے نہیں۔ سابق میں ایسے اقبال جرم کے متعلق جو قیدی نے ایسے شخص کی جانب سے ترغیب کی بنا پر کیا ہو جسے اس پر یا الزام جرم پر کوئی اقتدار نہ ہو ایک فرق کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور گو ایسی ترغیب کی بنا پر جو اقبال جرم دوسروں[۲] سے کئے جائیں نا قابل ادخال نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ اسی شخص (غیر ذی منصب) سے جس نے ترغیب دی ہو کئے جاتے تو ان کے قابل ادخال ہونے کے متعلق شک ظاہر کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس فرق کو منسوخ کر دیا گیا ہے[۳]۔

دفعہ ۵۲۹: مضر ذات بیانات وغیرہ جو کسی شخص نے ایسی حالت میں کئے ہوں جب کہ اس کا ذہن قدرتی یا معمولی حالت میں نہیں تھا۔ عام طور پر قابل ادخال شہادت ہونے چاہییں۔ اور اس کی ذہنی حالت کے ایک مضعف واقعہ ہونے کا جوری کو لحاظ کرنا چاہیے[۴]۔ مثلاً اقبال جو قیدی نے حالت نشہ میں کیا ہو قابل ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے[۵]۔ اور گو معاہدات جو کسی شخص نے کامل نشے کی حالت میں

---

[۱] برکن بنام اسمتھ (۱) اڈ الفس و ایلس ۴۸۰۔ از لٹل ڈیل جسٹس۔ ہیوس بنام تھارپ (۵) میسن و ولزبی ۶۶۷۔ از پارک جج۔ بیٹس بنام تاٹون لی (۲) اسپیکر ۱۵۶۔ از پارک جج۔

[۲] ملک بنام ڈن ۲۰ کار نگٹن و پین ۵۴۳۔ ملک بنام اسپنسر ۷ ایضاً ۷۷۶۔

[۳] ملک بنام بٹلر ۹ کار نگٹن و پین ۷۳۳۔

[۴] اس قسم کے دستاویزات کو ثابت شدہ یا غیر ثابت شدہ قرار دینے کے متعلق (اہل) رومان احتیاط سے غور کرتے ہیں کہ آیا وہ الفاظ شراب۔ خواب یا جنون کے اثر کے تحت کہے گئے تھے (Inst. Orat) مصنفہ کوئنٹلین کتاب ۵ باب ۷۔

[۵] ملک بنام اسپلسبری ۷ کار نگٹن و پین ۱۸۷۔

کئے ہوں باطل ہوتے ہیں۔ لیکن جب نشہ پورا نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ سے وہ اپنے فعل کی نوعیت کو سمجھنے سے قاصر نہیں رہتا تو معاہدے بھی باطل نہیں ہوتے ہیں[1]۔ اسی طرح جو کچھ کسی شخص کو نیند میں کہتے ہوئے سنا گیا ہو اس کے خلاف قانون شہادت نہیں ہوتا ہے چاہیے اس کی وقعت بطور علامتی شہادت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو[2]۔ کیونکہ اس صورت میں قوت فیصلہ کی موقوفی کے مکمل ہونے کا انصافاً قیاس کر لیا جاسکتا ہے[3] ایوانوں کے افعال عام طور پر ذمہ داری نہیں پیدا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ جو مقدمۂ مولٹن بنام کیامروکس[4] (Molton v. Camroux) میں ایک جگہ ملیں گے۔"

دفعہ ۵۳۰: کوئی شخص عام طور پر مضر ذات بیانات سے جو کسی واقعاتی غلطی کی بنا پر کئے گئے ہوں متاثر نہیں ہوتا ہے۔ "واقعاتی غلطی عذر ہوتی ہے[5]۔ جو اشخاص غلطی پر ہوں ان کی رضامندی کا قیاس نہیں کیا جاتا ہے[6]" اور رومی فقہا نے قرار دے دیا ہے کہ جو شخص غلطی پر ۶۱

[1] گور بنام گبسن ۱۸۴۵ء ۱۳ میسن وولز بی ۶۲۳ - ۶۰ رسل ورایان - ۶۴۴ - ۹ جورسٹ ۱۴۰۔ اور اس کی نوٹ برصفحہ ۱۴۲ - نیز دیکھئے شہادت قطعی مصنفۂ ماسکارڈس - ۵۸۰۔

[2] یہ امر مقدمۂ ملک بنام ایلی زبیتھ سپٹس اجلاس موسم گرما موقوعۂ کنٹ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ جہاں ٹنڈل چیف جسٹس کا رجحان ایسی شہادت کو قابل ادخال ٹھیرانے کا تھا اس کو انھوں نے خود بیان کیا تھا۔ نیز دیکھئے فیصلۂ آلڈرسن جج بہ مقدمۂ گور بنام گبسن - ایضاً۔

[3] دیکھئے دفعہ ۹۴۔

[4] مولٹن بنام کیامروکس ۱۸۴۸ء، ۲ اکسچیکر، ۴۸۷ جس کی حکمنامۂ غلطی پر توثیق کی گئی ۴ اکسچیکر ۱۷۔

[5] اصول متعارفۂ قانون مصنفۂ لافٹ ۵۵۳۔

[6] ڈائجسٹ کتاب ۵۰ عنوان ۱۷ - دفعہ ۱۱۶۔

ہو وہ اقبال جرم نہیں کرتا ہے[1]"۔ اسی طرح جو رقم ایسے واقعات کو جو کبھی یاد تھے بھولنے کی وجہ سے دے دی گئی ہو واپس حاصل کی جا سکتی ہے[2]۔ لیکن جب اقبال جرم قانون کی غلطی کی وجہ سے کیا جاتا ہے صورت ہی جدا ہوتی ہے۔ یہاں رومی فقہا کہتے ہیں کہ "جو شخص غلطی پر ہو وہ اقبال جرم نہیں کرتا ہے اِلّا یہ کہ وہ قانونی غلطی ہو[3]" اور نہ کوئی شخص ایسے اقبال جرم سے متاثر ہوتا ہے جس میں صرف قانون کا اقبال ہو[4]"۔ اس سے مطلب ایسا قانونی اقبال جرم ہے جس میں واقعات شامل نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اقبال جرم قانون اور واقعات سے مرکب ہو وہ قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ ہر قیدی یا مدعی علیہ جو کسی فوجداری مقدمے میں عدالت میں مجرم ہونے کا اقبال کرتا ہے۔ وہ اس جواب دہی سے نہ صرف اُن افعال کا اقبال کرتا ہے جن کا الزام اس پر لگایا جاتا ہے۔ بلکہ اس قانون کا بھی جو ان الزامات سے متعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کے چالان میں نکاح اول اگرچہ ملک غیر میں کیا گیا ہو ملزم کے اقبال سے ثابت ہو جاتا ہے[5]۔

---

[1] شہادت مصنفہ پوتھیے جلد ا دفعہ ۸۰۰۔

[2] بِلّی بنام سولاری سال ۱۸۴۲ء۔ ۹ میسن وولزبی ۵۴۔ ۶۰۔ رسل دربیان ۶۶۶۔ اور وہ مقدمے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[3] ڈائجسٹ کتاب ۲۲ عنوان ۲ دفعہ ۲۔ شہادت از پوتھیے جلد ا دفعہ ۸۰۰۔ دیکھئے اوپر باب ۲ دفعہ ۲ ذیلی دفعہ ا۔

[4] گرین لیف کی شہادت جلد ا دفعہ ۵۶۳۔ (کے)

[5] پلیس آف دی کراؤن از ایسٹ جلد ا صفحہ ۴۷۱۔ ملک بنام نیوٹن ۲ موڈی و ربیان ۳-۵۰ ملک بنام سمنسٹو (R.v. Simmonsto) ا۔ کارنگٹن و پین ۱۶۴۔ لیکن اب ایسی شہادت گو قابل ادخال ہو گی لیکن علانیہ طور پر نا کافی۔ دیکھئے ملک بنام فلہارٹی (R.v. Flaherty) ۲ ایضاً ۸۲، ملک بنام سادیج ۱۳ کاکس ۱۷۸۔ ملک بنام لنڈسے ۶۶ جسٹس آف دی پیس ۵۰۵ ملک بنام

دفعہ ۱۳۵: مفرزات بیانات عام طور پر خود فریق کر سکتا ہے یا اس کے پیش روان حقیت یا اس کا باضابطہ طور پر مقرر کردہ کارندہ یا اٹرنی۔ اور ان صورتوں میں حسب ذیل اصول ہائے قانون کو اطلاق دیا جاتا ہے کہ "جو شخص کسی دوسرے کے ذریعے سے کوئی کام کرتا ہے۔ اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ خود اس نے وہ کام کیا ہے[1]" اور "جو شخص کسی دوسرے کے ذریعے سے کوئی کام کرتا ہے وہ خود وہ کام کرتا ہے[2]" ظاہر ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص کے خلاف اقبال دیوانی یا اقبال فوجداری پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں اس اقبال جرم یا اقبال دیوانی کرنے کی قابلیت ہوتی ہے۔ اس امر پر رومی فقہا نے قرار دے دیا ہے کہ "جس شخص میں دینے کی قابلیت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں اقبال جرم کی قابلیت بھی نہیں ہوتی ہے[3]" اسی طرح بعض اقبال ایسے ہیں کہ جو اٹرنی کے ذریعے سے نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ اور بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو اس کو مقرر بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ مثلاً نابالغ۔ اور جو شخص کسی فعل کے کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ اپنا اختیار کسی تیسرے شخص کو تفویض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک اصول[4] قانون ہے "جس شخص کو اختیار تفویض کیا گیا ہو وہ خود تفویض نہیں کر سکتا"۔ مفوض الیہ تفویض پر قادر نہیں ہوتا[5]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- نگیب (R. v. Naguib) سنہ ۱۹۱۷ء انگلس بنچ ۳۵۹۔

[1] لٹلٹن مصنفہ لک ۲۵۸ الف - ۴ انسٹی ٹیوٹ ۱۰۹ - ۱ اکک ۳۳ ب ۲ - جورسٹ سلسلۂ نو ۱۸۱ - نیز دیکھیے فرامین پاپائی از سکسٹن کتاب ۵ عنوان ۱۲ - (De. Req. Jur. Reg) قاعدہ ۷۲ -

[2] اصول متعارفۂ قانون از لافٹ ۱۲۳ - اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم۔

[3] شہادت مصنفۂ پوتھیے دفعہ ۸۰۴ - جلد ا

[4] کامن بنچ سلسلۂ نو - ۴۹۶ - ۴۹۸ - انسٹیٹیوٹ ۵۹۷ - جلد ۲

[5] اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم۔

فصل دوم ۴۶۲

امر مانع تقریر مخالف

دفعہ ۵۳۲: مفر ذات شہادت کے پورے مضمون میں ایک اہم فرق پایا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ گو عام طور پر اس کی وقعت کا اندازہ جوری کرتی ہے۔ قانون نے اس کے بعض اشکال کو قطعی وقعت دے دی ہے ان کو اصطلاحاً امور مانع تقریر مخالف کہتے ہیں۔ اور یہ ایسے اصول ہیں۔ جن کی مع ان کے تمام فروعات کی توضیح کا تعلق اصلی قانون سے ہے نہ کہ اضافی قانون سے۔ لیکن اس کی ماہیت اور اس کو منضبط کرنے والے چند عام اصولوں کا ذکر یہاں ناگزیر ہے[1]۔ اور فوجداری مقدمات کے امور مانع تقریر مخالف کا ذکر زیادہ خاص طور پر اگلی فصل میں کیا جائے گا۔

دفعہ ۵۳۳: سر ایڈورڈ کک نے امر مانع تقریر مخالف کی جو بد نصیب تعریف یا توضیح کی ہے اس کی وجہ سے بہت کچھ غلط فہمی و تعصب پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ امر مانع تقریر مخالف وہ ہے جس میں کہ "کسی شخص کا فعل یا قول۔ سچ کو بیان کرنے یا جواب دہی میں اس کا ذکر کرنے سے اس کا منہ بند کر دیتا ہے[3]"۔ اگر یہ تعریف ہے تو اس سے منطق کے قواعد کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ کیونکہ نوع یا غیر اہم فرق کے ذریعے سے تعریف کی گئی ہے۔ اور اگر یہ توضیح ہے جیسا کہ خود سر ایڈورڈ کک اس کو موسوم کرتے ہیں تو پھر بھی وہ مسادی طور پر قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ

---

[1] اس مضمون سے متعلق مکمل قانون کے لیے دیکھئے قانون امر مانع تقریر مخالف از ایورسٹ اور اسٹروڈ ("Everest & strode's Law of Estoppel.") طبع دوم ۱۹۰۷ء اور امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ غلط بیانی پر مسٹر ایورسٹ (Estoppel by Mis-representation) کی جامع تصنیف دیکھئے۔

[2] نیچے دفعات ۵۴۰ تا ۵۵۰۔

[3] ثلثش مصنفۂ کک ۳۵۲ الف نیز دیکھئے ۲ کک ۳ ب۔

مذکورۂ بالا عبارت سے سمجھا جاسکتا ہے کہ سچ ہی وہ دشمن تھا جس کو نکالنے کے لیے قانون امر مانع تقریر مخالف ایجاد ہوا۔ لیکن حقیقت امر بالکل یہ نہیں ہے۔ بلکہ امر مانع تقریر مخالف کا مقصد فریب و پریشان کن مقدمہ بازی کا انسداد اور اشخاص کو اپنے باہمی معاملات میں زیادہ سچے بنانا ہے۔
۴۶۳ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ اگر اس کو صحیح طور پر سمجھا اور ٹھیک طور پر اطلاق دیا جائے تو اس سے یہ نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ انصاف کے ہاتھ میں ایک قیمتی ہتھیار ہوتا ہے۔ جو تعریف حدود قانونی[1] ("Termes de La Ley") میں کی گئی ہے وہ بہت بہتر ہے۔ امر مانع تقریر مخالف وہ ہے جس میں کسی شخص کو اس کے عمل یا فعل کے خلاف کچھ بھی کہنے سے قانون منع کرتا ہے چاہے وہ سچ کہنا ہی کیوں نہ ہو" اور اس کو اس فعل کا پابند کردیتا ہے" تاہم "سچ کہنے سے منع کرتا ہے" ذرا سخت معلوم ہوتا ہے۔ اور دونوں تعریفیں نامکمل ہیں۔ کیونکہ ان میں وہ تمام صورتیں شامل نہیں ہیں۔ جن پر حد "امر مانع تقریر مخالف" کا اطلاق ہوتا ہے۔

فی الجملہ امر مانع تقریر مخالف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی سابقہ فعل یا بیان کی وجہ سے جس کا وہ فریق یا شریک ہو واقعات کی کسی خاص حالت کے وجود کو بیان کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ امر مانع تقریر مخالف اس اصول پر مبنی ہے کہ "جو شخص متضاد واقعات بیان کرے۔ اس کی شنوائی نہیں ہوگی"[2] اور وہ قطعی قیاس قانونی کی وہ نوع ہے جس میں وہ واقعہ جس کا قیاس کیا جاتا ہے۔ ساری دنیا کے خلاف نہیں بلکہ کسی خاص شخص کے خلاف صحیح تصور کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اس لیے کہ کوئی خاص فعل کیا گیا تھا۔ دراصل یہ ایک قسم کا سابقہ اقبالات

[1] حدود قانونی عنوان امر مانع تقریر مخالف۔ ایسی ہی تعریف کے لیے دیکھیے پرکٹیکل رجسٹر ازفی ۲۲۴۔ جلد ا

[2] ۷۹ انسٹیٹیوٹ ۲۶۹۔ جنک سنٹ ۲ مقدمہ ۶۳۔ اصول متعارفۂ قانون از بروم طبع ہشتم۔

کی بناپر استدلال ہے[1]" اسی لیے ظاہر ہے کہ "امور مانع تقریر مخالف" کو قطعی شہادت کا مترادف نہیں سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اول الذکر وہ نتائج ہوتے ہیں جو قانون اشخاص کے خلاف خاص واقعات سے اخذ کرتا ہے اور موخر الذکر سے مراد اس شہادت سے ہوتی ہے جو اتنی کافی قوی ہوتی ہے کہ عدالت[2] کے ذہن میں یقین پیدا کردیتی یا قانون عمومی یا قانون موضوعہ کی رو سے کسی شخص کے خلاف قطعی کردی جاتی ہے۔

دفعہ ۵۳۴: مسٹر اسمتھ (Mr. Smith) مقدمۂ ڈچیس آف کنگسٹن (Duchess of Kingston) کے نوٹس میں کہتے ہیں کہ "امور مانع تقریر مخالف قانون کا ایک ایسا عنوان ہے جس میں کبھی مختلف قسم کے نہایت ہی لغو نزاکتیں پیدا کی گئی تھیں۔ لیکن جواب عقل سلیم و انصاف کے اصولوں کے مطابق کردیا گیا ہے........ ہماری قدیم قانونی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امر مانع تقریر مخالف کی مداخلت کی وجہ سے سچ کی اکثر شنوائی نہیں ہوئی ہے۔ حالانکہ عقل و مصلحت کا اقتضا یہ تھا کہ اس کی شنوائی ہوتی........ لیکن یہ اصول کسی لحاظ سے بھی خلاف انصاف و عقل نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ امر حد درجہ معقول اور منصفانہ ہے۔ کہ لوگوں کو دوسروں سے اپنے ایسے بیانات کی نیک نیتی و صداقت کا پابند کرانے کے لیے۔ جن پر دوسرے اشخاص نے عمل کیا ہو قانوناً بیانات کا کوئی اہم طریقہ مقرر کردیا جائے۔ مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمہ بازی ختم ہو۔ لیکن اگر امور جو ایک وقت باضابطہ طریقے پر فیصل کردیے گئے۔
۴۶۴ دوبارہ معرض بحث میں لائے جائیں۔ اور اگر واقعات جو ایک مرتبہ اہمیت کے ساتھ بیان کئے گئے بعد میں جب کبھی بیان کنندہ اپنے لیے

[1] دیکھئے فیصلۂ عدالت بہ مقدمۂ کالنس بنام مارٹن (۱۷۹۷ء) ایسانکوپ ڈیلر۔ ۸۳۶-۳۳ اسل وریان۔۴۵۲۔

[2] دیکھئے ماچ بنام دی لندن اینڈ ساؤتھ ویسٹرن ریلوے کمپنی ۲ اکسچکر ۴۱۵۔

موقع دیکھے۔ ان سے انکار کر سکے تو مقدمہ بازی اور افراتفری کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اسی لیے بعض ایسے ذرایع کا مہیا کرنا دانشمندی ہے۔ جن سے کسی شخص کو سچ کہنے سے منع نہیں کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو ان واقعات کو جھوٹا کہنے سے باز رکھا جاتا ہے جو اس کی یا اس کے لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے سچ سمجھے گئے تھے۔ اور غالباً کوئی مجموعۂ قانون چاہے وہ کتنا ہی بھدا نہ ہو کبھی ایسا نہیں گزرا ہے۔ جس میں لوگوں کی دوسروں کے بیانات پر عمل کرنے میں (جس کی ضرورت ہوتی ہے) کچھ نہ کچھ حفاظت نہیں کی گئی ہے۔[1] عدالتیں کچھ عرصے سے اصول امر مانع تقریر مخالف کی افادیت کو پسند کرتی اور اس کے ضوابط کو ناپسند کرتی ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ کاروبار کے جلدی اور آسانی سے انجام دینے کے لیے کسی شخص کا دوسرے کے عمل و بیانات پر بھروسا کرنا کتنا لازمی ہوتا ہے۔ ان کا رجحان ایسے عمل اور بیانات کو ان صورتوں میں جن میں ان کو بے اثر قرار دینے سے ناانصافی یا ضرر پہنچتا ہو قابل پابندی قرار دینے کا رہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ اس کو بھی ناپسند کرتی تھیں کہ لوگ ایسے اصطلاحی بیانات و اقبالات میں پھنس جائیں جن کو کرتے وقت غیر اہم سمجھا گیا ہو اور جن کی بنا پر کسی شخص نے نہ دھوکا کھایا ہو اور نہ حالت بدلی ہو۔ ایسے امور مانع تقریر مخالف کو اب بھی مثل سابق کے مذموم سمجھا جاتا ہے۔[2]

دفعہ ۵۳۵: کتابوں میں امور مانع تقریر مخالف سے متعلق بہت سے اصول ملتے ہیں۔ حسب ذیل اصول نہایت اہم ہیں۔ (۱) امور مانع تقریر مخالف باہمی اور دوطرفہ ہونا چاہیے: یعنی دونوں فریقین پر

---

[1] لیڈنگ کیسیز مصنفۂ اسمتھ۔ جلد ۲ مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن کے نوٹس۔ نیز دیکھیے فیصلۂ اجلاس متفقہ بہ مقدمۂ کٹ برٹش بنام اروِنگ ۴ ہرسٹن ونا من ۵۸۰۔

[2] لیڈنگ کیسیز مصنفۂ اسمتھ جلد ۲۔ حوالۂ مذکورۂ بالا۔

قابل پابندی[1] لیکن اس اصول کا ہر صورت میں اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً حقیت مستقل کا منتقل کنندہ واہب اور اجارہ دہندہ وغیرہ کے خلاف دستاویز کے ذریعے سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہو جاتا ہے لیکن منتقل الیہ وغیرہ کے خلاف نہیں پیدا ہوتا[2]۔ مسٹر جے ڈبلیو اسمتھ (Mr. J. W. Smith) اپنی مذکورۂ بالا کتاب[3] میں کہتے ہیں کہ یہ اصول انہیں صورتوں سے متعلق معلوم ہوتا ہے جن میں دستاویز کو فریقین پر قابل پابندی گردانا گیا تھا۔

دفعہ ۵۳۶ (۲) عام طور پر امور مانع تقریر مخالف اس فعل کے جس سے کہ امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے۔ فریق یا شریک کے خلاف موثر ہوتا ہے۔ اشخاص ثالث ان کے پابند نہیں ہوتے اور ان سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں[4]۔ لیکن جب سجل امر مانع تقریر مخالف کسی شخص کی ناقابلیت یا تصحیح نسب پر موثر ہو تو اشخاص ثالث اس ریکارڈ سے فایدہ بھی اٹھاتے[5] اور اس کے پابند بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً قانون کے امن یا کلیسا سے خارج کرنے۔ خصی کئے۔ یا بادشاہ پر پوپ کی ۴۶۵
برتری تسلیم کرنے کے جرم کی بنا پر ضبطی جایداد و دیگر حقوق یا جرم سنگین وغیرہ کی صورتوں میں[6]۔ لیکن جو سجل یا ریکارڈ کسی شخص کے نام کیفیت یا اضافے سے متعلق ہو اس کا یہ اثر نہیں ہوتا ہے[7]۔

---

[1] ڈائجسٹ از کم ان امر مانع تقریر مخالف (بی) ٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف۔ کروک عہد ایلی زبتھ ۔۔۔۷۔ پلوڈن ۱۶۔

[2] ٹلٹن مصنفۂ کروک ۴۷ ب۔ ۳۶۳ ب۔

[3] لیڈنگ کیسس از اسمتھ جلد ۲۔

[4] ٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ الف۔ ڈائجسٹ از کم ان بجوائنٹ بارن وال وکرسول۔ ''اسٹاپل''

[5] ٹلٹن مصنفۂ کک ۳۵۲ ب۔

[6] ایضاً۔

دفعہ ۵۳۷: (۳) متضاد امور مانع تقریر مخالف ایک دوسرے کو بے اثر کر دیتے ہیں۔ "امر مانع تقریر مخالف کے مقابل امر مانع تقریر مخالف سے امر تنقیح طلب غیر متاثر رہتا ہے[1]"۔ مثلاً اگر کسی مقدمے میں مدعی کسی چراگاہ کی نسبت حقیت ایک ایسی عطا کے ذریعے سے ثابت کرتا ہے جو قانونی حافظے کے زمانے کے اندر دی گئی تھی۔ اور انھیں فریقین کے درمیان ایک دوسرے مقدمے میں حق قدامت کی بنا پر حقیت ثابت کرتا ہے — تو اس آخری امر مانع تقریر مخالف سے پہلا امر مانع تقریر مخالف کالعدم ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مدعی حق قدامت کے ذریعے سے اپنی حقیت ثابت کر سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۵۳۸: امور مانع تقریر مخالف تین قسم کے ہوتے ہیں[3]: (۱) ریکارڈ کے ذریعے سے۔ (۲) دستاویز مہری کے ذریعے سے[4]۔ (۳) عمل کے ذریعے۔

دفعہ ۵۳۹: (۱) امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ ریکارڈ۔ مثلاً منشورہائے شاہی عطاؤں سے قید او لا ذ نکالنے کی نالشات۔ پلیڈنگ وغیرہ[5]۔ اس کی

---

[1] ایضاً ملک بنام ہاملٹن ۱۔ ایلس و بلاکبرن ۵۰۶۔ از لارڈ کیمبل چیف جسٹس۔

[2] مختصر از رول ۴۷۰۔ پلوڈن ۵۰۔ بحوالہ ۱۱ ہنری ششم صفحہ ۶۔ ۲۷ ب۔ ۲۸ الف۔

[3] لٹلٹن مصنفہ کک ۳۵۲ الف۔

[4] کک (حوالہ مذکورۂ بالا) میں "امر تحریری" کہتے ہیں۔ لیکن یہ بات صاف ہے کہ مراد "دستاویز مہری" سے تھی۔ اور ہماری قدیم کتابوں میں لفظ "تحریر" اس محدود معنی میں مسلسل استعمال کیا جاتا ہے۔ دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۱۲ نوٹ ۵ اور دفعہ ۲۲۵۔ نوٹ ۲۔

[5] لٹلٹن مصنفہ کک ۳۵۲ الف۔ ڈائجسٹ از کم ان۔ عنوان امر مانع تقریر مخالف۔ الف۔

۱۔ مختصر از رول ۸۶۸ و بعد۔ عنوان امر مانع تقریر مخالف۔

سب سے اہم شکل امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ فیصلۂ عدالت ہے جس پر امر فیصل شدہ کے عنوان کے تحت غور کیا جائے گا۔[ل]

دفعہ ۵۴۱-۵۴۰: امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ پلیڈنگ: جو فریق قانون کے مقررہ وقت کے اندر جواب دہی نہیں پیش کرتا ہے اس کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ اسے اس کے فریق مخالف کے مستحق فیصلہ ہونے کا اقبال ہے۔ اسی طرح کوئی فریق ایک قسم کی جواب دہی پیش کرنے سے بعد میں کسی دوسری جواب دہی سے فایدہ اٹھانے سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ عذرات تخفیف کی منسوخی سے پہلے پلیڈنگ کا یہ ایک مشہور و معروف اصول تھا کہ عذرات تخفیف کسی فریق کے اجلاس کا ملہ کے سامنے پورے عذرات پیش کرنے کے بعد بھی پیش کئے جا سکتے تھے اور یہ کہ عذرات تخفیف پیش کرنے کے بعد اختیار سماعت سے متعلق عذرات نہیں پیش ہو سکتے تھے۔[ت] اور یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ اقبالات قطعی اثر رکھتے ہیں۔[ث]

دفعہ ۵۴۲: (۲) امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ دستاویزات مہری "کسی شخص کو اپنی دستاویزات مہری کے خلاف کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی"۔[ھ] مسٹر جسٹس بلاکسٹن کہتے ہیں کہ "اپنی جایداد پر تصرف سے متعلق نہایت ہی ۴۶۶

ل۔ آگے دفعات ۵۸۸ تا ۵۹۵

ت۔ اس موضوع پر مزید دیکھئے بلن اینڈ لیک آن پلیڈنگ (Bullen & Leake on Pleading) طبع پنجم اور قواعد عالیہ عدالت حکم نوزدہم۔ اور "انول پراکٹس" میں اس پر نوٹس۔

ث۔ دیکھئے پولیو بنام رٹلن، ۱۸۲۹ء۔ ۱۲ ایسپکیرہ ۶۶۵ - ۶۷ رسل دریان ۴۲۔

ج۔ ۲ انسٹیٹیوٹ ۶۶۔ اصول متعارفۂ قانون از لافٹ ۴۲۲۔

ھ۔ شرح بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۲۹۵۔

اہم اور مصدقہ فعل جو کوئی شخص انجام دے سکتا ہے وہ دستاویز مہری ہے اسی لیے کسی شخص کے بھی خلاف اس کی دستاویز مہری سے ہمیشہ امر مانع تقریر مخالف پیدا ہونا چاہیے: اور اس کو اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ جو کچھ اس نے پہلے اتنی اہمیت اور سوچ بچار کے بعد اقرار کیا ہو اس کے خلاف کچھ ثابت کر سکے"[1] لیکن یہ اصول صرف اسی وقت اطلاق پاتا ہے جب کہ ان حقوق کے نفاذ کے لیے جو دستاویز مہری سے پیدا ہوتے ہیں نہ کہ ضمنی حقوق کے متعلق نالش کی جاتی ہے[2]۔ اور اس میں کسی دستاویز مہری کی عام تمہید محض بھی داخل نہیں ہے۔ اور ایسی تمہید کا اثر امر مانع تقریر مخالف کا نہیں ہوتا ہے[3] یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ "عام بیان سے کوئی یقینی امر متبادر نہیں ہوتا ہے"[4] —— یہ ایک اصول ہے کہ امر مانع تقریر مخالف ہر طرح پر یقینی ہونا چاہیئے۔ اور اس کو کسی حجت یا نتیجے سے اخذ نہیں کرنا چاہیئے[5] اور اسی لیے دستاویز مہری کی تمہید میں کسی خاص واقعے کے خاص طور پر ذکر کرنے ہی سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے[6]" اس فرق کی توضیح میں بہت سے مقدمات رپورٹس میں ملتے ہیں[7]، اور اس موضوع پر جو اصول ہے اس کو اس طرح قرار دیا گیا

[1] والیس بنام وڈوارڈ۔ ۵ ایجبکر ۵۵۷۔ ۶۳۵۔ اکس پارٹی مارگن۔ ان ری سمپلسن ۲ چانسری ڈیویژن ۷۲۔

[2] ۲ ہنری ششم ۱۷۔ ۳۵۔ ایضاً ۳۴۔ ۲ لیونارڈ ۲ پارس ۱۱۰ تا ۱۱۲۔ دیکھئے لینسان بنام ٹریمر (Lainson v. Tremere) ۱۸۳۴ء (۱) اڈ الفس والیس ۸۰۱۔ ۸۰۲ کا فیصلہ۔ ۴۰ رسل دریان۔

[3] ۲ کک ۳۳ ب۔ ۸ کک ۹۸ الف۔

[4] ثلثش مطبوعہ کک ۳۰۳ الف اور ۳۳۲۔ ب۔

[5] دیکھئے لینسان بنام ٹریمر ۱۸۳۴ء (۱) اڈ الفس والیس ۷۹۲۔ ۴۰ رسل دریان ۲۲۶۔ ۴ کا رنیٹر بنام بلر۔ ۸ میین و ولزبی ۲۰۹۔

[6] دیکھئے مختصر رول جلد ۱۔ ۲۷۸ عنوان امر مانع تقریر مخالف (پی)، نوٹس ولیم بر رپورٹس سانڈرس ۲۱۶۔ طبع ششم۔ ۲ لیونارڈ ۱۱۸ صفحہ ۱۶۸۔

ہے کہ " یہ بات صاف ہے کہ جب دستاویز مہری سے یہ امر ظاہر ہوتا ہو کہ فریقین دستاویز کو چند امور کے معاہدے کی بنیاد ہونے کا اقبال ہے۔ تو ان واقعات کا بیان گو بطور تمہید ہی کے کیوں نہ ہو ان کے اس کے خلاف کہنے کا مانع ہوگا۔ غالباً اگر بجائے " فریقین کو اقبال ہے" کہنے کے یہ بھی کہا جاتا کہ " یا فریقین کو اقبال ہونا۔ فرض کیا جا سکتا ہے" تو یہ اصول زیادہ صحیح ہوتا جب کسی دستاویز کی تمہید کا منشا یہ ہو کہ وہ صرف ایک فریق کا بیان ہے تو امر مانع تقریر مخالف صرف اس فریق تک محدود ہوتا ہے اور یہ منشا تعبیر دستاویز سے دریافت کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۵۴۳: (۳) امر مانع تقریر مخالف بذریعۂ عمل: اس کے متعلق مقدمۂ لیان بنام ریڈ[۳] (Lyon v. Reed) میں پارک بیرن (Parke, B.) نے عدالت اکسچیکر کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ عمل یا افعال جن سے فریقین بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف پابند ہو جاتے ہیں بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور لارڈ کک نے لٹلٹن مطبوعۂ کک میں ان کی صراحت کر دی ہے۔ یہ سب ایسے افعال ہیں جو قدیم زمانے میں دراصل اور قانون کے نزدیک ہمیشہ مشہور و علانیہ اور دستاویز مہری کی تکمیل سے کم باضابطہ ۴۶۷
اور اہم نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً منتقلی۔ داخل ہونا۔ کسی حقیت کا قبول کرنا

۱؎ ینگ بنام رین کاک، کامن بنچ صفحہ ۲۴۸ میں کولٹ مان جسٹس (Coltman J.) کا قول جو انھوں نے عدالت کامن پلیس کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ اس مقدمے کو اسٹرونگ ہل بنام بک (Stroughill v. Buck) (۱۴) کوئینس بنچ ۷۸۱ میں تسلیم کیا گیا اور اس کی توثیق کی گئی۔

۲؎ اسٹرنگ ہل بنام بک (۱۴) کوئینس بنچ ۷۸۱، ٹری نی ڈاڈ کمپنی بنام کاریاٹ (Trinidad Co. v Coryat) ۱۸۹۶ء مقدمات مرافعہ ۵۸۷۔

۳؎ لیان بنام ریڈ ۱۳ میسن و ولزبی ۲۸۵-۳۰۹۔ ۶۷ رسل و ریان ۵۹۲۔ نیز دیکھیے فیصلہ ٹنڈل چیف جسٹس بمقدمۂ سانڈرسن بنام کالمان ۴ مانٹگ و گرینگر ۲۰۹۔

وقس علیٰ ذالک۔ اس قسم کے فعل سے کسی فریق نے اتفاق کیا ہے۔ یا نہیں ایک ایسا امر تصور کیا جاتا تھا جس کی دریافت میں کوئی دشواری نہیں ہوسکتی تھی۔ اور بعد دریافت اس کے قانونی نتائج پیدا ہوتے تھے۔" لیکن ان وجوہات کی بنا پر جن کو بیان کردیا گیا ہے[۱] قانونی عدالتوں نے اس اصول کو اختیار کرکے جو نصفتی عدالتوں[۲] میں عرصہ دراز سے متعارف تھا اس قسم کے امر مانع تقریر مخالف کو اس کے قدیم حدود سے آگے بڑھادیا ہے۔ اور گو اس کے اطلاق کے متعلق اصل فیصلے بعض صورتوں میں قابل اعتراض ہوں لیکن ذیل کا اصول بہت سے مستند نظایر کی رو سے قرار پاچکا ہے اور اسی لیے مسلمہ[۳] سمجھا جاسکتا ہے کہ "جب کوئی شخص اپنے الفاظ یا عمل سے دوسرے شخص کو عمداً یقین دلاتا ہے کہ اشیا کی حالت ایسی ہے اور اس یقین پر عمل کرنے کی اس کو ترغیب دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شخص اپنی حالت بدلتا ہے تو اول الذکر شخص کو موخر الذکر شخص کے خلاف اشیا کی حالت کے اسی وقت مختلف ہونے کو ثابت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی[۴]۔" یہ صحیح ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ جب تک بیان کنندہ کا یہ بیان اقرار یا پروانگی کی حد تک نہ پہنچے یا وہ شخص جس سے یہ بیان کیا گیا ہو اس کو ایسا نہ سمجھے۔ مذکورہ بالا اصول اطلاق نہیں پاتا ہے[۵]۔" لیکن غالباً اس اصول کا اطلاق اس طرح پر

---

[۱] اوپر دفعہ ۸۳۴۔

[۲] نصفت از فان بلانکوئے (Fonblanque's Equity) کتاب ۱ باب ۳ دفعہ ۴۔ طبع سوم۔

[۳] پکارڈ بنام سیرس ۶ اڈالفس و الیس ۴۶۹۔ ۵۴ رسل وریان ۵۲۰۔ فریمان بنام کک ۲ اکسچیکر ۶۵۴۔ ۶۶۳۔ ہوورڈ بنام ہڈسن ۲ الیس وبلاکبرن ۱۔ کلارک بنام ہارٹ ۶ مقدمات دارالامرا ۶۳۳۔ ۶۵۵۔ ۶۴۴۔ ۶۵۶۔ ۶۶۹۔ کارنش بنام ابنگٹن ۴ ہرسٹن وناٹن ۶۴۹۔ گرگ بنام ولس ۱۔ اڈالفس و الیس ۹۰۔ (۵۰) رسل وریان ۳۴۷۔

[۴] فری مان بنام کک ۲ اکسچیکر ۶۵۴۔ ۶۶۴۔ کلارک بنام ہارٹ ۶ مقدمات دارالامرا ۶۳۳۔

محدود نہیں ہے[1]۔ نیز اس اصول کے لفظ ''عمداً'' کا مطلب یہ نہیں سمجھنا
چاہئیے کہ بیان کنندہ اس امر کے غلط ہونے سے واقف تھا جس کا کہ
اس نے سچ ہونا بیان کیا ہے بلکہ صرف یہ کہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اس کے
بیان پر عمل کیا جائے اور اس پر عمل کیا گیا ہو۔ کیونکہ چاہے کسی شخص کا
اصل ارادہ کچھ ہو اگر اس کے بیان کو کوئی معقول شخص سچ سمجھے اور یقین
کرے کہ اس کا منشا یہ ہے کہ وہ اس پر عمل کرے —— تو اس صورت میں
بھی بیان کنندہ اس بیان کے صحیح ہونے کی بابت نزاع کرنے سے
باز رکھا جائے گا[2]۔ دستور تجارت یا اور طرح پر جب کوئی فرض کسی شخص
پر سچ کہنے کا عاید ہو اور اس شخص کا عمل غفلت یا سہو کی وجہ سے
اس کے خلاف ہو تو اکثر اس کا بھی یہی اثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی
شریک جو شراکت سے علیحدہ ہو رہا ہو اپنے گاہکوں کو سہواً حسب
معمول مطلع نہیں کرتا ہے کہ باقی شرکا اب اس کے کارندے کی حیثیت ۴۶۸
سے عمل کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ تو ان کو اس طرح پر مجاز سمجھ کر اشخاص ثالث
نے ان سے جو معاہدے کئے ہوں وہ ان سب کا پابند سمجھا جائے گا[3]۔

دفعہ ۵۴۔ یہ ایک سوال بنا دیا گیا ہے کہ کیا امور مانع تقریر مخالف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۴۴۴ - ۶۵۶ - کارنش بنام انگلش ۴ ہرسٹون و نارمن ۵۴۹ - ۵۵۵ -

(۱) سٹی زنس بنک آف لوئی سیانا بنام فرسٹ نیشنل بنک آف نیو اورلینز لا رپورٹ ۶ مقدمات مرافعہ ۳۵۲ - ۳۶۰ - از لارڈ سلبورن چانسلر -

(۲) فریمان بنام کک (Freeman v. Cooke) (۲) اکسچیکر ۶۵۴ - ۶۶۳ - ہورڈ بنام ہڈسن (۲) ایلس و بلاکبرن ۱ - کارنش بنام انگلش ۴ ہرسٹن و نارمن ۵۴۹ - ۵۵۵ داسٹ بنام گرینش ۱۱ کامن بینچ (سلسلۂ نو) -

(۳) فریمان بنام کک ۲ اکسچیکر ۶۵۴ - ۶۶۳ - نیز دیکھئے ڈی وسٹرن بنک آف اسکاٹ لینڈ بنام نیڈل (۱) فاسٹر و فنلاسن رپورٹس ۴۶۱ -

بذریعۂ عمل کو پلیڈنگ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ عمل کے امر مانع تقریر مخالف ہونے کو پلیڈنگ میں بیان کرنا اصول پلیڈنگ کی خلاف ورزی ہے جس کی رو سے کسی بھی شہادت کو چاہے وہ کتنی ہی قطعی کیوں نہ ہو پلیڈنگ میں بیان کرنا منع ہے۔ لیکن مقدمۂ سانڈرسن بنام کولمان[1] (Sanderson v. Colman) میں مدعی کے جواب الجواب میں امر مانع تقریر مخالف کو بیان کرنے پر مدعی علیہ نے اعتراض کیا تھا کہ اس کو ایسا کرنے کا حق نہیں ہے۔ اس طرح یہ امر صراحتہً بحث میں ہوا۔ اور عدالت کامن پلیس (Court of Common Pleas) نے متفقاً اس اعتراض کو نامنظور کر دیا۔

دفعہ ۵۴۶-۵۴۵[2]۔ امر مانع تقریر مخالف کے مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم اس سوال کی طرف توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ آیا رومی قانون کا یہ اصول کہ "جو شخص خود اپنی رسوائی یا جرم کو بیان کرے اس کی شنوائی نہیں ہونی چاہیئے" قانون عمومی کا بھی اصول ہے۔ چاہے قدیم اصول[3] کچھ ہو ۱۷۶۷ء میں کالنس بنام بلانٹرن (Collins v. Blantern)[4] کے

---

[1] سانڈرسن بنام کولمان ۴ مانٹگ و گرینگر ۲۹۔ ہالی فاکس بنام لائل ۳ ایکسچیکر ۴۴۶ (موجودہ عملدرآمد کی رو سے سوال یہ نہیں ہے کہ آیا ان کو پلیڈنگ میں بیان کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ کہ آیا ان کو بیان کرنا لازم ہے اس امر پر دیکھئے مقدمۂ فلیمنگ بنام بنک آف نیوزی لانڈ۔ سن ۱۹۰۰ء مقدمات مرافعہ ۵۷۰۔ کابن گر بنام نارٹن سن ۱۹۰۲ء (۲) ایرش رپورٹ ۲۲۲ - ۲۴۵۔ پلیڈنگ از آجرس (Odgers, Pleading) طبع ہشتم ۲۴۶۔ نوٹ)۔

[2] متوفی اڈیٹر نے طبع دہم میں ان دو دفعوں کو ایک کر دیا۔

[3] ۲ انسٹیٹیوٹ ۲۷۹۔

[4] کالنس بنام بلانٹرن ۱۷۶۷ء ۲ ولسن ۳۴۱ لیڈنگ کیس از اسمتھ جلد ا۔

ہدایتی مقدمے[1] میں قرار دیا گیا کہ جب کسی دستاویز قرض کی بنا پر نالش کی گئی ہو تو مدعیٰ علیہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ اس لئے وہ دستاویز کسی ناجائز اور خلافِ اخلاق بدل کی بنا پر لکھ دی تھی — اور جہاں تک اس اصول کا گواہوں سے تعلق ہے جدید نظایر کی رو سے کسی ایسے اصول کی موجودگی سے قطعاً انکار کیا گیا ہے۔ اب اس امر کے قانون ہونے میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ گواہ سے ایسے سوالات کئے جا سکتے ہیں جن سے اس کا مجرم ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کو نقصان پہنچتا ہو یا جن سے اس کی ذلت ہوتی ہو[2]۔ گواہ ان سوالات کے جواب دینے پر مجبور نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح فوجداری مقدمات میں یہ مسلسل عملدرآمد رہا ہے کہ شریک جرم اشخاص کی شہادت منظور کی جاتی ہے۔ جو ملزم کے اور اپنے جرم کی حلفاً شہادت دیتے ہیں۔ اور شریک جرم کی دی ہوئی گواہی کے اہم حصے کی کسی دوسری غیر مشتبہ شہادت سے تائید بھی لازمی نہیں اگرچہ مناسب ہونے اور عملدرآمد پڑ جانے کی وجہ سے ایسی تائید چاہی جاتی ہے[3]۔ ٹی ٹس اوٹس اور ایلزبتھ چاننگ (Titus oates & Elizebeth Channing) کے مقدمات جو اس اصول پر اہم سند تھے عدالت کنگس بنچ کے فیصلے کی رو سے مقدمہ ملک بنام ٹیل[3] (R. V. Teal) میں منسوخ کئے گئے ۴۶۹
اس مقدمے میں ٹامس ٹیل (Thomas Teal) ہانہ ایس (Hannah S.) وغیرہم کو مستغیث کے خلاف سازش کرکے ہانہ ایس کے حرامی بچے کے باپ ہونے کا غلط الزام لگانے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ ہانہ ایس کے خلاف مقدمے کو روک دینے کے بعد اس کا اظہار لیا گیا جس سے

[1] دیکھو دفعات ۱۲۶ تا ۱۳۱۔

[2] دیکھو دفعہ ۱۱۷۔

[3] ملک بنام ٹیل (سنہ ۱۸۰۹ء) ۔ ۱۱ ایسٹ ۳۰۷ ۔ ۱۰ رسل وریان ۵۱۶

ظاہر ہوا کہ اس نے مدعیٰ علیہ ٹیل کے ورغلانے پر جھوٹا بیان حلفی دیا تھا کہ مستغیث اس بچے کا باپ ہے۔ مقدمے کو از سر نو چلانے کی اس بنا پر درخواست دی گئی کہ وہ ناقابل گواہ تھی۔ اور براوشس اور بر جانسٹن کے مقدمات پر بھروسا کیا گیا۔ اور یہ بھی بحث کی گئی کہ جس شخص کو بے دین ہونے کا اقبال ہو وہ گواہی دینے کے ناقابل ہوتا ہے۔ لیکن عدالت کی رائے دوسری ہوئی۔ اور لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) نے کہا کہ "بے دین شخص کو حلف کے وجوب کا اقرار نہیں ہوتا ہے اور اسی لیے وہ اس کی تہدید کے تحت شہادت نہیں دے سکتا ہے۔ لیکن گو کسی شخص کے خلاف خود اس کے اقبال سے یا اور شہادت سے ثابت ہو کہ اس نے کسی خاص واقعے کے متعلق جھوٹی قسم کھائی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کے بعد کبھی بھی حلف کی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرے گا گو اگر جوری کو یقین ہو کہ اس نے اس خاص واقعے کے متعلق جھوٹی قسم کھائی ہے تو اس کے لیے یہ کافی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس کی کل شہادت کو ناقابل اعتبار سمجھے۔ لیکن یہ کوئی وجہ اس امر کی نہیں ہو سکتی کہ جج اس کی شہادت ہی کو مسترد کر دے۔ وہ صرف گواہ کے اعتبار پر موثر ہوتی ہے جس کا تصفیہ جوری کرے گی رانڈس بنام ٹامس (Rands v. Tomas)[1] کے مقدمے میں جو ایک نالش اس سامان کے لیے تھی جو ایک جہاز کو مہیا کیا گیا تھا۔ مدعی نے مدعیٰ علیہ کو جہاز کا شریک مالک ہونا ظاہر کرنے کے لیے یہ ثابت کیا کہ اس کا نام رجسٹر پر اسی طرح لکھا ہوا تھا۔ اور یہ کہ سامان کے مہیا کر دینے کے بعد اس نے اپنا حصہ ایک شخص کک کو بیچ دیا۔ اور اس شخص کک کے بیان حلفی کے بعد رجسٹر منگایا گیا اور اس میں پایا گیا کہ وہی شریک مالک تھا۔ مدعیٰ علیہ نے کہا کہ وہ کک کو بحیثیت گواہ کے یہ ثابت کرنے طلب کرے گا کہ

[1] مال سیلون پر پورٹس ۴۴۴ ۲ - جلد ۵ -

اس نے مدعیٰ علیہ کا رجسٹر میں نام بغیر اس کی اجازت یا شرکت کے لکھ دیا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ کک اپنی اس حلف کی تردید میں پیش نہیں ہو سکتا جو اس نے رجسٹر کے منگواتے وقت اٹھایا تھا گراہام نیچ (Graham, B.) نے اس نقطۂ نظر کو منظور کر لیا اور شہادت کو مسترد کر دیا۔ لیکن عدالت نے ملک بنام نیل کی نظیر کی بنا پر اس فیصلے کو برقرار نہیں رکھا۔ اور قرار دیا کہ یہ اعتراض صرف گواہ کے اعتبار سے متعلق ہے۔ اسی طرح مدعیٰ علیہ جس پر کسی معاہدے کی بنا پر نالش کی گئی ہو یہ عذر پیش کر سکتا اور اس کو ثابت کر سکتا ہے کہ اس کے اور مدعی کے درمیان معاہدہ ناجائز یا خلاف اخلاق تھا۔[۲] لیکن اس کا فریبانہ ہونا ثابت نہیں کر سکتا۔[۳] کیونکہ گو کوئی شخص عدالت انصاف میں اپنے فریب یا فعل ناجائز کو تسلیم کر سکتا ہے لیکن یہ ایک اصول قانون ہے کہ وہ اس سے مستفید نہیں ہو سکتا۔[۴] ''کوئی شخص اپنے فعل ناجائز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔'' ۴۷۰

لہ ہالمان بنام جانسن ۱۷۷۶ء۔ کوپر ۳۴۱-۳۴۳۔

۲ جونس بنام ییٹس (Jones v Yates) ۹ بارن وال اور کرسول ۵۳۲-۳۳ رسل و ریان ۲۵۵۔

۳ ٹلش مطبوعہ کک ۸۴۱ ب - ۲ انسٹیٹیوٹ ۱۳، ۷ - مانٹی فیوری۔ بنام مانٹی فیوری۔ (۱) ولیم بلاکسٹن ۳۶۴۔ ڈوڈی رابرٹس بنام رابرٹس ۱۸۱۹ء۔ ۲ بارن وال اور اڈرالفس ۳۶۷-۳۰۲ رسل دریان ۷۷۴۔ ڈوڈمٹی بریان بنام بانکس ۱۸۲۱ء ۴ ایضاً ۴۰۱-۲۳ رسل و ریان ۳۱۸- از لیسٹ جینٹس۔ ڈالی بنام تھامپسن ۱۸۳۲ء۔ ۱ میسن اور ولزبی ۳۰۹-۶۲ رسل دریان ۶۱۷۔ فن ڈن بنام پارکر (۱) ایضاً ۶۷۵-۶۸۱۔ مرے بنام مان ۲ اکسچیکر ۵۳۸۔

۴ ٹلش مطبوعہ کک ۱۴۸ ب جنک سنٹ ۴ - مقدمہ ۵۔ اصول متعارفۂ قانون بازبروم طبع ہفتم ۲۲۷۔ دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۵۰۔ عنوان ۱۷۔ دفعہ ۱۳۴۔

فصل سوم

مضرذات بیانات فوجداری مقدمات میں

دفعہ ۵۴۷: آخر میں ہم فوجداری مقدمات میں مضرذات بیانات کے ذکر پر آئے ہیں۔ یا جیسا کہ ان کو بالعموم موسوم کیا جاتا ہے "اقبال فوجداری" کے بیان پر۔ اس موضوع کی بحث میں ہم حسب ذیل امور پر غور کریں گے:۔

۱۔ امور مانع تقریر مخالف فوجداری مقدمات میں۔

۲۔ اپنے کو مجرم بنانے والے غیر عدالتی بیانات کا قابل ادخال ہونا اور ان کا اثر۔

۳۔ اپنے کو مجرم بنانے والی شہادت کے مصنف مفردضات۔

ذیلی فصل (۱)

امور مانع تقریر مخالف فوجداری مقدمات میں

دفعہ ۵۴۸ : قانون کی اس شاخ میں صاف منصفانہ وجوہات کی بنا پر بہت کم امور مانع تقریر مخالف ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلا اور سب سے اہم امر مانع تقریر مخالف عدالتی اقبال جرم ہے۔ یہ ہر نظام قانون کا اصول سمجھا جاسکتا ہے کہ ملزم کا ایسی عدالت سے اقبال جرم جو اس کو سزا دے سکتی یا رہا کر سکتی ہے سزا سنانے کی کافی اساس ہوتا ہے[1]۔ چاہے یہ سزا سزائے موت ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ

[1] شہادت مصنفۂ گرین لیف جلد اطبع شانزدہم۔ دفعہ ۲۱۶۔ شہادت مصنفۂ ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعات ۸۶۶ تا ۸۶۹ ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۲۔ مجموعۂ قانون موضوعۂ روما کتاب ۷ عنوان ۵۹۔ ثبوت قطعی ازماسکاردس دفعہ ۴۴۳۔ ۳۴۵۔ مقدمۂ قانون کلیسا انگریزی از ایلیف ۵۴۵۔ ہاگرڈ کنسٹری رپورٹس ۲۱۵۔

ایسے اقبال عمداً نہایت ہی اہم موقع پر اکثر وکلا کے مشورہ سے کیے بعد اور ہمیشہ جج کی محافظ و محتاط نظر کے سامنے کئے جاتے ہیں؛[۱] "جو شخص کہ کسی عدالتی کارروائی میں اقبال جرم کرتا ہے اس کے متعلق قرار دیا جاتا ہے کہ تجویز ہو چکی ہے۔ اور ایک طرح پر وہ خود اپنے فیصلے سے مجرم ٹھیرایا جاتا ہے"؛[۲] "عدالتی کارروائی میں اقبال جرم تمام ثبوتوں میں بہترین ثبوت ہے"؛[۳] "عدالتی اقبال جرم مکمل ثبوت ہوتا ہے"۔[۴] تاہم ۱۴۱ اگر اقبال جرم ناقابل اعتبار معلوم ہو۔ یا ملزم کو اقبال جرم کرنے کو کوئی ناجائز ترغیب دی گئی ہو۔ یا غلط اقبال جرم کرنے میں اس کا کوئی مقصد ہو۔ یا اس لئے اقبال جرم کسی دھوکے خوف۔ یا سادگی کی وجہ سے کیا ہو[۵]۔ تو عدالت کو ایسے اقبال جرم کو نامنظور کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر الزام عاید کردہ ایسے "واقعات میں سے ہو جن کے اثرات پایدار ہوں" اور نفس جرم کی کوئی اور شہادت نہ ملتی ہو۔[۶] عدالتی و غیر عدالتی اقبال جرم کے غلط ہونے کے متعدد مثالیں جن کا نشان ہماری قانونی تاریخ میں بہت ہی ابتدا سے ملتا ہے[۷]۔ اس طریقے کو جائز ثابت کرتی ہیں[۸]۔ معمولی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جلد ۲۔ شہادت از بونیے جلد ۱ دفعہ ۹۸۔

[۱] گرین لیف حوالۂ مذکورۂ بالا۔

[۲]۔ ۱۱ گک ۳۰ الف۔ مجموعۂ قوانین موضوعۂ روما۔ کتاب ۲ عنوان ۵۹۔ ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۲ دفعہ ۱۔ ایضاً کتاب ۹ عنوان ۲ دفعہ ۲۵۔ ذیلی دفعہ ۲۔

[۳]۔ جنک سنٹ ۲۔ مقدمہ ۹۶۔

[۴] جنک سنٹ ۳ مقدمہ ۷۳۔

[۵]۔ قانون از فنچ ۲۹۔ مقدمۂ قانون کلیسا انگریزی از ریلیف ۵۸۵۔

[۶] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۴۴۔

[۷]۔ دیکھئے نیچے دفعات ۵۵۴-۵۷۷

[۸]۔ ۲۷ لبراسساریم حصہ ۴۰-۲۲ ایضاً حصہ ۷۱۔

عملدرآمد یہ ہے کہ جب ملزم عدالت میں عذر "مجرم ہوں" پیش کرتا ہے۔ تو عدالتیں کم از کم سنگین مقدمات میں اس عذر کو مسل میں لکھ نہیں لیتی ہیں جب تک کہ اس کو سنجیدگی و اہمیت کے ساتھ ہوشیار نہیں کر دیا جاتا ہے کہ ایسے عذر سے نہ اس پر رحم کیا جائے گا اور نہ اس کی سزا میں تخفیف کی جائے گی۔ اور عدالتیں اسے آزادی سے موقع[1] دیتی ہیں کہ اس عذر کو واپس لے کر عذر "مجرم نہیں ہوں" پیش کرے۔[2] کیونکہ یہ ملحوظ رکھنا اہم ہے کہ ملزم کا عذر "مجرم نہیں" پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ اخلاقی طور پر بھی اپنی معصومی کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنے اس مسلّمہ قانونی حق سے فایدہ اٹھاتا ہے کہ استغاثے کا یہ فرض ہے کہ اس کو مجرم ثابت کرے۔

دفعہ ۵۴۹: (۲): ملزم کو چاہئے کہ مختلف قسم کے عذرات کو ان کی ترتیب سے پیش کرے — کیونکہ استغاثے سے پوری طرح انکار کرنے کی وجہ سے اسے عذرات تخفیف پیش کرنے کا حق نہیں رہتا ہے۔[3] وغیرہ

دفعہ ۵۵۰: (۳): ملزم کے خلاف بہت سے ایسے ذیلی امور مانع تقریر مخالف بھی ہوتے ہیں جو ریکارڈ پر نہیں مندرج ہوتے ہیں: مثلاً وہ جوری کے کسی رکن پر اس کے حلف اٹھا لینے کے بعد اعتراض نہیں کر سکتا ہے۔[4] سوائے اس کے کہ وجہ اعتراض بعد میں پیدا ہوئی ہو۔ اور اگر

۱۔ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۲۵۔

۲۔ ایضاً صفحہ ۱۷۔ مقدمۂ لک وہ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۴۳۔

۳۔ پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲۔ ۲۹۳۔

۴۔ ہوبارڈ رپورٹس ۲۳۵۔

وہ کسی رکن جوری پر وجہ ظاہر کر کر اعتراض کر رہا ہو تو اس کو چاہیئے کہ
۱۷۱ تمام وجوہات ایک دم ظاہر کرے[1]۔ اور سنگین بغاوت کے مقدمے
میں اگر وہ کسی گواہ پر اس بنا پر اعتراض کرنا چاہتا ہو کہ وہ اس
فہرست میں جو قانون (۷) آن باب ۲۱ (7 Ann C. 21) اور جوریس
ایکٹ (The Juries Act) ۱۸۲۵ء ۶ جارج چہارم باب ۵۰
کے تحت داخل کی گئی ہے غلط مذکور ہوا ہے تو اس کو چاہیئے کہ
یہ اعتراض ابتدائی اظہار قابلیت گواہ کے موقع پر کرے۔ کیونکہ
گواہ کے حلف اٹھا لینے کے بعد یہ اعتراض بعد از وقت سمجھا جاتا
ہے[2]۔ ملک بنام فراسٹ[3] (Rv. Frost) کے مقدمے میں جس میں
چالان بغاوت سنگین کے لیے کیا گیا تھا۔ مذکورۂ بالا قوانین کے
تحت گواہوں کی فہرست ان کے مقررہ طریقے کے مطابق
نہیں پیش کی گئی تھی ـــــ یعنی نقل چالان و اسمائے جوری کے ساتھ
ـــــ تو مقدمے کے محفوظ کرنے پر نو ججوں نے بمقابلہ چھ ججوں کے
قرار دیا کہ جوری کے حلف اٹھا لینے اور مقدمے کے ان کے سامنے
شروع ہو جانے کے بعد اعتراض بہت بعد از وقت
کیا گیا ہے۔

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہیل جلد ۲ صفحہ ۲۷۴۔

[2] ملک بنام فراسٹ - ۹ کیار نگٹن ویپین - ۱۲۹ - ۱۸۳ -

[3] ۹ کیار نگٹن ویپین ۱۶۲ - ۱۸۷ -

ذیلی فصل (۲)

اپنے کو مجرم بنانے والے غیر عدالتی بیانات کا قابل ادخال ہونا اور ان کا اثر

	صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ		صفحات اصل کتاب صفحات ترجمہ
اپنے کو مجرم بنانے والے غیر عدالتی بیانات کا قابل ادخال ہونا	۸۴۵-۴۷۲	قطعی نہیں	۸۴۹-۴۷۲
ان بیانات کا ازخود یا کم ازکم آزادی سے دیا جانا ضروری ہے	۸۴۵-۴۷۲،۴	اگر ان پر اعتبار کیا جائے تو یہ بغیر دوسری شہادت کے کافی ہوتے ہیں	۸۴۹-۴۷۴
قابل ادخال ہونے پر ان کا اثر	۸۴۵-۴۷۴	احتیاط	۸۵۰-۴۷۵

دفعہ ۵۵: معترفات شہادت فوجداری مقدمات میں ہمیشہ قابل ادخال نہیں ہوتی ہے جس طرح کہ وہ دیوانی مقدمات میں قابل ادخال ہوتی ہے۔ اس کے قابل ادخال ہونے کی شرط مقدم یہ ہے کہ وہ ازخود یا کم ازکم آزادی سے دی جائے۔ انگریزی قانون کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر ایسے اقبال جرم یا مجرم بنانے والے بیان کو مسترد کرنا چاہئے جو جسمانی اذیت۔ جبر یا اکراہ قید سے کرایا جائے یا جو ملزم کو کسی ایسے شخص ذی منصب کی صریحی یا معنوی اجازت سے

ترغیب دیے جانے کی وجہ سے کیا گیا ہو جسے ملزم کے خلاف الزام پر یا الزام کی وجہ سے ملزم کی ذات پر کوئی عدالتی یا اور طرح کا اقتدار حاصل ہو لیکن ترغیب کا یہ اثر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ترغیب سے اُمید بہتری یا خوف خرابی پیدا ہوتا ہو۔ یعنی ترغیب ایسی ہونی چاہیئے کہ ملزم سمجھ جائے۔ کہ اس کی حالت جہاں تک کہ وہ الزام کی وجہ سے متاثر ہو سکتی ہے اقبال کرنے یا اقبال کرنے سے انکار کرنے کی وجہ سے بہتر یا بدتر ہو سکتی ہے۔ اسی لیے اگر یہ ظاہر ہو کہ ملزم کو سچ کہنے کی ترغیب صرف اخلاقی وجوہات کی بنا پر دی گئی تھی[1] تو اقبال جرم یا مجرم گردانے والا بیان قابل ادخال شہادت ہوگا۔ اسی طرح یہ اس صورت میں بھی قابل ادخال شہادت ہوگا جب کہ یہ ظاہر ہو کہ اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب کا اثر اقبال جرم کرنے سے پہلے شخص ذی منصب کے ملزم کو خبردار کرا دینے سے کہ ترغیب پر کوئی التفات نہیں کرنا چاہیئے[2] زایل ہو گیا ہے۔ ۴۷۳
دفعہ ۱۸ قانون جرایم قابل چالان ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲ (جسے عام طور پر "جروس ایکٹ" ("Jervis Act") بھی کہتے ہیں) اور جو نظمائے امن کے ان اشخاص کو جن پر قابل چالان جرایم کا الزام ہو میعاتی عدالتوں کے اجلاس پر مقدمہ چلائے جانے کے لیے سپرد کرنے سے متعلق ہے ایسی اہمیت و نمایاں وضاحت کا حامل ہے کہ اس کو پوری طرح یہاں نقل کر دینا مناسب ہے۔

---

[1] دیکھئے ملک بنام جاروس لا رپورٹ۔ ا۔ کراؤن کیسس۔ ۹۶۔ ملک بنام ریف ایضاً ۳۶۲۔ ملک بنام گلھام اموڈی کراؤن کیسس ۱۸۶۔ ملک بنام وایلڈ ایضاً ۴۵۲۔

[2] قانون تحقیقات سرسری ۱۸۷۹ء ۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۴۹۔ دفعہ ۱۳ ضمن (۲) بھی جو بارہ اور سولہ سال کی درمیانی عمر کے کم عمر اشخاص کو قتل کے سوائے دوسرے قابل چالان الزامات میں مختصر کارروائی کے بعد سزا دینے سے متعلق ہے تقریباً انھیں الفاظ میں ہے۔

"چالان کی جانب کے تمام گواہوں کا مذکورۂ بالا طریقے پر اظہار مکمل ہو جانے کے بعد ناظم امن یا نظماء میں سے کسی ایک کو جس نے مذکورۂ بالا اظہار کو اس طرح پر ختم کیا ہو۔ چاہیئے کہ بغیر گواہوں کو حاضر ہونے کا حکم دینے کے ملزم کو جو اظہارات کہ اس کے خلاف لیے گئے تھے پڑھ کر سنا دے اور حسب ذیل یا ایسے ہی الفاظ اس سے کہتے کہ :-

"شہادت سننے کے بعد کیا تم الزام کے جواب میں کچھ کہنا پسند کرو گے ؟ اگر تم کچھ کہنا نہیں چاہتے ہو تو کہنے پر مجبور نہیں ہو۔ لیکن جو کچھ تم کہو گے لکھ لیا جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ تمہارے خلاف سماعت مقدمہ پر پیش کیا جائے" اور اس کے "جواب میں جو کچھ قیدی کہے اس کو لکھ لینا[1] اور اس کو پڑھ کر سنا دینا چاہیئے اور اس پر ناظم یا نظماء مذکور کے دستخط کے بعد گواہوں کے اظہارات کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ اور ان کے ساتھ اس طریقے پر بھیج دینا چاہیئے جس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔ اور بعد میں مذکورۂ بالا ملزم کی سماعت مقدمہ پر اسی کو اگر ضرورت ہو تو بغیر مزید ثبوت کے شہادت میں دیا جا سکے گا۔ سوائے اس کے کہ یہ ثابت ہو کہ جس ناظم یا نظماء کے اس پر دستخط معلوم ہوتے ہوں فی الحقیقت اس پر ان کے دستخط نہیں ہیں۔

"بشرطیکہ مذکورۂ بالا ناظم یا نظماء نے ملزم کے کوئی بیان دینے سے پہلے اس سے کہا اور صاف طور پر سمجھا دیا ہو کہ مہربانی کے کسی وعدے سے اس کو کچھ توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور نہ جرم کا اقبال یا اعتراف کرنے پر مائل کرنے کے لیے کوئی دھمکی دی گئی ہو تو اس سے اسے کچھ خوف کرنا چاہیئے اور یہ کہ جو کچھ وہ کہے باوجود ایسے اقرار یا دھمکی کے

---

[1] اس قانون کے ضمیمے میں ایک نمونہ (ای ین) دیا گیا ہے جس کے بعد ہدایت ہے کہ "جو کچھ قیدی کہے اور جہاں تک ہو سکے اسی کے الفاظ میں" لکھا جائے اور "اگر وہ راضی ہو تو اس کے دستخط بھی لیے جائیں"۔

سماعت مقدمہ پر شہادت میں اس کے خلاف پیش کیا جا سکے گا۔

"لیکن باوجود اس کے شرط یہ ہے کہ اس قانون کے کسی حکم یا مضمون کی رو سے کوئی مستغیث کسی مقدمے میں ملزم یا اس شخص کے جس پر الزام لگایا گیا ہو کسی ایسے اقبال یا اقبال فوجداری کی کسی ایسی شہادت کے پیش کرنے سے باز نہیں رکھا جا سکے گا جو کہ قانوناً ایسے شخص کے خلاف قابل ادخال ہو۔"

۴۷۴ اس امر پر کہ ناجائز ترغیب کیا ہے مقدمات بہت سے ہیں اور وہ باہم متوافق بھی نہیں ہیں[1]۔ اور اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ وہ مفید اصول جس کی رو سے ناجائز طور پر حاصل کردہ اقبال جرم ناقابل ادخال ہوتے ہیں بہت سی ایسی صورتوں میں بھی اطلاق دیا گیا ہے جو اس کے تحت نہیں آتی ہیں[2]۔ گو بہ نسبت پہلے کے آج کل یہ قرار دینے پر کم راغب ہیں کہ جو الفاظ استعمال کئے گئے تھے وہ ترغیب کی حد تک پہنچتے ہیں[3]۔ یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ مقدمہ ملکہ بنام تھامپسن Reg. v. Thompson کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ اقبال جرم کی شہادت کے قابل ادخال ہونے کے لیے یہ امر مثبت طور پر ثابت کیا جانا چاہیئے کہ وہ اقبال جرم از خود اور آزادی سے کیا گیا تھا۔ یعنی کسی شخص ذی منصب نے ملزم کو اقبال جرم کرنے کی ترغیب نہیں دی تھی یا یہ کہ وہ اس ترغیب کا اثر صاف طور پر زائل ہونے کے بعد کیا گیا تھا[4]۔ لیکن

---

[1] دیکھئے ملکہ بنام بالڈری ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیس ۴۳۰ - اور دیکھئے شہادت از فیبن طبع ششم ۲۶۳ - صـ۶۷ جہاں ان کا تختہ بنایا گیا ہے۔

[2] ملکہ بنام ریف لار پورٹ اکریمنیل کیسس ۲۶۲ - ۲۶۳ - از لارڈ چیف برن کلی۔ ملکہ بنام بالڈری ۲ ڈینی سن کراؤن کیسیس ۴۳۰ -

[3] شہادت مصنفہ فیبن طبع ششم ۲۶۳ تا ۲۶۴

[4] ملکہ بنام تھامپسن ۱۸۹۳ء ۲ کوئنس بنچ ۱۲ - کراؤن کیسس ریزرفڈ۔ جس نے پارک بنچ کی مقدمہ

یہ امر بھی صاف ہے کہ جب ترغیب نہ دی گئی ہو تو ملزم کے پولس والے کو جواب قابلِ ادخال ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غیر عدالتی اقبال جرم کے بیانات سے متعلق تمام سوالات کا تصفیہ سماعتِ مقدمے پر جج کو نہ کہ جوری کو کرنا چاہیئے: اور ایسے سوالات کا اب مرافعہ ہو سکتا ہے یا قانون مرافعہ فوجداری سنہ ۱۹۰۷ء کے تحت وہ عدالت مرافعہ فوجداری کے تصفیہ کے لیے محفوظ بھی کئے جا سکتے ہیں۔

دفعہ ۵۵۲: غیر عدالتی اقبال جرم کے بیانات کے (جب وہ قابلِ ادخال ہوں) اثر کے متعلق یہ اصول صاف طور پر متعین ہے کہ سوائے اس کے کہ قانون موضوعہ کی رو سے کوئی اور حکم ہو کوئی ایسا اقبال جرم یا بیان چاہے وہ مکمل ہو یا غیر مکمل کسی ناظم امن سے کیا گیا ہو یا کسی اور جرم کے متعلق تحقیقاتی اختیار رکھنے والی عدالت سے۔ یا چاہے وہ کسی دستاویز کی رو سے کیا گیا ہو یا بذریعۂ عمل ملزم کے خلاف۔ امر مانعِ تحریر مخالف یا قطعی شہادت کی وقعت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس سے زیادہ وقعت کا مستحق ہوتا ہے جو کہ جوری ایمان سے اس کو دے۔

دفعہ ۵۵۳: نفس جرم کو بلا کسی شک و شبہ کے ثابت کرنے کی ضرورت[1] اور ہمارے قانون کی اس قوی خواہش کی وجہ سے کہ اشخاص کے جھوٹے یا جلدی میں دیے ہوئے بیانات سے نامناسب طور پر نقصان پانے سے حفاظت کی جانی چاہیئے۔ یہ شبہہ پیدا ہوا کہ کیا ایسے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ملک بنام وارنگ ۱۵ م ۱۵ جور سٹ ۲۱۸ کے قرارداد کی توثیق کی۔ ۲- ڈینی سن کراؤن کیسس ۳۰، ۳۲ – ۴۷، ۴۸ – نوٹ۔ ملک بنام روز – ۱۸ کاکس ۷۱۷ء۔

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۳۳۱۔

حکم سزا کو جو ملزم کے اپنے کو مجرم ٹھیرانے والے غیر عدالتی بیان کی بنا پر
۴۷۵ دیا گیا ہو برقرار رکھا جا سکتا ہے[1] لیکن جدید نظایر کا رحجان اثبات
میں جواب دینے کا ہے[2] تاہم ایسے اصول پر بہت احتیاط سے عمل
کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان متعدد مقدمات کی وجہ سے جن میں لوگوں نے
غلط طور پر اپنے آپ کو ملزم ظاہر کیا ہے یا جرایم کا مرتکب تسلیم کیا
ہے۔ ججوں کو جب جرم کی شہادت صرف مبینہ مجرم کا بیان ہو
سزا دینے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ ایسے الزامات میں جن کی
سزا موت ہو خصوصاً الزامات قتل میں دوہری احتیاط درکار ہوتی
ہے: بیان کو سچے ہونے کی احتیاط سے جانچ کرنی چاہیئے اور نفس جرم
کے ثبوت یا تردید کے لیے شہادت حاصل کرنے کی ممکنہ کوشش کرنی
چاہیئے۔ جب اقبال جرم مکمل نہ ہو تو مذکورہ بالا وجوہات زیادہ قوت
کے ساتھ قابلِ اطلاق ہوتے ہیں[3]

[1] ماتھیس برثبوت کتاب ا نوٹ ۷۔ ملک بنام الڈریج۔ رسل بریان ۴۴۰۔ ملک بنام وایٹ
ایضاً ۵۰۰۔

[2] ملک بنام فاکنر رسل وریان ۴۸۱۔ ملک بنام ٹپٹ۔ ایضاً ۵۰۹۔ ملک بنام ہیلنگ۔ ایچ کراون لا
۲۱۱۔ نوٹ۔ ملک بنام سلی ون۔ ۱۶ کاکس ۳۱۷۔ لیکن شاید قتل۔ ایک زوج کی زندگی میں دوسرے
سے نکاح۔ اور ملکیت جایداد سے متعلق جرایم کی صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ دیکھیے شہادت از ٹیلر طبع ششم ۶۶۲۔

[3] ایک شخص کا ۱۸۹۰ء میں اپنے ہی (گو واپس لیے ہوے) اقبال جرم پر ایک ایسے قتل کے لیے جو
جولائی ۱۸۵۴ء میں ہوا تھا مجرم ٹھیرایا جانا اس امر کو نمایاں کرتا ہے کہ انگریزی قانون میں جرایم کے
متعلق کوئی میعاد نہیں ہے۔ لیکن قانون موضوعہ کی رو سے چند مستثنیات ہیں۔ مثلاً بغاوت یا
غداری سنگین (باستثناء بادشاہ کے قتل کی غداری کے) یا اخفا بغاوت کے لیے چالان تین سال
کے اندر ہونا چاہیئے (۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ دفعات ۵ و ۶) اسی طرح ناجایز فوجی قواعد و مشق (۶۰ جارج
سوم اندراجات چہارم باب ۱)۔ قوانین شکار کی خلاف ورزی کے بعض جرایم (۹ جارج چہارم باب ۶۹)
اور ایسے جرایم جن کی سرسری تحقیقات کے بعد سزا دی جاسکتی ہے (۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۳ دفعہ ۱۱)

ذیلی فصل (۳)

مضعف مفروضات جو اپنے کو مجرم بنانیوالی شہادت پر موثر ہوتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: کے لیے چھ مہینوں کے اندر چالان پیش ہونا چاہئے ۔ دیکھئے تاریخ قانون تعزیرات انگلستان از اسٹیفن جلد ۲ ص ۲ ۔

دفعہ ۵۵۴: اپنے کو مجرم بنانے والی شہادت کی کمزوریاں کامل غور و خوض کی محتاج ہیں۔ رومی قانون کے علما یورپ میں اس کے مطالعے کے احیا پر فریقوں کے اقبال جرم میں خاصی خوبی پاتے تھے۔ وہ اس کو ثبوت کی ایک
ایسی صاف نفیس اور اعلیٰ ترین نوع سمجھتے تھے کہ جس کی تردید میں کوئی ۴۷۶
شہادت پیش ہونے کے قابل نہ تھی۔ مشتبہ اشخاص سے اقبال جرم حاصل

ا؎ ملزم شخص کے اقبال جرم کو علما بہت وقعت دیتے تھے۔ وہ اس کو بحیثیت ثبوت کے نہایت ہی صاف اہم اور معنی خیز سمجھتے تھے۔ اس حد تک کہ ان کے نزدیک اس کی تردید میں کوئی شہادت پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ ماتھے پیس بر ثبوت کتاب ۱۔ نوٹ ۲۔ وہ اس کو "ثبوتوں میں اعلیٰ ترین ثبوت" بھی کہتے تھے۔ کتاب شہادت مصنفہٗ بلنٹے۔ دفعہ ۱۴۲۔ لیکن اس لغویت کو قانون روما سے منسوب

کرنے اذیت پہنچانے کا عملدرآمد[1] بڑی حد تک اسی تصور سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ امر قانونِ روما۔ اس کی تمام مرمہ اشکال و نیز قانونِ کلیسا[2] کے لیے باعث ننگ ہے۔ بَرِّ یورپ میں یہ عملدرآمد اتنے عرصے تک رائج رہا۔ اور گو وہ انگلستان میں کبھی جائز نہیں قرار دیا گیا۔ لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کرنا ناانصافی ہوگا۔ کیونکہ قانونِ روما نے صریحی الفاظ میں قرار دیا تھا کہ جو شخص از خود کسی جرم کا اقبال کرے اس پر ہمیشہ اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بعض وقت خوف یا کسی اور وجہ سے کیا جاتا ہے۔" ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۲۷۔ جہاں غلط اقبالِ جرم کی ایک قوی مثال دی گئی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ "جب کوئی شخص غلط اقبالِ جرم کرتا ہے کہ اس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو دراصل زندہ ہے۔ اور بعد میں اس کے زندہ ہونے کو ثابت کرنے تیار ہوتا ہے تو جولین نے لکھا ہے کہ قانون اکویلیا (Lex Aquilia) قابلِ اطلاق نہیں رہتا ہے۔ گو اس نے اقبالِ جرم کیا ہو کہ اس نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اس سے تو صرف بارِ ثبوت مستغیث پر آجاتا ہے کہ وہ اقبال کنندہ سے یہ ثابت کرانا ضروری قرار نہیں دے سکتا کہ اس نے مقتول کو قتل کیا بلکہ خود مستغیث کو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ایک شخص قتل ہوا ہے۔" ڈائجسٹ کتاب ۹ عنوان ۲۔ دفعہ ۲۳۔ ذیلی دفعہ ۱۱۔ "یہ امر اس شخص کے معاملے میں اور بھی صاف ہے جو زخمی کیا گیا ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اقبال کرے کہ اس نے ایک شخص کو زخمی کیا ہے اور وہ شخص زخمی نہ ہوا ہو تو ہم کس کے زخم کو دیکھیں گے اور کس واقعہ پر غور کریں گے۔" ایضاً دفعہ ۲۴۔ "اسی طرح اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو بلکہ مر گیا ہو تو یہ امر زیادہ اہم ہے کہ متوفی شخص کے قتل کے اقبال سے اقبال کنندہ پابند و ذمہ دار نہ ہو۔" ایضاً دفعہ ۲۵۔ نیز دیکھئے ڈائجسٹ کتاب ۴۲ عنوان ۱۸ دفعہ ۱۔ ذیلی دفعہ ۱۷۔ عنوان ۱۹۔ دفعہ ۲۷۔ کتاب ۱۱۔ عنوان ۱ دفعہ ۱۱ (۸) وغیرہ کتاب ۴۲۔ عنوان ۲۔

[1] کتاب شہادت از بانسے ۶۴۷۔

[2] مقدمہ دفعات ۶۹۔۷۰۔

[3] فرامین پاپائی از گریشین حصہ دوم موجودہ مسئلہ ۵ باب ۴۔ فرامین از کلیمنٹ کتاب ۹ عنوان ۳۔

۱۵۵۵ء اور ۱۶۴۰ء کے درمیان شاہی اجازت سے اکثر استعمال ہوتا تھا۔ اس طریقے کی لغویت کو قطع نظر اس کی نا انصافی و بے رحمی کے اتنے دفعہ ظاہر و ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان کا ذکر یہاں فضول ہے۔[1]

دفعہ ۵۵۵: ازمنۂ وسطیٰ کی رومی و کلیسائی قوانین کی عدالتوں میں ۴۷۷

محتسبانہ اصول اصلاً مسلط تھا۔ اور اب بھی اس کا اتنا اثر باقی ہے کہ برِ یورپ کے اکثر عدالتوں میں ہر فوجداری مقدمے کی ابتدا آج کل بھی اس طرح ہوتی ہے کہ جج یا کوئی دوسرا صدر نشین عہدہ دار ملزم سے سختی سے سوالات کرتا ہے۔ اور نہ بالعموم یہ سوالات ملزم کے ساتھ انصاف کو ملحوظ رکھ کر کیے جاتے ہیں۔ واقعات کو توڑا موڑا اور غلط بیان کیا جاتا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: باب ۱۔ دفعہ ۱۔

[1] رومی فقہا کہتے تھے کہ وہ اپنے تمام علمی جد وجہد کو قانون روما پر مبنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے نوٹ (۱) دفعہ ۵۵۴ میں دیکھا کہ وہ ایک صورت میں قانون روما سے کتنی بری طرح اختلاف کر گئے ہیں۔ اور دوسری مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ اذیت و تفتیش کے موضوع پر انھوں نے قانون روما کی زیادہ ایمان داری سے نقل کی ہے۔ پھر بھی اس عملدرآمد کی لغویت اور خطرے کو ڈائجسٹ کے مقولۂ ذیل میں جس طرح فاش کیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ شاید ہی کہیں اور ملے۔ معترضین میں یہ بتایا گیا ہے کہ اذیت پر ہمیشہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ہی بھروسا کرنا چاہئے۔ دراصل وہ ایک نازک و خطرناک چیز ہے اور اس سے دھوکہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ تکلیف پا کر یا اذیت دہی کے ظلم کی وجہ سے اذیت سے اتنی نفرت کرنے لگتے ہیں کہ ان سے کسی طرح بھی سچ کہلوائی نہیں جا سکتی اور بعض دوسروں میں برداشت کی قوت اتنی کم ہوتی ہے کہ وہ بہ نسبت اذیت اٹھانے کے ہر طرح جھوٹ کہنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے وہ ایسے اقبال جرم کرتے ہیں کہ جن سے نہ صرف وہ بلکہ دوسرے بھی قانون کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ اثمن (۲۳)۔ باوجود اس سب کچھ کے ڈائجسٹ کے مولفین نے اس طریقے کو قانون روما میں باقی رکھا اور جن صورتوں میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے ان کو اسی عنوان میں

ہے۔ سوالات جن میں وہ مجرم فرض کر لیا جاتا ہے نہ صرف کئے جاتے ہیں بلکہ مختلف اشکال میں ان کو دُہرایا جاتا اور ان پر اصرار کیا جاتا ہے۔ اور اس کے اپنے مضر صراحتاً یا معناً کچھ نہ کچھ اعتراف کرانے کے شاید ہی کوئی طریقے ہوں گے جو چھوڑے جاتے ہیں۔ یہ کوئی خیالی خطرہ نہیں ہوتا ہوشیاری سے سوال کرنے اور ان کے جذبات کو اکسانے سے کمزور دل کے افراد سے تقریباً ہر امر کا اقبال یا معنوی اقرار کرا لیا جا سکتا ہے۔ اور جھوٹ کا بھی اقرار کرنے کے لیے بار بار کے اصرار کی مقاومت کرنے معمول سے زیادہ مضبوط دل درکار ہوتا ہے[1]۔ قانون عمومی انگلستان کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ بتایا گیا ہے اور وہ مذکورۂ بالا فقرے کے بازو بیان ہوئے ہیں۔ انگلستان میں اذیت پر دیکھئے ''لغت قانونی'' از وارٹن۔ طبع دہم۔ اور ''جمہوریت سے پہلے قانون انگلستان کے تعزیرات میں اذیت کے استعمال کا مطالعہ'' از جارڈن سنہ ۱۸۳۷ء۔

[1] ملاحظہ ہو شہنشاہ ٹیبیریس (Tiberius) کے روبرو سی سیلانس (C. Silanus) کی سماعت۔ اگر اُسے سماعت کہہ سکیں ''بہت سی ایسی چیزیں کی گئیں جو معصوم شخص کے لیے بھی خطرناک ہیں۔۔ ٹیبریس نے سخت آواز سے اسے دھمکانے۔ ابرو میں بل ڈالنے اور مسلسل سوالات کرنے میں کمی نہیں کی۔ اور نہ اسے ان کی تردید کرنے یا ان سے گریز کرنے کا موقع دیا گیا۔ نہیں بلکہ اکثر اسے اقبال کرنے پر مجبور کیا گیا تاکہ شہنشاہ کا سوال خالی نہ جائے۔ سوانح از ٹاسی ٹس (Tacitus) کتاب ۳ باب ۶۷۔

ظالمانہ تفحص و احتساب کی ایک اچھی مثال سماعت ڈوک دی پراسلان (Trial of the Duc de Praslin) ہے جو ۱۸۴۷ء میں ایوان امرا کے روبرو جو اس زمانے میں فرانس کی اعلیٰ ترین عدالت تھی کی گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ سخت باضابطگی کے ساتھ عمل میں آئی ہوگی۔ ڈیوک پر اپنی بیوی کے قتل کا الزام تھا۔ اور ذیل کا بیان صدر کے عتابانہ نوعیت کے سوالات کا ایک حصہ ہے۔ ''کیا وہ (متوفی) زمین پر پڑی ہوئی نہیں تھی۔ جب کہ تم نے اُسے آخر مرتبہ مارا تھا۔'' ''تم یہ سوال مجھ سے کیوں کرتے ہو؟'' اس کے بعد حسب ذیل سوال و جواب ہوئے۔ ''تمہیں ایک بہت ہی تکلیف کی گھڑی کا سامنا ہوا ہوگا

طریق عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس کی رو سے ملزم کو مجرم ثابت

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ:۔ جب کہ تم نے اپنی خلوت گاہ میں داخل ہونے پر دیکھا ہوگا کہ تم پر خون کے جو تم نے ابھی کیا تھا سب چھینٹے تھے اور جس کو دھولنے پر تم مجبور ہوئے؟" ۔ "خون کے ان چھینٹوں کو بالکل ہی غلط سمجھا گیا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ بچوں کے سامنے ایسی حالت میں جاؤں کہ ان کی ماں کے خون کے دھبے میرے جسم پر ہوں"۔ "تم بہت بُرے آدمی ہو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہو"۔ (ملزم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنی سوچ میں محو نظر آتا تھا)۔ "کیا تمھیں بُرا مشورہ نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے تم اس جرم کے ارتکاب پر مجبور ہوئے؟" ۔ "مجھے کوئی مشورہ نہیں دیا گیا۔ ایسے موضوع پر لوگ مشورہ نہیں دیتے ہیں"۔ "کیا تمھیں سخت تاسف نہیں ہو رہا ہے۔ اور کیا سچ کہہ دینے سے تمھیں تشفی اور دلاسا نہیں ملتا؟" ۔ "آج مجھ میں بالکل طاقت نہیں ہے"۔ "تم ہمیشہ اپنا ضعف ظاہر کرتے ہو۔ اب میں نے صرف 'ہاں' یا 'نہیں' کہتے پوچھا تھا"۔ "اگر کوئی شخص میری نبض دیکھے تو اسے میرے ضعف کا اندازہ ہو سکے گا"۔ "تاہم تم نے ابھی بہت سے سوالات کے مفصل جواب دیئے ہیں اس کے لیے تم نے کمزوری محسوس نہیں کی؟" (ملزم نے کوئی جواب نہیں دیا)

"تمھاری خاموشی تمھاری جانب سے جواب دے دیتی ہے کہ تم مجرم ہو"۔

"تم یہاں اس یقین کے ساتھ آئے ہو کہ میں مجرم ہوں۔ اور میں اس کو بدل نہیں سکتا"۔

"تم اس کو بدل سکتے ہو۔ اگر تم اس کے خلاف باور کرنے کی کچھ وجہ ظاہر کرو۔ یعنی اگر تم ان حالات کی جو تمھارے خلاف ہیں اور جو صرف تمھارے جرم کے مفروضے ہی پر سمجھ میں آسکتے ہیں کوئی توضیح کر سکو"۔ "مجھے یقین نہیں کہ میں تمھارے یقین کو بدل سکتا ہوں"۔ "تم کیوں یقین کرتے ہو کہ ہمارے یقین کو بدل نہیں سکتے"۔ (ملزم نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد کہا کہ وہ جوابات دینے کی اس میں سکت نہیں ہے")

"جب تم نے یہ ہولناک جرم کا ارتکاب کیا تو کیا تم نے اپنے بچوں کا خیال کیا"۔ "جرم کے متعلق تو میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور بچوں کے متعلق ان کا تو ہمیشہ مجھے خیال رہتا ہے"۔ "کیا تم یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ تم نے اس جرم کا

کرنے کا بار ثبوت الزام لگانے والے پر ہوتا ہے۔ اور قانون کے اُس
اصول کے مطابق کہ "کوئی شخص اپنے کو مجرم گردانے پر مجبور نہیں ہے کسی ۴۷۸
شخص کو اپنے کو مجرم گردانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا"[۱] اس لیے اس میں
ہمیشہ اذیت پہنچانے سے حذر کیا گیا ہے — "قوانین کی رو سے
اذیت مذموم ٹھیرائی گئی ہے"[۲]۔ اور اس میں بہت احتیاط۔ شاید
ضرورت سے زیادہ احتیاط اس امر کی کی گئی ہے کہ ان اشخاص سے
جن کے خلاف شبہہ ہو نہ تو ڈرانے۔ پھسلانے۔ منانے اور نہ دھوکہ
دینے سے مجرم گردانے والے بیانات حاصل کیے جائیں[۳]
اور اس میں نہ صرف ابتداً عدالتی سوالات کو ممنوع قرار دیا گیا
ہے۔ بلکہ اگر ملزم کے خلاف شہادت سے کوئی بادی النظری مقدمہ
قایم نہیں ہوتا ہے تو اس سے جواب دہی تک طلب نہیں کی جاتی
ہے۔ لیکن چونکہ عدالتی سوالات کے طریقے کو یہاں بھی رواج دینے کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ارتکاب نہیں کیا ہے" (ملزم نے سر کو اپنے ہاتھوں میں لے کر تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر کہا کہ "میں ایسے سوال کا جواب نہیں دے سکتا") (۱۱ جوریسٹ ۳۶۵ حصّہ دوم)۔

۱؎ ۳ بلیسٹر و ڈ۔ ۵۔ نیز دیکھیے پیچھے دفعہ ۱۲۶-۱۲۹ آگے دفعہ ۱۲۲ و الف۔

۲؎ اصول متعارفہ قانون انزلانٹ۔ جب کبھی انگلستان میں اذیت کا استعمال کیا گیا ہے وہ تاج کے کسی حقیقی یا خیالی امتیاز کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ قانون کے معمولی قاعدے کے مطابق وہ پہنچائی نہیں جا سکتی تھی۔ "سزا، قید سخت و تشدید" (The "peine prisone. forte et Dure" بظاہر اس کا استثنا معلوم ہوگا۔ لیکن دراصل وہ استثنا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد ملزم کو جواب دہی پر مجبور کرنا تھا یعنی عدالت میں یہ کہنے پر "وہ مجرم ہے یا مجرم نہیں ہے" — تاکہ عدالت کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہ سزا دے سکتی ہے یا جوری کو طلب کر سکتی ہے تاکہ اس کے مقدمے کی سماعت ہو سکے۔

۳؎ دیکھیے اوپر دفعہ ۱۵۵۔ ہم اپنی عدالتوں کے معمولی عملدرآمد کا ذکر کر رہے ہیں۔ زمانۂ سابق کی سرکاری سماعتوں کا نہیں۔ جن میں ہر قاعدہ الٹ دیا جاتا تھا۔

قابل مقننوں کی جانب سے سرگرم تائید کی گئی ہے۔[۱] اس لیے ان متضاد ۴۷۹
نظامات کی خوبیوں کو مختصر طور پر جانچنا چاہئیے۔

دفعہ ۵۵۶: عدالتی سوالات یا احتساب کی موافقت میں کہا جاتا ہے کہ (۱) یہ عدالتوں کا فرض ہے کہ امور نزاعی کی صداقت تک پہنچنے کے لیے تمام ممکنہ ذرایع استعمال کریں اور چونکہ ملزم ہی لازماً ایسا شخص ہوتا ہے جو بہترین طریقے پر اپنے جرم یا معصومی سے واقف ہوتا ہے اسی لیے قدرتی طور پر وہی موزوں ترین شخص ہے جس سے اس کے متعلق پوچھا جا سکتا ہے۔ اور فی الحقیقت بہت سی صورتوں میں جو اکثر سنگین جرایم کی صورتیں ہوتی ہیں۔ ملزم کے خلاف بغیر خود اس کی گواہی کے جرم ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ نیز (۲) وہ اصول جس کی رو سے کوئی شخص اپنے کو مجرم بنانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ سوائے بدطینت اشخاص کے کسی اور کی حفاظت نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ معصوم اشخاص کو محتسبانہ نوعیت کے سوالات سے چاہے وہ کتنا ہی شدید ہو کوئی ڈر نہیں ہونا چاہئیے بلکہ جتنا احتساب زیادہ ہوتا جائے گا اتنی ہی ان کی معصومی ظاہر ہوتی جائے گی۔ اور آخر میں (۳) انگریزی قانون کا خود ملزم کے منہ سے مضر ذات بیانات قبول کرنے سے انکار کرنا اور ان بیانات کو ایسے گواہوں کی زبانی سننا جن سے کہ اس نے ان بیانات کو کہا ہو۔ خود اس کے بنیادی اصول کی جس کے رو سے ہمیشہ بہترین شہادت پیش ہونی چاہیے خلاف ورزی کرنا ہے۔

---

[۱] خصوصاً بنتھم۔ دیکھئے اس کی عدالتی شہادت کتاب ۲ باب ۱۔ کتاب ۵ باب ۷، کتاب ۹۔ حصہ چہارم۔ ابواب ۲۔ ۳۔ ۴۔ اور حصہ پنجم باب ۳ وغیرہ۔ نیز دیکھئے مسٹر جسٹس اسٹیفن کے زمانہ وکالت کا ایک مضمون۔ در مضامین جو ریڈیکل سوسائٹی جلد ۱ صـ ۱۲۶۔

دفعہ ۵۵۷: دوسری جانب سے اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا
ہے اس پر غور کرنے سے پہلے ایک ایسے اہم امر کی طرف توجہ
دلانی ضرور ہے جس کو اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔ انگریزی نظام
میں مثل ہر دوسرے نظام کے چالان۔ اطلاع یا الزام لگانے کا
فعل یا جو کچھ اور بھی اس کو کہا جائے۔ ملزم سے ان امور کے متعلق جن
کا اس پر الزام لگایا جاتا ہے ایک عام احتساب یا سوال ہوتا ہے
کہ وہ ان کا جواب دے۔ اور اہم شہادت جو اس کے خلاف پیش
ہوتی ہے اس پر ایک سوال ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے سے اس سے
خواہش کی جاتی ہے کہ وہ یا تو اس واقعے کو جو حلفیہ بیان کیا گیا ہے
غلط ثابت کرے یا اس کی ایسی توضیح کرے جو اس کی معصومی کے
مغایر نہ ہو۔ جو شہادت یا توضیح بھی کہ وہ کر سکتا ہو نہ صرف قابلِ ادخال
ہوتی ہے بلکہ عدالت اور جوری اس کی سخت منتظر رہتی ہے۔ اور
ایسے حالات کی جو بادی النظری طور پر اس کے جرم کا قیاس پیدا
کرتے ہیں اس کا توضیح نہ کرنا عملاً ہمیشہ اس کے خلاف بہت سخت
طور پر موثر ہوتے ہیں۔ ہمارا قانون جس امر کو منع کرتا ہے وہ ملزم کا
خاص احتساب ہوتا ہے ــــ یعنی خواہی نخواہی اس کو خود اس کے
خلاف گواہ بنا دینا۔ ثبوت سے پہلے اس کے جرم کے فرض کر لینا۔ اور
اسی مفروضے کے تحت اس پر سوالات کرنا۔ اور یہاں ایک سوال
قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے ــــ فرض کیجئے کہ ملزم سے احتساب
مناسب ہے۔ لیکن کون اس کو انجام دے گا؟ صرف دو صورتیں ہی ۲۸۰
ممکن ہیں ــــ یعنی الزام لگانے والا یا عدالت۔ اور اگر پیش نظر
مقصد صرف سچ کا استخراج ہے تو کیوں نہ مثل دوسرے گواہوں کے
خود ملزم سے بھی سوالات کئے جائیں؟ لیکن نہ یہ اور نہ الزام لگانے
والے کا ملزم سے سوالات کرنا۔ گو بعض وقت اس کی سفارش کی گئی ہے

بر یورپ کا عملدر آمد ہے. جہاں ملزم سے سوالات کرنا عدالت کا فریضہ ہوتا ہے۔ اور یہاں ابتداہی سے ایک مشکل پیش آتی ہے کہ اگر اس خصوص میں طاقت کا بیجا استعمال کیا جائے تو اس کی اصلاح کی کیا صورت ہوگی؟ جب کوئی فریق یا اس کا وکیل گواہ سے نامناسب سوالات کرتا ہے تو فریق ثانی ان پر اعتراض کرسکتا ہے. لیکن جب جج خود خاطی ہو تو قانون کی پابندی کرانے والا کون ہوگا؟ وکیل کا ججوں کے سوالات پر اعتراض کرنا شایستگی اور عملدر آمد دونوں کے قواعد کی رو سے ممنوع ہے اور ایسا کرنا دراصل کسی شخص سے خود اسی کے خلاف درخواست کرنا ہوگا۔

دفعہ ۵۵۸: لیکن اس اہم مسئلے کو زیادہ وسیع اصولوں پر جانچنا چاہئے: پس پہلے تو ملحوظ رکھئے کہ مقدمات کو فیصل کرنے والی عدالتوں کے وظایف اصلاً اور ماہیتاً عدالتی ہوتے ہیں محتسبانہ نہیں ہوتے. عدالت کا کام یہ ہے کہ رائے قایم اور فیصلہ کرے۔ شہادت ـــــ یعنی فیصلے کے مواد ـــــ کی فراہمی عام طور پر فریقین مقدمہ کے ذمّہ ہوتی ہے ۔ گو اصول احتساب کو بھی اس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے کہ پیش کردہ آلاتِ شہادت سے واقعات کے استخراج کی عدالتیں مجاز ہوتی ہیں ۔ اور بعض دوسری صورتوں میں وہ اس شہادت کو پیش کرنے پر مجبور کرنے کا اختیار بھی رکھتی ہیں جو پیش نہیں کی گئی ہے ۔ دوسرے یہ کہ اس قضیے کو کہ عدالت ہائے انصاف کا یہ فریضہ ہے کہ سچ تک پہنچنے کے تمام ممکنہ ذرایع کو استعمال کرے ذیل کے قیود کے ساتھ سمجھنا چاہئے: یعنی پہلے تو یہ کہ یہ ذرایع ایسے ہونے چاہئیں کہ اکثر صورتوں میں ان سے سچ دریافت ہوسکتی ہو۔ اور دوسرے یہ کہ یہ ذرایع ایسے نہیں ہونے چاہئیں کہ ان سے ایسے ضمنی شر پیدا ہوتے ہوں جو دریافت شدہ سچ کے فواید سے کہیں زیادہ بڑھ کر

ہوں[1]۔ اسی لیے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ ملزم اشخاص کے خاص احتساب سے بعض صورتوں میں اُس سچ کی دریافت ممکن ہے جو بغیر اِس طریقے کے دریافت نہ ہوتی۔ (اور یہ دراصل اذیت۔ اکراہ قید یا اقبالِ جرم حاصل کرنے کے کسی اور تشدد آمیز طریقوں کے متعلق بھی بھی کہا جا سکتا ہے۔) پھر بھی قانون بالکل حق بجانب ہوگا اگر وہ ایسے طریقے کے استعمال کو مسترد کر دیے جو کہ فی الجملہ عدل گستری کے مضر ثابت ہوتا ہے۔ نیز ایسے احتساب کے اس کے نہایت نیک مقصد سے کیئے جانے کی صورت میں بھی موثر ہونے کے لیے ضرور ہوگا کہ وہ جرح کی صورت اختیار کرے اور اسی لیے اس کی وجہ سے جج و ملزم میں ایک دماغی لڑائی ہو جائے گی —— جو بنفسہٖ ۴۸۱
نامناسب ہوگی۔ اس سے جج کی غیر جانبداری خطرے میں پڑ جائے گی اور حکم سزا کی اخلاقی وقعت چاہے ملزم دراصل کتنا ہی خطا کار ہو گھٹ جائے گی۔ اس قسم کے دنگلوں میں بہ نسبت ایک معصوم شخص کے جو اپنے موقف کے خطرے و ندرت کی وجہ سے سخت پریشان ہوتا ہے مشاق مجرم کو کامیابی کا بہت موقع ہوتا ہے۔ معصوم شخص اپنی ایمانداری کی وجہ سے سچ کو دبانا پسند نہیں کرے گا چاہے وہ کتنا ہی اس کے مضر ثابت ہو۔ اور اسی طرح جرائم کے معاملوں میں اس کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اگر وہ دہشت زدہ ہو کر جرم کا ارتکاب کرا ہو تو یقینی طور پر گرفتار و تباہ ہو جائے گا۔ لیکن جب جج بے ایمان یا متعصب ہو تو خطرے میں بے اندازہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں عدالتی احتساب سے جو ہتیار حاصل ہوگا وہ ناپسندیدہ اشخاص کو دھمکا کر کہ اگر وہ خاموش رہیں گے تو مجرم قرار دے دیئے جائیں گے ان کے خانگی حالات کے افشا پر مجبور کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہوگا۔ اور

[1]۔ دیکھئے مقدمہ دفعات ۳۵-۴۲۔

ظالم حکومتوں کو اپنے سیاسی دشمنوں کے راز معلوم کرنے یا مجرم ٹھیرا کر خاتمہ کر دینے ترغیب ہوگی کہ بے اصولی اشخاص کو جج بنائے۔ اور اسی طرح پر انصاف کے سرچشمے ہی گندے کر دئے جائیں گے: مختصر یہ کہ عدالتی احتساب چاہے نظریہ کی حد تک کتنا ہی اچھا معلوم ہو عملاً ایک اخلاقی اذیت ثابت ہوگا جو شاید ہی ازمنۂ گزشتہ کی جسمانی اذیت سے کم خطرناک ہوگا۔ اور مثل اس کے کسی روشن خیال ملک کے نظام قانون میں جگہ پانے کے ناقابل۔

دفعہ ۵۵۹: اب ہم پھر مجرم بنانے والے غلط بیانات کی بحث پر لوٹ آئیں گے: بعض وقت ایسے اقبال جرم کے وجوہ تحریک کو دریافت کرنا دشوار ہو جاتا ہے جو بلا کسی شک و شبہ کے غلط ہوتا ہے۔ نومبر ۱۸۰۵ء میں ایک شخص کو خود اس کے اقبال جرم پر کہ اس نے پیرس سے قریب ایک بیوہ کو جو اس وقت مفقود الخبر تھی لیکن جو دو سال کے بعد زندہ اپنے گھر واپس آئی مجرم ٹھیرایا اور قتل کر دیا گیا اور جون پاری (Joan Parry) اور اس کے دو بیٹوں کا مشہور مقدمہ جس میں ان لوگوں کو ایک شخص ہارسین (Harrison) کے قتل کے الزام پر اس ملک میں سترھویں صدی میں سولی چڑھایا گیا۔ لیکن ہارسین چند سال بعد زندہ ملا۔ اس کی ایک دوسری مثال ہے۔ یہ سزا زیادہ تر ملزموں میں سے ایک کے اقبال جرم کی بنا پر دی گئی۔ اور یہ امر دریافت کرنا مشکل ہے کہ آیا وہ اقبال جرم جنون۔ خوف۔ اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب یا اپنے ساتھی قیدیوں سے بدلہ لینے کی خواہش کا نتیجہ تھی یا کیا۔ اور جولائی ۱۹۰۵ء میں

لہ کتاب شہادت مصنفہ ٹانٹے دفعہ ۲۰۷۔ ”تھیس پر شہوت“ میں جس مقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غالباً یہی مقدمہ ہے باب ۱ نوٹ ۲۔

سلہ ۱۴۔ ہووِل اسٹیٹ ٹرائیلس ۱۳۱۲۔ نیز دیکھئے جان شارپ (John Sharpe) کا جھوٹا اقبال جرم

ڈرہام (Durham) کے میقاتی اجلاس عدالت دورہ کنندہ پر ایک شخص کو خود اس کے ۱۸۲۸ء کے ایک قتل کے اقبال جرم پر مجرم ٹھیرایا گیا۔ اور باوجود اس کے کٹھرے میں اس اقبال جرم کو اس بنا پر واپس لینے کے کہ قتل کے واقعات کو اخبار میں پڑھنے سے اس کے دل پر اتنا اثر ہوا تھا کہ پڑھنے کے بعد سے اس نے ہمیشہ اپنے کو مجرم سمجھا کیا۔ اور اس نے ۴۸۲
اقبال جرم اس وجہ سے کیا تھا تاکہ اس کی ضمیر سے یہ بوجھ ہلکا ہو جائے اس کو موت کی سزا سنا دی گئی۔ لیکن بعد میں اس سزا کو حبس دوام کی سزا میں تخفیف کر دیا گیا۔

دفعہ ۵۶۰: اپنے کو مجرم بنانے والے تمام غلط بیانات کو دو اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے ـــــ یعنی وہ جو اقبال جرم کرنے والے کی غلطی کی وجہ سے کئے جاتے ہیں۔ اور وہ جو کسی امید بہتری کا نتیجہ ہوتے ہیں اول الذکر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ واقعاتی غلطی اور قانونی غلطی۔

دفعہ ۵۶۱: پہلے واقعاتی غلطیوں کو لیجئے: کوئی شخص اپنے کو جرم کا مجرم یا تو اس وقت سمجھ سکتا ہے جب کہ کسی جرم کا ارتکاب ہی نہیں ہوا ہے۔ یا اس وقت جب کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے لیکن کسی دوسرے شخص سے۔ اس قسم کے بہت سے اقبال جرم کا ماخذ ذہنی خرابی ہوتی ہے۔ لیکن ماحول کے حالات سے بمثل ناظرین کے کسی حزنیہ کے خود فاعل کو بھی دھوکہ ہو سکتا ہے۔ اس کتاب کے ایک گزشتہ حصے[۱] میں ایک مقدمے کا ذکر کیا گیا ہے جس میں ایک لڑکی کو جب کہ اس کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ جو اس نے کیتھرین ایلمس (Catherine Elmes) کے قتل کی بابت کیا تھا۔ (رجسٹر سالانہ) ۱۸۳۲ء مرقع ۷۴۔

[۱] پیچھے دفعہ ۴۴۔ بیمی علم اصول قانون از بک ۷۶۶۔

باپ چوری کرنے کی وجہ سے بہت مار رہا تھا تشنج ہوا۔ اور وہ مرگئی۔ باپ کو پورا یقین تھا کہ وہ مارنے کی وجہ سے مری ہے۔ لیکن بعد میں پتا چلا کہ چوری پکڑے جانے کی وجہ سے اس نے زہر پی لی تھی[۱] اگر سرجن پوسٹ مارٹم نہ کرتا تو اس شخص کو قتل انسان کے لیے چالان کیا جاتا۔ اور اغلب یہ ہے کہ وہ کم از کم قتل انسان مستلزم سزا کے مرتکب ہونے کا اعتراف کرتا۔ ایسی مثالیں اکثر پیش آتی ہیں جن میں ناجائز طور پر زخم یا ضرب لگانے کے بعد پہلے سے موجود بیماری کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی ہے اور خاطی شخص یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ضرب یا زخم مہلک تھے[۲] اسی طرح کوئی شخص اس نعش کو جو خفیہ طور پر اس کے حجرے میں پہنچادی گئی ہو چور سمجھ سکتا اور اس کو ضرب یا زخم لگا سکتا ہے۔ اور اپنی غلطی سے واقف ہو کر اپنے کو قتل انسان کا مرتکب سمجھ سکتا ہے[۳]۔ کوئی عادی چور اپنے بعض چوریوں کو بعض دوسری چوریوں سے گڈ مڈ کر کے اپنے کو ایسے جرم کا خاطی سمجھ سکتا اور اس کا اقبال کر سکتا ہے جس میں دراصل اس کا کچھ حصہ نہ تھا۔ گو اس صورت میں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ انصاف کا کچھ بہت زیادہ نقصان نہیں ہو گا۔ جادو کے بعض اقبال جرم کو جن کا ابھی ذکر آئے گا۔ اسی عنوان کے تحت شمار کرنا چاہیئے[۴]

دفعہ ۵۶۲: اب قانونی غلطیوں کو لیجیئے: اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تمام اقبال جرم جس میں عام الفاظ میں خطا کاری کا اعتراف

---

[۱] طبی علم اصول قانون از شیلر باب ۲۹ طبع چہارم۔

[۲] الف لیلیٰ میں کبڑے کی کہانی دیکھیے۔

[۳] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صـ ۱۵۷۔

[۴] نیچے۔

ہو کہ وہ پیش قانونی اقبال جرم ہیں۔ اور اسی سے اس امر کی بڑی حد تک وضاحت ہوگی جسے وہ لوگ جو غور و فکر کے عادی نہیں ہوتے ہیں بے قاعدہ امر سمجھتے ہیں — یعنی اس احتیاط کی جو برطانوی جج عذر مجرم ۴۸۳
ہونے کو منظور کرنے میں کرتے ہیں[1]۔ اور ظاہر ہے کہ یہی قول ان تمام غیر عدالتی بیانات سے بھی متعلق ہے جو محض بیان واقعات نہیں ہوتے ہیں۔ اور یہاں غلطی کا ایک بڑا سبب قانونی الفاظ کے معنوں سے لاعلمی ہوتی ہے[2]۔ خصوصاً ان صورتوں میں جن میں ملزم اخلاقی خطاکاری سے تو واقف ہوتا ہے لیکن اس سے واقف نہیں ہوتا کہ اس نے کوئی قانونی جرم نہیں کیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص جو دراصل فریب یا سرقے کا مرتکب ہو سرقہ بالجبر کے الزام پر اقبال جرم کرسکتا ہے کیونکہ اسے علم نہیں ہوتا ہے کہ قانوناً سرقہ بالجبر سے مراد جسمانی تشدد کے ساتھ اخذ مال ہوتا ہے گو عامیانہ معنی میں کسی صاف بے ایمانی کو بھی سرقہ بالجبر کہتے ہیں۔ یہ ایسی غلطی ہے جس کی وجہ سے زمانۂ گزشتہ میں کسی شخص کی جان بھی جاسکتی تھی۔ اور آج کل بھی جو شخص دراصل قتل انسان مستلزم سزا کا مرتکب ہو قتل کے مجرم ہونے کا اقبال کرسکتا ہے جس کی سزا موت ہوتی ہے۔ اسی طرح سرقے شدید مداخلت بیجا میں بعض وقت فرق بہت کم ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی جاہل شخص جو جانتا ہو کہ وہ اس جایداد پر اپنی حقیت ثابت نہیں کرسکتا ہے جس کو اس نے مداخلت بیجا کے ذریعے سے حاصل کیا ہے باوجود فریبانہ نیت

[1] دیکھئے اوپر دفعہ ۵۴۸۔

[2] ۲۷ لبر اسلیا ریم حصہ ۴۰۔ ایک عورت پر کچھ روٹی کے سرقے کا الزام لگایا گیا اور چالان کیا گیا تھا۔ اس نے جوابدہی میں کہا تھا کہ اس نے شوہر کے حکم سے چرایا تھا۔ نظما نے رحم کھا کر اس اقبال جرم کو منظور نہیں کیا بلکہ تحقیقات کی جس سے ظاہر ہوا کہ اس نے شوہر کے اکراہ کی وجہ سے اپنی مرضی کے خلاف چرایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ بری کر دی گئی۔

نہ ہونے کے سرقے کے الزام پر اپنے مجرم ہونے کا اعتراف کرسکتا ہے۔

دفعہ ۵۶۳: دوسرے قسم کے اپنے کو مجرم بنانے والے غلط بیانات

میں اقبال جرم کرنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیان غلط ہے لیکن وہ کسی حقیقی یا فرضی فایدے کی توقع میں کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے غلط بیانات کے تمام وجوہاے تحریک کو شمار کرانا صاف طور پر ناممکن امر ہے[1]۔ بہت سے ایسے بیانات سہل انگاری اور الزام جرم کی پریشانی سے بچنے کے خاطر کئے جاتے ہیں۔ اور ان صورتوں میں سے بعض صورتوں میں غلط بیان دینے کی وجہ ظاہر ہوتی ہے یعنی۔ جسمانی یا اخلاقی اذیت سے بچنے کی خواہش[2]۔ بعض دوسری صورتوں میں یہ وجہ اتنی ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ کمزور و بزدل اشخاص اپنے کو قانون کے پنجے میں پاکر پریشان ہوجاتے ہیں۔ یا جھوٹے گواہوں کی گواہی یا اپنے خلاف قراینی شہادت کو دیکھ کر گھبراجاتے ہیں۔ یا ججوں کی ایمان داری یا قابلیت سے بدگمان ہوجاتے ہیں اور اسی وجہ سے امید کرتے ہیں کہ اقبال جرم کی وجہ سے ان کے ساتھ رحم کیا جائے گا[3]۔

---

[1] دیکھئے عدالتی شہادت از بنتھم کتاب ۵ باب ۶ دفعات ۲ و ۳۔

[2] دیکھئے اوپر دفعات ۵۵۴۔ و دفعات مابعد۔

[3] اس کی ایک عجیب مثال دو بورنس (Boorns) کے مقدمے سے ملتی ہے جن کو ورمانٹ بنگٹن کونٹی (Vermont, Bennigton County) کی عدالت عالیہ نے میقات ستمبر ۱۸۱۹ء میں رسل کالون (Rassel Colvin) کے ۱۰ مئی ۱۸۱۲ء کو قتل کی بنا پر مجرم ٹھیرایا شہادت سے ظاہر تھا کہ کالون جو ملزموں کا سالہ تھا۔ کمزور دل کا کچھ دیوانہ شخص تھا۔ اس کو ملزموں کے خاندان پر بار سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ انھیں اس کو پالنا پڑتا تھا۔ جس دن وہ غائب ہوا وہ ایک دور دراز کے کھیت میں تھا جہاں ملزمین کام کررہے تھے۔ اور ان میں ایک سخت جھگڑا

دفعہ ۵۶۴: نیز کوئی معصوم شخص جس پر کسی جرم کا شبہہ کیا گیا یا الزام لگایا گیا ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس کو کسی ایسے شخص کے ہاتھوں تکلیف

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے ایک لٹھ سے اس کی گدی پر زور سے مارا تھا۔ جس سے وہ زمین پر گر پڑا تھا۔ اس وقت کچھ شبہہ ہوا کہ اس کو قتل کر دیا گیا ہے۔ چند مہینوں بعد جب اسی کھیت میں اس کی ٹوپی ملی تو اس شبہے میں اضافہ ہوا مرور زمانہ سے یہ شبہے دب گئے۔ لیکن ۱۸۱۹ء میں ایک ہمسایہ کو متعدد خواب پڑے جن میں اس نے نہایت تفصیل سے قتل کو اور نعش کے اخفا کو دیکھا۔ اس بنا پر ملزمین پر سختی سے الزام قتل لگایا تھا اور عام طور پر وہ قتل کے ملزم سمجھے جانے لگے۔ سخت تلاش کے بعد کالون کے جیب کا چاقو اور کپڑوں کی ایک گھنڈی اسی کھیت کے ایک کھلے تہ خانے میں ملی۔ اور اس سے تھوڑی دور پر ایک کھوکل پیڑ میں دو کیلے اور کئی ہڈیاں جنھیں انسان کی ہڈیاں سمجھا گیا پائی گئیں۔ اس شہادت پر نیز ان کے سوچے سمجھے اقبال جرم پر کہ انھوں نے قتل کیا اور ان مقامات پر نعش کو چھپایا تھا۔ انھیں مجرم قرار دے دیا اور سزائے موت سنا دی گئی اسی دن انھوں نے مقننہ کو درخواست دی کہ ان کی سزا میں تخفیف کر کے حبس دوام کی سزا میں بدل دیا جائے۔ اور یہ درخواست صرف ایک کے متعلق منظور ہوئی۔ اب انھوں نے اقبال جرم کو واپس لیا اور اس کی تردید کی اور اس گم شدہ شخص کی دریافت و تلاش کے لیے انعام مشتہر کرایا۔ چنانچہ وہ نیوجرسی (New Jersey) میں ملا۔ اور پھانسی کو روکنے کے لیے وقت پر گھر واپس آیا۔ وہ اس خوف سے بھاگ گیا تھا کہ کہیں وہ اس کو قتل نہ کر ڈالیں۔ ہڈیاں کسی جانور کی تھیں انھیں بعض غلط رائے والے دوستوں نے مشورہ دیا تھا کہ ثابت شدہ قراین کی بنا پر چونکہ وہ لازماً مجرم ٹھیرائے جائیں گے ان کی جان صرف سزا میں تخفیف کئے جانے سے بچ سکتی ہے۔ اور سزا میں تخفیف توبہ کرنے اور اقبال جرم کرنے اور اسی بنا پر رحم کی سفارش حاصل کرنے سے ہو سکتی ہے۔ شہادت مصنفہ گرین لیف جلد الطبع شانزدہم دفعہ ۲۱۴۔ نوٹ (۲)۔

۴۸۴ پہنچے گی جسے یہ امر پسندیدہ ہے کہ وہ اس جرم کے لیے سزا بھگتے۔[1]
اسی عنوان کے تحت وہ صورتیں بھی آتی ہیں جن میں اقبال جرم کرنے والے کی معصومی کو ثابت کرنے سے ایسے معاملات فاش ہو جاتے ہیں جن کے اخفا میں بہتوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔ یا جس سے کوئی ممتاز شخص دنیا کے روبرو مجرم کی حیثیت میں پیش ہوتا ہے۔ اور جس کا غلط اقبال جرم کرنے پر انعام بہت بڑا اور اس کے جرم کو فاش کرنے کی سزا ہولناک ہوتی ہے۔ ان حالات میں ملزم کو دھمکیوں یا رشوت کے ذریعے سے ترغیب دی جاتی ہے کہ جواب دہی نہ کرے اور اپنے کو اس الزام جرم کا مرتکب تسلیم کرلے جو اس پر لگایا گیا ہے۔

دفعہ ۵٦۵: لیکن اپنے کو مجرم بنانے والے غلط بیانات کلیۃً ایسے مقاصد سے بھی کئے جاتے ہیں جو ضمنی اور خود اقبال کنندہ یا دوسروں سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان میں سے اول الذکر کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ جرم کا جھوٹا اقبال دوسرے امور کی تحقیقات کو دبانے مثلاً کسی ایسے زیادہ سنگین جرم کی تحقیقات نہ ہونے دینے کے لیے جس کا ابھی اقبال کنندہ پر شبہہ نہیں ہوا ہے۔ کیا جاسکتا ہے۔[2]

دفعہ ۵٦٦: اس خلاف عادت امر کی عجیب ترین شکل اس ذہنی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جسے عام طور پر زندگی سے سیری
۴۸۵ کہا جاتا ہے۔[3] متعدد مثالیں ایسی ملتی ہیں جن میں اشخاص نے جو زندگی سے سیر ہو چکے تھے اپنے آپ پر سنگین اور سزائے موت والے ایسے جرائم کا الزام لگا لیے جو

---

[1] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴۔
[2] ایضاً۔
[3] دیکھئے بیکن کا مضمون بر۔ ڈرائجسٹ کتاب ۲۹ عنوان ۵ دفعہ اذیلی دفعہ ۲ ماتھیے ایس بجرائم برحاشیہ ۸۴ ڈائجسٹ عنوان ١٦۔ باب انوٹ ا۔

یا تو محض فرضی جرائم تھے یا ایسے جرائم تھے جن کا ارتکاب دوسرے اشخاص نے کیا تھا[1]۔ ایسی صورتوں میں بڑیورپ کے فقہا کا اصول قانون کہ "کسی ایسے شخص کی شنوائی نہیں ہونی چاہیے جو اپنی موت کا طالب ہوتا ہے[2]" فایدے کے ساتھ اطلاق دیا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۵۶۷: بنتھم کہتے ہیں[3] کہ جھوٹے اقبال جرم کا نہایت ہی قدرتی ماخذ عورتوں اور مردوں کے تعلقات میں ملتا ہے۔ اور اس ملک کا کلیسائی قانون اس ذریعے سے جھوٹے اقبال جرم پیش ہونے کے خطرے سے اتنا واقف تھا کہ اس نے اس امر کی اجازت نہیں دی تھی کہ صرف بیوی کے عدالتی یا غیر عدالتی اقبال جرم کے ذریعے سے (کم از کم عقد نکاح سے طلاق حاصل کرنے کے لیے) زنا ثابت کیا جا سکے[4] اور کلیسائے انگلستان کے قوانین سنہ ۱۶۰۳ء کے ۱۰۵ ویں قانون کے الفاظ حسب ذیل تھے:۔

---

[1] ایک فرنچ شخص مسمی ہیوبرٹ (Hubert) کو مجرم ٹھیرایا اور سزا دی گئی۔ کیونکہ اس نے نہایت ہی مفصل اقبال جرم سنہ ۱۶۶۶ء کی لندن کی بڑی آتشزدگی کا باعث ہونے کے متعلق کیا تھا لیکن مورخ کہتے ہیں کہ "نہ جج اور نہ کوئی اور شخص جو سماعت مقدمہ کے وقت موجود تھے اس کو مجرم سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ ایک غریب اور پریشان زندگی سے اکتایا ہوا بیچارہ تھا جس نے اس طرح پر دنیا کو خیرباد کہنا پسند کر لیا تھا" سلسلۂ سوانح لارڈ کلارنڈن "Continuation of Lord Clarendon's Life." ۳۵۲-۳۵۳-

[2] کتاب شہادت ازبانٹے دفعات ۲۵۶ اور ۲۵۷۔ ڈاگیسو (اوریسے) فقرہ ۴ صفحہ ۱۸۶-۵ مقدمات مشہور ۴۵۴۔ اڈیٹر ریشے۔ ماتھے ایس برحوالۂ مذکورۂ بالا۔

[3] ۳ عدالتی شہادت مصنفۂ بنتھم ۱۱۶-۱۱۷-

[4] دیکھئے فیصلۂ سر ولیم اسکاٹ سنہ ۱۸۰۳ء۔ بہ مقدمہ مارٹیمر بنام مارٹیمر ۲ ہگارڈ کریمنل رپورٹ ۳۱۶

"چونکہ ازدواجی مقدمات ہمیشہ نہایت ہی اہم سمجھے گئے ہیں اور اسی لیے جب ان کے متعلق بحث ہوتی اور فیصلہ مانگا جاتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ کلیسا میں باضابطہ نکاح ہونے کے بعد کسی سبب یا وجہ کی بنا پر اس کے فسخ و منسوخ کرنے کی درخواست کی جاتی ہے تو زیادہ احتیاط ضروری ہوتی ہے اور ہم سختی سے حکم دیتے اور لازمی گردانتے ہیں کہ طلاق و فسخ نکاح کے تمام معاملات میں نہایت درجہ احتیاط و باخبری برتی جائے۔ اور گواہوں کے اظہارات اور دوسری جائز شہادت و بیانات سے حتی الامکان سچ بات دریافت کی جائے۔ اور صرف خود فریقین کے اقبال جرم پر چاہے وہ کتنے ہی حلفیہ ہوں اور عدالت میں یا عدالت سے باہر کئے جائیں اعتبار نہ کیا جائے۔

لیکن کم از کم انفساخ نکاح کے معاملے میں قانونی عدالت ازدواجی ہے جسے قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ کی رو سے ازدواجی مقدمات میں کلیسائی اختیار سماعت تفویض کیا گیا ہے (گو دوسرے معاملات میں اس قانون کے دفعہ ۲۲ کی رو سے وہ کلیسائی "اصول و قواعد" کا پابند ہے) بیوی کے غیر مشتبہ اقبال کی بنا پر نکاح فسخ کر سکتی ہے۔ گو اس اقبال کی تائید دوسری شہادت سے نہ ہوتی ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی شہادت پر احتیاط باخبری اور بدگمانی سے غور کرنے کے بعد معقول طور پر شبہے کی گنجائش باقی نہ ہو۱۔ ۴۸۶

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- مجموعۂ قانون کلیسائے انگریزی از گبسن (Gib^s. Cod. Jur. Eccl. Angl.) عنوان ۲۲ باب ۱۷ اور Ordojudiciorum مصنفہ (Oughton) عنوان ۲۱۳۔

۱ رابنسن بنام رابنسن ۱۸۵۹ء ۱۔ سوابی وٹرسٹرام رپورٹس ۳۶۲-۳۶۳۔ لیکن اس مقدمے میں کوئی ڈگری نہیں ہوئی۔ کیونکہ عدالت مطمئن نہیں تھی کہ بیوی کی ڈائری سے جو خلاصے پیش کئے گئے تھے اور جن پر درخواست گزار نے بھروسا کیا تھا وہ زنا کے اقبال جرم کی حد تک پہنچتے تھے۔ عدالت نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ وہ محض خیال اور وہم ہو سکتے ہیں۔ نیز: دیکھئے

لیکن گو بیوی کے اقبال اس کے خلاف شہادت میں قابل ادخال ہیں لیکن وہ اس شخص کے خلاف قابل ادخال شہادت نہیں ہیں۔ جس کے ساتھ وہ کہتی ہے کہ اس نے ارتکاب زنا کیا ہے۔ اور اسی لیے یہ عجیب نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جج (یا جوری بھی۔ اگر مقدمے کی سماعت جوری کے ساتھ ہو)۔ قرار دے سکتی ہے کہ زوجہ نے مدعی علیہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن اس نے زوجہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔[1]

دفعہ ۵۶۸: وہ مقنن جن کا ابھی ذکر کیا گیا ہے کہتے ہیں[2] کہ خود ستائی کے متعلق معلوم ہے کہ وہ کسی اور وجہ تحریک کے بغیر (ان صورتوں میں اخلاقی تہدید کی قوت باہم منقسم ہوتی ہے) اتنا قوی مفاد فراہم کر دیتی ہے کہ کوئی شخص بنی نوع انسان کے ایک حصے کی اپنے متعلق اچھی رائے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- لیمس بنام ولیس ۱۸۶۵ء لا رپورٹ اپروبیٹ و ڈیورس ۲۹- ونبرگ بنام ونبرگ، ۲ ٹائمز لا رپورٹس ۹- کالنس بنام کالنس ۳۴ ایضاً ۱۲۲-

[1] دیکھئے رابنسن بنام رابنسن- اور جس پر ۱۸۸۶ء میں مقدمۂ کرافرڈ بنام کرافرڈ (۱۱) پروبیٹ ڈیویژن ۱۵۰- میں عمل کیا گیا- اور بٹ جسٹس Butt. J. نے قرار دیا کہ مدعی علیہا نے اپنے ہی اقبال کی وجہ سے شریک مدعی علیہ کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے- لیکن اس امر کی کوئی قابل ادخال شہادت نہیں ہے کہ شریک مدعی علیہ نے مدعی علیہا کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ہے- رودرفرڈ بنام رودرفرڈ ۴۳ ٹائمز لا رپورٹ ۳۵۲- عدالت مرافعہ جس میں گو مدعی علیہا نے دخیل کے ساتھ زنا کا اقبال کیا تھا لیکن موخر الذکر نے اس سے انکار کیا تھا اور طبی شہادت سے اس کی تائید ہوئی تھی- اسی وجہ سے عدالت نے طلاق کے حکم عارضی کو جو عدالت تحت سے حاصل کیا گیا تھا- منسوخ کر دیا-

[2] عدالتی شہادت مصنفہ بنتھم ۱۱۷- ۱۱۸-

کھو دینے اس خیال کی وجہ سے تیار ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے طبقے کی نظروں میں اس کی قدر زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ تحریک کی بناء پر ایسے تمام افعال کے متعلق جنھیں مختلف قسم کے اشخاص مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھتے ہیں جھوٹے اقبال جرم حیطۂ امکان سے باہر نہیں ہیں۔ میں نے اتنے بڑے شخص کی توہین کی۔ میں نے اپنی جماعت کی جانب سے ایسا رسالہ لکھا جسے برسر اقتدار جماعت توہین تحریری سمجھتی ہے لیکن میں حق کے معاملے میں ایک قابل قدر کوشش و محنت۔ میں نے فلاں مذہبی کتاب لکھی جسے کلیسا و ملک ملحدانہ کتاب سمجھتا ہے لیکن میرا فرقہ بالکل راسخ العقیدہ اور صحیح مذہبی خیالات پر مبنی سمجھتا ہے۔ اس قسم کے جھوٹے بیانات کا ماخذ بعض وقت شہرت کی اندھی محبت ہوتی ہے چاہے اس کی قیمت کچھ ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ اس دلیر نوجوان کو افی سئیس (Ephesus) کی دیول کو جلا ڈالنے پر جس وجہ تحریک نے آمادہ کیا وہ یقیناً اتنی قوی ہوتی کہ اگر دیول اتفاقی طور پر بھی جلتی تو اس سے اعلان کرواتی کہ وہی اس شرارت کا بانی ہے چاہے دراصل وہ کتنا ہی معصوم کیوں نہ ہوتا۔

دفعہ ۵۶۹ : جھوٹے اقبال جرم کی ایسی بھی مثالیں ملتی ہیں جو کسی خاص ضمنی مقصد سے کئے ہوئے ہوتے ہیں[1]۔ امالکائیٹ (Amalekite) کی مثال جس نے سال (Saul) کے قتل کا جھوٹا اقبال کیا تھا ایک نہایت ہی قدیم و مستند مثال ہے[2]۔ سپاہی جو خارجہ ممالک میں فوجی نوکری پر بھیجے جاتے ۴۸۷

[1] اس عنوان کے تحت غلام پریمی ٹیوس (Primitrivous) کا مشہور مقدمہ آتا ہے جس نے اپنے مالک سے بچنے کے لیے اپنے پر اور اپنے ساتھ دو سروں پر قتل انسان کا جھوٹا الزام لگایا تھا۔ ڈائجسٹ کتاب ۴۸ عنوان ۱۸۔ دفعہ ۱۔ (۲۷)۔

[2] ۲ سام ۱۔

ہیں۔ اکثر وطن میں کسی جرم کے ارتکاب کا اقبال کرتے ہیں تاکہ انھیں سماعتِ مقدمہ کے لیے گھر واپس بھیجا جائے اور وہ فوجی خدمت سے بچ رہیں۔ اور فوجی خدمت چھوڑ کر بھاگ جانے یا فریبانہ طور پر فوج میں بھرتی ہونے کے غلط بیانات ہر سال ازسرنو نافذ ہونے والے قانون فوج ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۵۸ کے دفعہ ۴۷ کے تحت خاص طور پر قابلِ سزا قرار دئیے گئے ہیں۔ سابق میں جب کالا پانی بھیجے جانے کو ادنیٰ طبقے بجائے سزا کے نعمت سمجھتے تھے۔ کبھی کبھی جرائم اس توقع پر کئے جاتے تھے کہ یہ فرضی فایدہ حاصل کیا جائے۔ اور یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ ایسے جرائم کے جن کا ارتکاب دراصل دوسرے لوگوں نے کیا ہو۔ جھوٹے اقبال بھی دراصل اسی مقصد سے کئے گئے ہوں۔ اور چاہے یہ مشہور ہونے کی اندھی محبت کی وجہ سے ہو یا محض اخلاقی کمزوری کی وجہ سے یا محض شرارت کے شوق سے یہ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی نہایت ہی ہولناک قتل ہوتے ہیں ـــــ مثلاً ۱۸۸۸ء اور ۱۸۸۹ء کے وایٹ چاپل (White Chapel) والے طوایف کے قتل ـــــ تو ان کے متعلق متعدد جھوٹے اقبال جرم کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ شاید یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ ایسے اقبال جرم کرنے والے اس قانون تعزیرات کے پنجے میں نہیں آتے ہیں جس کے اطلاق میں وہ خلل انداز ہوتے ہیں۔

دفعہ ۵۷: اب تک ہم ان صورتوں پر غور کر رہے تھے جن میں جھوٹا اقبال جرم خود اقبال جرم کرنے والے کے فایدے کی توقع میں کیا جاتا ہے۔ اب ہم ان صورتوں پر غور کریں گے جن میں دوسرے اشخاص بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس کی بہترین مثالیں وہ ہیں جن میں جھوٹے اقبال جرم کرنے والے کو دوسروں کو فایدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ایسے شخص کی جان۔ مال۔ نیک نامی کو بچانے یا اس کو تکلیف سے بچانے کے لیے جس کے مفاد اس کو اپنے سے زیادہ عزیز ہوں۔ اس کی

ایک عجیب مثال کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۷۸۷ء میں نیورمبرگ (Nuremberg) میں پیش آئی۔ جس میں دو عورتوں نے جو سخت افلاس میں مبتلا تھیں ایک کے بچوں کے لیے اس ملک کے قانونِ یتامیٰ کے فواید حاصل کرنے ایسے جرم کا غلط اقبال کر لیا جس کی سزا موت تھی۔ انھیں مجرم قرار دیا گیا۔ اور ایک کو قتل کیا گیا۔ لیکن دوسری اپنے دوست کی موت کو دیکھنے کے رنج و اضطراب کی وجہ سے سُولی پر مر گئی[1]۔ ایک اور مقدمے کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جس میں ایک سنگین سرقہ بالجبر[2] کے واقع ہو جانے کے بعد ایک شخص نے اس کے ارتکاب کا شبہہ اپنے متعلق پیدا ہونے دیا۔ اور جب مجسٹریٹ کے سامنے اس پر سوالات کئے گئے کنایۃً ایسی باتیں کہہ گیا جو معناً اقبال جرم کی حد تک پہنچتی تھیں۔ اور یہ سب اس لیے کیا کہ اس کے بھائیوں کو جو اصل مجرم تھے فرار ہونے کا موقع مل جائے۔ اور بعد میں اس کے مقدمے کی سماعت کے وقت جب کہ اس کا پہلا مقصد حاصل ہو گیا تھا۔ ایک مکمل عذر عدم موجودگی پیش کر کے اپنے کو معصوم ثابت کر دیا[3]۔ یہ مشہور و معروف امر ہے کہ بعض وقت لوگوں نے اپنے کو تباہ کر ڈالا ہے تاکہ اپنے خاندان کو ۴۸۸
فایدہ پہنچائیں۔ روپیہ حاصل کرنے کی کم اچھی وجہ تحریک کا بھی بعض وقت یہی اثر ہوا ہے۔

[1] مقدمہ میریہ شوننگ اور آن ہارلن۔ اجنبیوں کے مقدمات مشہورہ (Case of Maria Schoning & Anna Harlin, Causes Celebres Estrangeres) جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۰۔ پارس سنہ ۱۸۳۱ء۔

[2] قانون تعزیرات از چٹی ۵۰۸۔

[3] اس کتاب کے طبع سوم کے شایع ہو جانے کے بعد مسٹر بیسٹ کو مسٹر ٹی ٹی میڈوس T. T. Meadows برطانوی قونصل متعینہ نیوچوانگ (Newchwang) (شمالی چین) کے پاس سے ایک خط ملا کہ مجرموں کی جگہ اپنے کو مجرم ظاہر کرنا ان مقدمات میں بھی جن کی سزا موت ہو چین میں ایک

دفعہ ۵۷۱: دوسروں کو ضرر پہنچانے کی خواہش سے بھی کبھی یہی نتیجہ پیدا ہوا ہے۔ ایسے اشخاص نے جنھیں اپنی پروا نہیں تھی اپنے دشمنوں کو تباہ کرنے کی غرض سے جھوٹے اقبال جرم کر لیے اور ان کو اپنے ساتھی اور جرم میں شریک بتائے ہیں۔ اس پر ہم کو کم تعجب ہوگا اگر ہم یہ یاد کریں کہ کتنے دفعہ لوگوں نے اپنے کو سخت زخمی کر لیا۔ اور بعض صورتوں میں کہا جاتا ہے کہ خودکشی تک کر لی تاکہ قتل یا اقدام قتل کا شبہہ ان اشخاص پر کیا جا سکے جن سے انھیں نفرت تھی[۱]۔

دفعہ ۵۷۲: غلط اقبال جرم کی بے قاعدگی ان صورتوں تک محدود نہیں ہے جن میں کوئی مجرم یا مجرمانہ فعل ہو سکتا ہے۔ اکثر ممالک کی عدالتی تاریخوں میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں لوگوں نے یقینی طور پر یہ جانتے ہوئے کہ سزائے موت دی جائے گی ایسے جرایم کا اقبال کیا ہے جن کو اب عام طور پر ناممکن سمجھا جاتا ہے۔ ہم زیادہ تر ان چالانات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو جادو یا خبیث ارواح سے میل جول کی بنا پر کیے جاتے تھے۔ اور جو پہلے زمانے میں خصوصاً سترھویں صدی میں اس ملک کی عدالتوں کے لیے باعث شرم و ذلت رہے ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ مشہور معروف امر ہے۔ مسٹر میڈوس کہتے ہیں کہ "اس کی ترغیب یا وجہ تحریک ہمیشہ روپیہ نہیں ہوتی ہے۔ خاندان کے کم عمر اراکین نے زیادہ عمر کے مجرم اراکین کی جگہ لی ہے بلکہ غلام یا غلام کاشت کار بھی اپنے مجرم مالکوں کی جن سے کہ ان کو محبت تھی"۔ مسٹر جیمس پین کی ناول "بائی پراکسی" (Mr. James Payn's Novel "By Proxy") کا اہم واقعہ اسی رواج پر مشمول ہے۔

[۱] دیکھیے دفعہ ۲۰۶۔

ان میں سے بعض مقدمات میں یہ عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ ان میں لوگ آزادی سے (یعنی جہاں تک جسمانی اذیت کی عدم موجودگی کو آزادی کہا جا سکتا ہے) نہ صرف ان خیالی جرایم کے ارتکاب کا وقت و مقام کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات کے ساتھ اقبال جرم کرتے ہیں بلکہ اپنے پر یہ بھی الزام لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ شیاطین کی اس طرح پر امداد کے ذریعے سے انھوں نے متعدد قتل عمد اور دوسرے ہولناک جرایم کا ارتکاب کیا ہے[1]۔ اسکاٹ لینڈ کے مقدمات انگلستان کے مقدمات کی بہ نسبت اور بھی زیادہ
حیرتناک و بعید از عقل ہیں[2]۔ لیکن یہ باور کرنے کی قوی وجہ موجود ۴۸۹
ہے کہ ان میں سے اکثر میں اقبال جرم ایذا رسانی کے ذریعے سے

[1] دیکھئے مقدمات میری اسمتھ (۲) ہوول اسٹیٹ ٹرایلس جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۹ و نیز مقدمۂ ڈی تھری ڈیون وچس (The Three Devon witoches) ۸ ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۱۰۱۷۔ اور مقدمۂ بوری سینٹ اڈمنڈس وچس (The Bury St. Edmunds Witches) (۶) ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۶۴۷ کی نوٹ و نیز مقدمۂ دی ایسکس وچس (The Essex Witches) ۴ ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۸ اور خصوصاً مقدمۂ موخر الذکر این کیٹ (Anne Cate) (۴) ہوول اسٹیٹ ٹرایلس ۸۵۶۔ ریبکہ وسٹ (Rebecca west) ایضاً ۸۴۰ روز ہالی برڈ (Rose Hally bread) ایضاً ۸۵۱۔ جایس بونس (Joyce Boanes) ایضاً ۸۵۳۔ اور ربیکہ جونس (Rebecca Jones) ایضاً ۸۵۴ کے اقبال جرم نہایت عجیب ہیں۔ ان میں سے پہلے دو اس کتاب کے طبع ششم ۱۸۷۵ء کے ضمیمہ نمبر (۲) میں نقل کئے گئے ہیں۔

[2] ان میں سے بہت سے مقدمات کو "مجموعۂ مشہور سماعت ہائے فوجداری اسکاٹ لینڈ" مصنفہ ارناٹ (Arnot's Collection of Celeberated Criminal Trials in Scotland) میں جمع کیا گیا ہے۔ صفحہ ۳۴۷۔ و صفحات مابعد۔ اڈنبرا ۱۸۱۲ء۔ و نیز دیکھئے "فوجداری سماعت ہائے اسکاٹ لینڈ مصنفہ پٹ کیرن" (Pitcairn's Criminal Trials in Scotland). اڈنبرا ۱۸۳۳ء عام اشاریہ میں عنوان "جادوگری" خصوصاً اسوبل الیٹ (Isobel Elliot) ۱۳ ستمبر ۱۶۷۸ء

حاصل کیا گیا تھا[1]۔ اور اس نفسیاتی مظاہرے کی جو ان تمام مقدمات سے ہویدا ہے حسب ذیل معقول توضیح اسکاٹ لینڈ کے قانون تعزیرات کے ایک ممتاز مصنف[2] نے اس طرح پر کی ہے کہ "ان تمام حالات کا ــــ یعنی موجودہ زبون حالت۔ طویل قید۔ بری قرار دیے جانے کی امید موہوم۔ ایک نئے الزام اور چالان کا خوف۔ اور معاشرے کے تمام آرام و مرتبے کے نقصان کا یقین ــــ مناسب لحاظ کرنے کے بعد جادوگری کی وجہ سے ان کثیر التعداد احکامات سزا پر جو خود ملزموں کے اقبال جرم کی بنا پر صادر کیے جاتے تھے۔ تعجب کرنے کی کم وجہ باقی رہ جاتی ہے۔ ان وجوہائے تحریک میں گو یہ بنفسہٖ کافی ہیں۔ ایک اور وجہ تحریک کے اثر کا اضافہ کیجیے جو ان وجوہائے تحریک میں سے کسی سے کم قوی نہیں ہے ــــ یعنی ان بدقسمت ملزموں کی غیر سیانی و مجنونانہ ذہنی حالت۔ ان دنوں جب کہ ہر شخص (بلا استثنا۔ ذہین سے ذہین شخص کے بھی) جادوگری کی اصلیت اور فوق البشری قوتوں کے حاصل کرنے کے امکان پر کامل یقین رکھتا تھا۔ یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ بعض ایسے بھی اشخاص نکل آتے تھے جو یا تو کسی سے کینہ نکالنے یا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کا مقدمہ دیکھیے۔ اس نے مع نو اور عورتوں کے عدالت میں اقبال کیا کہ شیطان نے ان کی رسم تسمیہ ادا کی۔ اور انھوں نے اس کے ساتھ جماع کیا۔ ان سب کو مجرم قرار دیا اور جلا ڈالا گیا (آرنات ۳۶۰ - ۳۶۱)۔ ایسا ہی اقبال جرم اسوبل گوڈی (Issobell Gowdie.) نے ۱۳ اپریل ۱۶۶۲ء کو کیا۔ دیکھیے پٹ کیرن جلد چہارم صفحہ ۶۰۲۔ نیز دیکھیے مقدمہ بسی ڈنلاپ (Bessie Dunlop) ایضاً جلد ۲ صفحہ ۴۹۔

[1] اس خاص غرض کے لیے اذیت پہنچانے جو آلے استعمال کیے جاتے تھے ان کی تفصیل کے لیے دیکھیے پٹ کیرن جلد ۲ صفحہ ۵۰ - ۳۷۵ - ۳۷۶۔

[2] قانون تعزیرات اسکاٹ لینڈ از ہیوم (Hume's Criminal Law of Scotland) جلد ا صفحہ ۵۹۱۔

محض شوقیہ طور پر یا ان کے خیالات میں کچھ خرابی ہونے کی وجہ سے خبیث ارواح سے واقعی ملاقات چاہتے تھے اور اس ملاقات کے لیے ان دنوں جو طریقے موثر سمجھے جاتے تھے انھیں اختیار کرتے تھے۔ اور یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوں جو ایسے بے بنیاد مشغلے میں طویل و مسلسل محنت شاقہ اٹھانے سے آخر اتنے سنکی ہوگئے کہ خود اپنے خوابوں۔ بڑبڑاہٹ یا غشی کی بیماریوں کو شیطان سے ملاقات اور گفتگو سمجھنے لگے ہوں"۔ ذیل کا مقدمہ ۱۸۳۰ئہ میں ہندوستان میں گزرا ہے۔ تین قیدیوں سے پولس کے سامنے اقبال جرم کرایا گیا کہ انھوں نے جادو کے زور سے مستغیث کی بیوی سے جو دس مہینے کی حاملہ تھی جبراً جماع کیا۔ مارا۔ اور اور طرح پر بُرا برتاؤ کیا۔ اور اس کے بعد بچے کو رحم سے نکالا اور اس کے بجائے رحم میں ایک بچھڑے کا چمڑا اور گھڑا داخل کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ مرگئی۔ ان اقبال جرم کی تائید متوفی کے رحم میں سے چمڑے اور گھڑے کے نکلنے سے ہوئی۔ لیکن مجرموں کو رہا کر دیا گیا۔ زیادہ تر اس بنا پر کہ وہ گھڑا اتنا بڑا تھا کہ جیتے جی اس کے رحم میں داخل کئے جانے پر بھروسا کرنا ناممکن تھا[1]۔

۴۹۰ **دفعہ ۵۷۳:** مذکورہ بالا وجوہات شہادت اقبال جرم کی ہر نوع پر کم و بیش موثر ہوتے ہیں۔ لیکن غیر عدالتی اقبال جرم خصوصاً جب وہ مکمل نہیں ہوتے اور بھی مضعف مفروضات سے متاثر ہوتے ہیں۔ یعنی روایت میں دروغ بیانی کے جو الفاظ کہے گئے ہوں ان کو غلط بیان کرنے۔ اور بیان کو غیر ممکن طور پر روایت کرنے سے[2] (۱) دروغ بیانی:

---

[1] کٹی نام چیاپان وغیرہم۔ رپورٹ عدالت فوجداری۔ مدراس۔ از ارہٹ ناٹ۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صہ ۱۱۳۔

بتینہ اقبال جرم گواہی دینے والے گواہ کی کلاً یا جزءً اختراع ہو سکتی ہے۔ اور یہاں ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ شہادت کے تمام انواع میں زیر غور شہادت ہی میں اختراع بہت آسان ہوتا ہے۔ اور چاہے وہ کتنا ہی غلط ہو کسی قسم کی بلا واسطہ یا قراینی شہادت کے ذریعے سے اس کی تردید یا اس کو غلط ثابت کرنا سخت دشوار ہوتا ہے[1]۔ (۲) غلط تعبیر: کسی شخص کا کوئی قول یا فعل چاہے وہ کتنا ہی معصومانہ یا قابل تعریف ہو اس سے مستثنیٰ نہیں۔ مثلاً ملزم کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی کاغذ ملزم کے قبضے سے برآمد ہوتا ہے جس سے اس جرم کا مرتکب ہونا ظاہر ہوتا ہے جس کا کہ اس پر الزام ہے۔ یہ امر اس کے ملزم ہونے کے واقعے سے متوافق ہے۔ لیکن برخلاف اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ اس کاغذ پر توہین تحریری ہو جس کو کہ ملزم نے تردید کرنے۔ یا اعانت کرنیوالے پر نالش کرنے کے خیال سے نقل کر لیا ہو[2]۔ نیز ایسے الفاظ سے جو محض مذاق سے یا مشیخنت میں کہے گئے ہوں۔ بالکل غلط نتائج نکالے جا سکتے ہیں[3]۔ اس شخص کے خط سے جس نے اپنے ایک دوست کو جو ایک ایسے مقدمے میں جس میں عوام نے بہت دلچسپی لی تھی بطور رکن جوری کے طلب کیا گیا تھا لکھا تھا اور اس سے خواہش ظاہر کی تھی کہ مدعی علیہ

---

[1] قانون تعزیرات مصنفۂ فاسٹر (Foster's Criminal Law) ۲۴۳۔ شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۷۔ شہادت از گرین لیف جلد ۱ صفحہ ۲۱۴ طبع ہفتم۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۱۴۔۱۱۵۔

[3] دیکھئے اگلے صفحہ کے نوٹس ۱۷۹۴ء کے اجلاس موسم بہار کنگسٹن پر رچرڈ کولمان (Richard coleman) کے مقدمے کے افسوس ناک نتیجے کا یہی سبب تھا۔ ایک عورت پر تین آدمیوں نے وحشیانہ حملہ کیا تھا اور وہ ضربات کے صدمے سے جانبر نہ ہو سکی تھی۔ جرم کے ارتکاب کے وقت ایک مجرم دوسرے کو کولمان کے نام سے پکارتے ہوئے سنا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے شبہہ ملزم پر کیا گیا۔ کولمان ایک شراب خانے میں نشئے میں چور بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ایک شخص نے پھانسنے کے

کو چاہیے وہ معصوم ہو کہ خاطی مجرم قرار دے دے[1] لیکن ایسے ہی بے بنیاد نتائج بعض وقت ایسے الفاظ سے اخذ کئے جاتے ہیں جنہیں اقبال جرم سمجھ لیا جاتا ہے لیکن جو دراصل موضوع الزام کے متعلق نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی شخص جس نے کسی دوسرے کو زدوکوب کی تھی یا اس کے ساتھ سرقہ بالجبر کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ سن کر کہ وہ شخص فوت ہو گیا ہے افسوس ظاہر کرتا ہے کہ اس نے اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا تھا

ایک عورت کے مقدمے میں جس پر زنا کا الزام تھا شہادت میں ایک مفرزاست بیان بھی پیش کیا گیا تھا جس کے الفاظ[2] یہ تھے کہ "میں ۴۹۱
بہت ناخوش و رنجیدہ ہوں۔ خدا کے لیے میری کوتاہیوں اور قصوروں کو چھپادو جن لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنی تکلیف برداشت کی ہے وہ ضرور میرے عمل کو قابل ملامت قرار دیں گے۔" اور لارڈ اسٹوول (Lord Stowell) نے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "کیا میں اس شہادت کی بنا پر" کہہ سکتا ہوں کہ وہ لازماً زنا سے متعلق ہے۔ اس عورت کو ایسی ملاقاتیں کرتا ہوا دیکھا گیا ہے جو بے عقلی پر مبنی تھیں۔ یہ شہادت ممکن ہے کہ ان سے متعلق ہو۔[3] مشتبہ اشخاص کے الفاظ کو غلط بیان کرانے کے تمام اسباب میں سب سے بڑے سبب گواہوں کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ارادے سے پوچھا کہ کہیں وہ بھی مجرموں میں سے ایک مجرم تو نہیں تھا ایک روایت کے بموجب اس نے کہا کہ "ہاں۔ میں تھا۔ تو پھر کیا"۔ یا بموجب دوسری روایت کے "اگر میں تھا تو پھر کیا"۔ اس اور بعض دوسرے واقعات کی بنا پر اس کو مجرم ٹھیرایا اور پھانسی دے دی گئی۔ لیکن اصل مجرم بعد میں دریافت ہوئے۔ ان میں سے دو کو ان کے اقبال جرم کی بنا پر سولی دی گئی۔ تیسرا سرکاری گواہ بنا دیا گیا تھا۔ قرائنی شہادت از ولس طبع ششم ۱۲۱-۱۲۸۔

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صفحہ ۱۱۵۔

[2] ولیمس بنام ولیمس۔ ۱۔ ہاگارڈ کریمنل رپورٹ ۳۰۴۔

جلد بازی و اشتیاق اور عجیب و غریب امور کا اُنس ہوتے ہیں۔ جو ذہن انسانی کا قدرتی خاصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے لوگ اکثر جملوں کو غلط سمجھ جاتے اور واقعات کو فرض کر لیتے یا ان میں مبالغہ کر گزرتے ہیں اور خصوصاً ان صورتوں میں جن میں جرم نہایت سنگین یا نہایت ہی انوکھا ہوتا ہے[1]۔ (۳) اس قسم کی شہادت اقبال جرم میں غلطی کی آخری وجہ اس کا "غیر مکمل" ہونا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ الفاظ بنفسہٖ غلط تو نہیں سنے گئے لیکن ان کا مفہوم اس لیے غلط ہو گیا کہ ان کی ضروری توضیح کہنے والے کی غفلت کی وجہ سے یا گفتگو میں خلل واقع ہونے کی وجہ سے نہیں کی گئی۔ یا توضیح تو کی گئی لیکن سننے والوں کے بہرہ پن یا بے توجہی کی وجہ سے اس پر التفات نہیں کیا گیا ہمارے آبا و اجداد نے کہا ہے کہ "ناقص سماعت سے بیان ناقص ہوتا ہے" جملے اس لیے بھی بھولا دیے جا سکتے اور ان پر توجہ نہیں کی جا سکتی ہے کہ گواہوں کو ان کی اہمیت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جس پر سرقے کا شبہہ ہو اقرار کر سکتا ہے کہ اس نے ان اشیا کو مالک کی مرضی کے خلاف لیا ہے۔ اور اس کے آگے وہ کہتا ہے کہ لیکن اس لیے کہ وہ ان کو اپنی اشیا سمجھتا تھا۔ بہت سے تماش بین اس امر سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کہ آخری جملہ قانوناً جواب دہی کے لیے

---

[1] دیکھئے پیچھے دفعہ ۲۹۵۔ اور ارل بنام پکن (Earle v. Picken) ۵ کیا رنگٹن و پین ۲ ۵۴ کی نوٹ۔ اس کی ایک قابل لحاظ مثال مقدمہ ملکہ بنام سمنس ۵ کیا رنگٹن و پین ۲ ۵۴ سے ملتی ہے۔ قیدی کو خرمن جلانے کے الزام پر چالان کیا گیا تھا۔ اس وقت اس جرم کی سزا موت تھی۔ ایک گواہ یہ ثابت کرنے طلب کیا گیا کہ چالان کے لیے سپرد کرنے کے بعد جب وہ مجسٹریٹ کے حجرے سے نکل رہا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ "الگ رہو اور دوبارہ نکاح نہ کرو" اس کی توثیق کرنے ایک اور گواہ طلب کیا گیا جس نے یہی الفاظ سنے تھے۔ اور اس نے کہا کہ "الگ رہو" اور زبان بند رکھو" اس پر آلڈرسن جج نے کہا کہ "یہ دونوں جملے ایک دوسرے

کافی ہے صرف بیان کے پہلے حصے ہی کو یاد رکھیں گے۔

دفعہ ۵۷۴: فوجداری مقدمات میں مفروضات شہادت کے موضوع کو ختم کر دینے سے پہلے "جواب نہ دینے" یعنی الزام لگانے پر خاموش ہو جانے "ٹالنے کے جواب دینے" اور "غلط جواب دینے" کے اثر و وقعت کی طرف اشارہ کر دینا باقی رہ گیا ہے۔ سو پہلے جواب نہ دینے پر غور کیجئے۔ جب کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یا جب اس کی موجودگی میں کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور وہ نہ تو جواب دیتا ہے اور نہ کچھ کہتا ہے تو یہ نتیجہ قدرۃً نکلتا ہے کہ الزام صحیح طور پر لگایا گیا ہے۔ ورنہ وہ اس کی تردید کرتا۔ ہم اس مفروضے کے مغالطے کی طرف ۴۹۲
اشارہ کر چکے ہیں[1] کہ خاموشی ہر لحاظ سے اقبال جرم کے مساوی ہے۔ اور عام طور پر یہ واقعہ چاہے مشتبہ اشخاص کے خلاف کتنا ہی موثر کیوں نہ ہو بہت سے وجوہات اس کو قطعی وقعت دینے میں مانع ہیں۔ (۱) ممکن ہے کہ اس شخص نے بہرے پن یا اور وجہ سے اس سوال یا بیان کو سنا نہ ہو۔ یا اگر سنا ہو تو سمجھا نہ ہو کہ اس سے اس پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ (۲) فرض کیجئے کہ ملزم نے اس سوال یا جواب کو سنا ہے اور سمجھا بھی ہے کہ اس سے اس پر الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس کی عارضی خاموشی ممکن ہے کہ زبان رکنے کی وجہ سے ہو یا اس وجہ سے ہو کہ اپنے اوپر الزام کو سن کر اسے تعجب

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- سے بہت جدا ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان پر کتنا کم اعتبار کیا جا سکتا ہے"۔ ملزم کو رہا کر دیا گیا۔

[1] پیچھے دفعہ ۵۲۱۔ متن میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ فریق کی موجودگی میں جو بیانات کئے گئے ہوں ان کی وقعت سے متعلق تھا۔ ان کے قابل ادخال ہونے سے متعلق دیکھئے شہادت مصنفہ فپسن

ہوا تھا۔[1] (۳) جب اس قسم کی شہادت غیر عدالتی شکل میں ہو تو اس کی اطلاع عدالت کو گواہوں کی شہادت کے ذریعے سے ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ انھوں نے اس کو غلط سمجھا ہو یا عمداً اس کو غلط بیان کیا ہو۔ (۴) فرض کیجئے کہ روایت صحیح کی گئی۔ تو اس صورت کے متعلق ہنتھم کے حسب ذیل اقوال نہایت ہی متعلق اور وقیع ہیں۔ اس کی (یعنی از زیر بحث جیسی شہادت سے قیاس جرم کی) وقعت زیادہ تر دو واقعات پر مبنی ہوتی ہے: ظاہری حالات کی قوت (اس سے مطلب یہ سمجھیے کہ ظاہری حالات کی وجہ سے قدرتی وقعت جو شخص مسئول عنہ (یعنی وہ شخص جس سے سوالات کئے جائیں) کی نظر میں ان حالات کی ہوتی ہے) اور پوچھنے والے شخص کی کیفیت یا صفات پر۔ فرض کیجئے کہ یہ پوچھنے والا شخص پختہ کار عمر رسیدہ شخص ہو اسے قانون نے انصاف کی قوت عطا کی ہو۔ اور وہ مجاز ہو (جیسا کہ ہر نظام قانون میں بعض سنگین جرایم کی صورتوں میں عام طور پر ہر شخص مجاز ہوتا ہے) کہ ایسے فوری تدابیر اختیار کرے جن سے بینۂ خاطی اغراض معدلت کے لیے قابل دسترس ہو جائے —— ایسے تدابیر اختیار کرنے کا وہ مجاز ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ ان کو اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو ایسی صورت میں ایسے شخص مجاز کے کیے ہوئے سوال کا جواب دینے کے بجائے کوئی شخص اگر خاموش ہو جائے تو اس سے قیاس پیدا ہوگا جو شاید ہی اس قیاس سے کمزور ہوگا جو عدالت میں مجسٹریٹ کے کسی شخص سے سوال کرنے اور اس شخص مسئول عنہ کے خاموش ہو جانے سے پیدا ہوگا۔ برخلاف اس کے فرض کیجیے اسی مضمون سے متعلق کوئی سوال شبہہ پیدا ہونے کے عرصۂ دراز کے بعد

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: طبع ششم ۲۵۵-۶۱۔

[1] قرائنی شہادت مصنفہ برل ۴۸۳ اور ۵۷۵۔

ایسے وقت جب کہ کسی تازہ واقعے سے پھر اس پر دلالت نہ ہوتی ہو
کیا جائے۔ اور اسی وجہ سے بغیر سوچے سمجھے یا مذاق میں کسی بچے کی جانب
سے کیا جائے۔ جس سے کہ ایسی مداخلت کا نہ خوف ہوتا ہے اور نہ
۴۹۳ اس کی رائے پر کوئی توجہ کرنا ضروری ہوتا ہے ـــــ تو ایسی صورت میں
اس قیاس کی وقعت بالکل ناپید ہو جاتی ہے[1]۔

دفعہ ۵۱۵: جواب نہ دینے کے مضمون سے متعلق "نامکمل" یا "ٹالنے

کے جواب" دینے کا مضمون ہے۔ یعنی جب کسی شخص سے پوچھا جاتا ہے
کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یا جب اس کی موجودگی میں
کہا جاتا ہے کہ اس نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے اور وہ یا تو اس
سوال کو ٹال جاتا ہے یا گو جرم سے انکار کرتا ہے[2]۔ مگر اپنی معصومی ثابت
نہیں کرتا اور نہ اس مجرمانہ یا مشتبہ حالات کی توضیح نہیں کرتا ہے جو اس کے
خلاف پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے عمل سے جرم کا جو قیاس پیدا ہوتا
ہے وہ حسب ذیل مزید امور کا لحاظ کرنے سے کمزور ہو جاتا ہے۔ (۱)
کوئی معصوم سے معصوم شخص بھی ہمیشہ ان تمام حالات کی توضیح نہیں کر سکتا

---

[1]۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صہ ۹۲۔

[2] جب ایک قیدی نے الزام جرم سے محض انکار کیا تو ہاکنس جسٹس Hawkins, J. نے قرار دیا کہ وہ شہادت میں نہ الزام جرم لگانے والے بیان کو قبول کر سکتے ہیں اور نہ اس کے انکار کو جب تک کہ یا تو ملزم اس کے خلاف بیان کو قبول نہ کرے یا کوئی اختلاف ایسے حالات میں نہ کرے جن میں کہ اختلاف کی توقع کی جا سکتی تھی۔ ملکہ بنام اسمتھ ۱۸ کاکس ۴۷۰۔ اس رائے کی ملک بنام نارٹن ۱۹۱۰ء کنگس بنچ ۴۹۶ میں مزید تائید ہوئی۔ لیکن ملک بنام کرسٹی ۱۹۱۴ء مقدمات مرافعہ ۵۴۵ میں جہاں اس مضمون پر جامعیت سے بحث کی گئی ملک بنام نارٹن میں ترمیم کرتے ہوئے قرار دیا گیا کہ الزام جرم کے جواب میں ملزم کے محض جرم سے انکار کرنے سے قانوناً الزام جرم کی شہادت ناقابل ادخال نہیں ہو جاتی گو عملدرآمد کی رو سے جج کو چاہیے کہ جب ملزم کے الفاظ یا عمل

جو اس کے خلاف شبہہ پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً قتل کے ایک الزام میں ملزم نے کہہ دیا کہ وہ اس امر کی توضیح کرنے سے قاصر ہے کہ کس طرح اس کا شب خوابی کا لباس خون آلودہ ہوگیا۔ صحیح واقعہ یہ تھا کہ اس کے ساتھ سونے والے شخص کو ایک بہتا زخم تھا۔ اور اس کو اس کا علم نہیں تھا۔ اسی طرح ایک اور شخص نے جس پر سرقے کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس امر کی توضیح کرنے سے قاصر رہا کہ کس طرح مال مسروقہ اس کے مکان یا صندوق سے برآمد ہوا۔ کیونکہ دوسروں نے اس کو وہاں رکھ دیا تھا جس سے وہ لاعلم تھا[1]۔ (۲) بہت سی صورتوں میں کوئی ملزم یا مشتبہ شخص خاص خاص واقعات کی توضیح دوسرے ایسے اشخاص کو مجرم بنانے سے کر سکتا ہے۔ جن کے جرایم کے افشا کو وہ پسند نہیں کرتا ہے یا ایسے امور کے ظاہر کرنے سے جو گو الزام سے متعلق نہیں ہوتے ہیں لیکن جن کو وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ بعض وقت گو اس خاص شکل میں میں تو وہ بے قصور ہوتا ہے لیکن وہ اپنے کو بے قصور ثابت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنے کو کسی دوسرے جرم کا مجرم ثابت نہ کرے (۳) جب کوئی چالان بالکل بے بنیاد ہو — یعنی کسی سازش کا نتیجہ ہو یا جھوٹی[2] گواہی سے ثابت کیا جانے والا ہو۔ تو معصوم شخص کے لیے اکثر مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ وہ اپنی شہادت کو اس وقت تک ظاہر نہ کرے جب تک کہ سماعت مقدمہ پر شہادت اس سے طلب نہ کی جائے۔

دفعہ ۵۷۶: لیکن "غلط جواب دینا" مذکورۂ بالا دونوں واقعات

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ سے معقول طور پر جرم کا اقرار نہ نکلتا ہو تو یا تو شہادت کو ناقابل ادخال قرار دے یا اگر شہادت دی جا چکی ہے تو اس کے میم اثر کے متعلق جوری کو متنبہ کر دے۔

[1] چیمبرس ایڈنبرا جرنل ۱۱ر مارچ ۱۸۳۶ء میں اس قسم کا ایک مقدمہ دیکھئے۔

[2] پیچھے دفعہ ۲۰۶۔

سے زیادہ مجرم بنانے والا واقعہ ہے۔ بنتھم صحیح کہتے ہیں کہ خاموشی محض کے جواز میں جواب دہی جو سوال کرنے والے کی ناقابلیت پر مبنی ہو۔ متعلق بلکہ یقین آفریں بھی ہو سکتی ہے لیکن غلط جوابات ۴۹۴
پر اس کا مشکل ہی سے اطلاق ہو سکتا ہے۔ سوال کے قابل لحاظ ہونے کے دعوے کی خود ملزم یا مشتبہ شخص کافی گواہی دیتا ہے۔ صحیح جواب دینے کی تکلیف برداشت کرنے کے بجائے وہ غلط جواب دینے کی زیادہ تکلیف برداشت کرتا ہے[1]۔ اس شکل کے متعلق حسب ذیل ضعف مفروضات ہوتے ہیں۔ ۱۔ غیر عدالتی بیانات کے غلط سمجھے جاتے یا غلط بیان کئے جانے کا امکان۔ ۲۔ جس طرح کے معصوم اشخاص ڈر کی وجہ سے اپنی جواب دہی میں غلط شہادت پیش کرتے ہیں۔ غلط جواب بھی اسی وجہ سے دیے جا سکتے ہیں۔ قانون کے اس اصول پر کہ مرتکب فعل ناجائز کے خلاف ہر شے کا قیاس کیا جاتا ہے" ایک پچھلے باب میں غور کیا جا چکا ہے۔ یہ مضمون بھی اسی اصول سے متعلق ہے[2]۔

دفعہ ۵۷۷: گو یہ عامیانہ تصور جو غالباً از منۂ وسطیٰ سے لیا گیا ہے۔ جب کہ اس پر اس زمانے کے رومی و کلیسائی فقہا کے ہمہ تواں اقتدار[3] کی صادقی تھی ــــ کہ اقبال جرم لازماً صحیح ہوتے ہیں۔ عقل سلیم۔ تجربے قانون و عملدرآمد کے مغایر ہے۔ تاہم یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اقبالِ جرم عام طور پر نہایت قابل اطمینان شہادت ہوتے ہیں اور جب وہ عدالتی یا مکمل شکل میں ہوتے ہیں تو حد درجہ قابل اطمینان

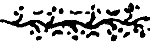
---

[1] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۳ صہ ۹۴۔

[2] دیکھیے دفعہ ۴۱۱ تا ۴۱۵

[3] دیکھئے اوپر دفعہ ۵۵۴۔

قسم کی شہادت ہوتے ہیں۔ عقل و بنی نوع انسان کی متفقہ آواز اس کے گواہ ہیں۔ اور مذکورۂ بالا اور ان کے مماثل بدقسمت مقدمات کا جائز استعمال یہ ہے کہ عدالتوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس قسم کی شہادت کو نامناسب وقعت دینا اچھا نہیں ہوتا۔ ان کو ڈرانے والے بھوت بنا لینا یا بلا فرق کے شبہہ کرنے یا اعتبار نہ کرنے کے وجوہات قرار دینا عقل انسانی کا بے جا اور نہایت نامناسب استعمال ہوگا۔



۴۹۵

باب ہشتم

شہادت جو مصلحت عامہ کی بنا پر مسترد کیجاتی ہے

صفحات اصل کتاب تا صفحات ترجمہ		صفحات اصل کتاب تا صفحات ترجمہ	
۴۔ معاشری امور	۵۰۶-۹۰۹	صرف تکلیف اور تاخیر کی بنا پر شہادت کی نامنظوری	۵۰۷-۹۱۱
۱۔ شوہر و زوجہ	۵۰۶-۹۰۹	شہادت کا فحش ہونا اس کے ناقابل ادخال ہونے کی وجہ نہیں ہوتی	۵۰۷-۹۱۱
قانون شہادت ۱۸۵۳ئہ	۵۰۶-۹۰۹		
۲۔ کاروباری یادداشتی کے رازان کی حفاظت نہیں کی گئی ہے۔	۵۰۷-۹۱۰		

دفعہ ۵۷۸: سختی سے پوچھو تو مصلحت عامّہ کی بنا پر شہادت کے ناقابل ادخال ہونے کے عنوان کے تحت ایسی تمام شہادت آجاتی ہے۔ جو کسی بھی قاعدۂ اخراج کی وجہ سے ناقابل ادخال قرار دی جاتی ہے۔ کیونکہ اخراج کے تمام قواعد مصلحت عامہ ہی پر مبنی ہوتے ہیں لیکن "مصلحت عامّہ کی بنا پر ناقابلِ ادخال ہونے کے" جملے کے یہاں محدود معنی لیے گئے ہیں۔ اور اس سے مطلب وہ اصول ہے جس کی بنا پر امور نزاعی سے متعلق شہادت اس بنا پر مسترد کی جاتی ہے کہ اس کی منظوری سے اشخاص ثالث یا معاشرے کو کوئی ضمنی ضرر پہنچتا ہے۔ اس کی ایک نوع کا گواہوں کے عنوان کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور وہاں دکھایا گیا ہے کہ گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب نہ دینے کا استحقاق ہے جن کا رجحان ان کو مجرم بنانے یا سزا دلانے یا جایداد کو ضبط کرانے کا یا بعض صورتوں میں ان کو ذلیل کرانے کا بھی ہوتا ہے[1]۔ لیکن اگر اس مضمون پر ایک عام نظر ڈالی جائے تو مصلحت عامہ کی بنا پر جو امور مسترد کیے جاتے ہیں وہ سیاسی۔ عدالتی۔ پیشے یا معاشرے سے متعلق ہوتے ہیں۔ سیاسی امور کے تحت تمام رموزِ مملکت آتے ہیں۔ مثلاً

[1] پیچھے دفعات ۱۲۵ تا ۱۳۱۔

سرکاری کاغذات اور حکومت اور اس کے عہدہ داروں کے درمیانی تمام اطلاعات ـــــ ان صورتوں میں استحقاق اس شخص کا نہیں ہوتا ہے جو رازداں ہوتا ہے بلکہ عوام کا جن کے امین ہونے کی حیثیت سے راز اس کے سپرد ہوتا ہے[1]۔ اس اصول کی اچھی مثال مقدمہ چاٹرٹن بنام سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا[2] (Chatterton v. Secretary of State ۴۹۷
for India) ۱۸۹۵ء سے ملتی ہے۔ اس میں عدالت مرافعہ نے عدالت عالیہ کے ایک حکم کو جو ماسٹر کے نالش کے تکلیف دہ ہونے کی بنا پر حکم اخراج کی توثیق میں تھا۔ برقرار رکھا تھا۔ اس مقدمے میں مدعی نے نالش توہین تحریری ان بیانات کی بنا پر کی تھی جو مدعا علیہ نے نایب وزیر ہند کو اس لیے دیئے تھے کہ وہ مدعی کے ساتھ جو ہندی فوجی اسٹاف کے ایک عہدہ دار تھے ہندی حکومت اور فوجی عہدہ داروں کے برتاؤ کے متعلق دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دے سکیں۔ اسی استحقاق کی ایک دوسری مثال اس اصول میں ملتی ہے کہ وہ ذرائع جن سے اطلاع حکومت کو ملتی ہے فاش نہیں کئے جانے چاہییں[3]۔ اس اصول کو مقدمۂ مارکس بنام بیفس[4] (Marks v. Beyfus) میں ایک ایسے سرکاری چالان پر اطلاق دیا گیا جس کو ناظم چالانات سرکاری نے پیش کیا تھا۔ اور عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ اس عہدہ دار کو جس کو بطور گواہ طلب کیا گیا تھا۔ ان اشخاص کے نام جن سے اطلاع ملی تھی۔ یا اطلاع کی نوعیت

---

[1] دیکھیے ڈاکنز بنام لارڈ رکبی۔ لا رپورٹ ۸ کوئنس بنچ ۲۵۵۔ قانون راز سرکاری ۱۹۱۱ء دفعہ ۲ کے تحت سرکاری دستاویزات یا معلومات کا نامناسب افشا قابل سزا قرار دیا گیا ہے۔

[2] چاٹرٹن بنام وزیر ہند ۱۸۹۵ء ۲ کوئنس بنچ ۱۸۹۔ عدالت مرافعہ۔

[3] دیکھیے اٹرنی جنرل بنام برائنٹ ۱۵۔ میسن و ولزبی ۱۶۹۔ ۱۔ رسل و ریان ۶۱۰۔

[4] مارکس بنام بےفس ۲۵۔ کوئنس بنچ ڈیویژن ۴۹۴۔ عدالت مرافعہ کہا جاتا ہے کہ اس صورت کے لیے ایک استثنا ہے جس میں کہ ملزم کی معصومی ثابت کرنے افشا ضروری یا مناسب ہو۔ ایضاً

ظاہر کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور لارڈ ایشر ماسٹر آف رولس Lord Esher (M. R.) نے اس موقع پر کہا کہ بالفرض اگر عہدہ دار فاش کرنے پر راضی بھی ہو تو جج کو اس کی اجازت نہیں دینی چاہیے: حقیقت یہ ہے کہ جہاں امور مصلحت عامہ کا تعلق ہوتا ہے استحقاق قطعی ہوتا ہے۔ اسی لیے دستاویزات کی شکل میں ان کی منقولی شہادت پیش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے[1]۔

دفعہ ۵۷۹: عدالتی: ان کی بڑی مثال اہل جوری سے ملتی ہے پہلے تو یہ کہ بڑی جوری کے ارکان سے کم از کم عام طور پر یہ پوچھا نہیں جا سکتا کہ جب وہ اس حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ تو ان کے آپس میں یا ان کے روبرو کیا واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ اس قسم[2] کے ایک اولین مقدمے میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ "جج بڑی جوری کے رکن کو جوری کے سامنے جو گواہی دی گئی اس کو ظاہر کرنے بطور گواہ کے طلب کئے جانے کی اجازت نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ اس امر کا حلف اٹھاتا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے راز ظاہر نہیں کرے گا۔" اس کے آگے رپورٹر کہتا ہے کہ "دیکھئے اگر کسی گواہ سے پوچھا جائے کہ آیا اس نے بڑی جوری کے روبرو جھوٹا حلف اٹھایا ہے تو اگر بعض ارکان جوری نے حلف نہیں اٹھایا ہے تو اس کو کیسے ثابت کیا جائے گا۔" وہ ہچ بنام مالٹ (Hitch v. Mallet) کے مقدمے کا ذکر کرتا ہے جس میں یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ اور پوچھتا ہے کہ اس کا کیا تصفیہ ہوا۔ جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ بڑی جوری صوبے کی تحقیقاتی عدالت ہوتی ہے۔ جس کا فرض صرف یہی نہیں ہوتا کہ ان چالانات کی تنقیح کریں جو ان کے روبرو پیش ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہ ان کی حالت دریافت

---

[1] چارٹن بنام وزیر ہند۔ ادیہ چھوس بنام وارگس ۹۔ آر۔ ۹۶۱۔ عدالت مرافعہ۔

[2] کلے ٹن ۴۰۔ قاعدہ ۱۳۱۔

کریں اور میثاقی عدالتوں کے ججوں کو ان کی خامیوں کی اطلاع دیں تو ان کی
قراردادوں کو راز قرار دینے کے لیے وجہ ہونا ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر دروغ حلفی ۴۹۷
یا کوئی اور جرم جس کا ارتکاب ان کی موجودگی میں کیا جائے۔ اور جس کی بنا پر
بعد میں کوئی چالان پیش کیا یا مخبری کی جائے تو یہ بالکل ہی جدا امر ہوگا۔
فرض کیجئے کہ بڑی جوری کی موجودگی میں کوئی گواہ کسی دوسرے گواہ کو قتل
کر ڈالے یا اس پر حملہ کر جائے تو کیا اس کے ارکان کی شہادت اس کے
خلاف قابل ادخال نہیں ہوگی؟ یا فرض کیجئے کہ ان کے زیر غور کسی معاملے
میں کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور ان کا ایک رکن دوسرے کو قتل کر ڈالے
یا اس پر حملہ کر دے تو کیا اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی؟ بڑی جوری
کے رکن کا حلف یہ ہوتا ہے کہ "وہ بادشاہ کے۔ اپنے ساتھیوں کے اور
خود اپنے مشوروں" کو راز میں رکھے گا۔ یہ امر صاف ہے کہ جن مثالوں
کا ابھی ذکر کیا گیا ہے وہ آخری دو عنوانوں کے تحت نہیں آتی ہیں۔ اور
چالان پیش کرنے سے تاج جہاں تک اس کے حقوق کا تعلق ہے۔ راز
رکھنے کے استحقاق سے دست بردار ہو جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۸۰: چھوٹی جوری کے ارکان کی شہادت خود ان کے کسی غلط عمل

کو ثابت کرنے یا یہ ثابت کرنے کہ ان کا فیصلہ غلطی پر مبنی تھا قابل ادخال
نہیں ہوتی ہے[2]۔ جوری کے فیصلوں کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہونے دینے
کے لیے عدالتوں کا یہ مقررہ عملدرآمد ہے کہ ان کے فیصلوں کو اس وقت تک

ے۱ ۸ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۹۵۷، ۲-۷۷۲۔ نوٹ۔ سابق میں بڑی جوری کا کوئی رکن جرم سنگین یا بغاوت کا مرتکب سمجھا جاتا تھا۔ اگر وہ بادشاہی امور کو فاش کر دیتا۔ ۲۷ لبراسسیایم حصہ ۶۳۔ مختصر بروک۔ تاج حصہ ۱۱۴۔

ے۲ دیکھئے شہادت از ٹیلر طبع یازدہم۔ دفعات ۹۴۲-۹۴۴

ے۳ گڈمان بنام کاتھرنگٹن۔ ۱۔ سڈرفن رپورٹس ۲۳۵۔ نارمن بنام بومانٹ ولیس ۴۸۷ نوٹ پامر بنام کروول اینڈ ریوس ۳۸۳۔ اسٹریکر بنام گراہام ۹ ۱۸۳۹۔ ۴ میسن وولزلی ۱۲۱۔ ۱۵ رسل درہان۔

سنا نہیں جاتا ہے جب تک کہ وہ کل ارکان جن کا کہ وہ فیصلہ ہو موجود نہ ہوں- اور اس کو سنتے نہ ہوں- اور اس کے سجل عدالت میں لکھ لیے جانے کے بعد عہدہ دار عدالت ان کو سناتا ہے کہ وہ اس طرح لکھ لیا گیا ہے- اور پوچھتا ہے کہ کیا وہی ان کا فیصلہ ہے- کسی رکن جوری کو اپنے یا اپنے ساتھیوں کے حقیقی یا مبینہ غلط عمل یا غلطی کو ثابت کرنے کی اجازت دینے سے ان مقدمات میں جن میں ان کے فیصلوں پر اعتراض کرنا مقصود ہوتا ہے فریب اور دھوکے بازی کا بڑا دروازہ کھل جائے گا-

دفعہ ۵۸ : پیشے سے متعلق : (۱) ان امور میں سب سے اول وہ اطلاعیں آتی ہیں جو کسی فریق نے اپنے قانونی مشیروں- یعنی کونسل- اٹرنی وغیرہ کو دی ہوں- اور ان میں ان اطلاعات کے تمام ذرائع بھی داخل ہیں- مثلاً محرر- مترجم[۲] یا کارندہ- لیکن یہ استحقاق ان امور واقعاتی
۴۹۸ پر حاوی نہیں ہوتا جو اٹرنی کو اس کے موکل کے اعتمادی اطلاع کے سوا کسی اور ذریعے سے ملی ہو- گو اگر وہ بطور اٹرنی کے مقرر نہیں کیا جاتا تو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۸۷۳- کسی ایسے مقدمے میں جس کی وہ سماعت کر رہے ہوں ارکان جوری کی گواہی دینے کی قابلیت ایک بالکل ہی جدا سوال ہے جس کے لیے دیکھیے پیچھے دفعہ ۱۸۷-

[۱] والڈرن بنام وارڈ- اسٹائیلس رپورٹس ۴۴۹- ولسن بنام راسٹال ۱۷۹۲ء ٹائمز رپورٹس ۷۸۳-۲ رسل و ریان ۵۱۵- ٹیلر بنام فاسٹر ۲- کیارنگٹن و پین ۱۹۵- ۲۱ رسل و ریان ۲۵۹- ڈوباری بنام لیوے ۱۸۱۷ء ایپک ۷۷- ۳ رسل و ریان ۶۵۵- گرینیف بنام گاسکل املٹی و کروون ۹۰- ہبرڈ بنام نائیٹ ۲- اسپنکر ۱۱- کلیف بنام جونس ۷- اسپنکر ۲۱۴-

[۲] ٹیلر بنام فاسٹر ۲ کیارنگٹن و پین ۱۹۵- ۲۱ رسل و ریان ۲۵۹-

[۳] ڈوباری بنام لیوے ایپک ۷۷- ۳ رسل و ریان ۶۵۵-

[۴] پارکنس بنام ہاکشا ۱۸۱۷ء- ۲ اسٹارکی ۲۳۹- ۱۹ رسل و ریان ۷۱۱-

غالباً ان سے واقف نہیں ہوتا[1]۔ اور یہ استحقاق پیشے والے کا نہیں ہوتا ہے بلکہ موکل کا جو اپنی مرضی سے اس سے دست برداری کر سکتا یا نہیں کر سکتا ہے[2]۔ اور اگر وہ دست برداری پسند نہ کرے تو اس کے خلاف کوئی قیاس نہیں ہوتا ہے[3]۔

علاوہ اس کے اس عام اصول کے نہایت اہم و مناسب مستثنیات بھی ہیں کہ جو اطلاعیں موکل کسی جرم کے ارتکاب سے پہلے اس کے ارتکاب میں مدد لینے یا ہدایت پانے کے خیال سے دے اُن سے فاش نہ کرنے کا استحقاق متعلق نہیں ہوتا[4]۔ اور یہ ایسا استثنا ہے جو دیوانی نوعیت کے فریب سے بھی متعلق ہے اور جرم سے بھی[5]۔ نیز یہ کہ ان دستاویزات کی جن سے استحقاق متعلق ہوتا ہے منقولی شہادت دی جا سکتی ہے[6] اور اس امر میں جس کو فاش کیا جا رہا ہو

---

[1] ڈایہ بنام کالنس ۷ اسپیکر ۶۳۹ - براون بنام فارسٹر ہرسٹن و نارمن جلد ا صفحہ ۴۲۶ - اور دیکھیے شہادت از فیپسن طبع ششم صفحات ۲۰۱ تا ۲۰۹ - جہاں مقدمات کو جمع کیا گیا ہے۔

[2] پیرا اکٹر بنام اسمائیلس ۵۵ - لا جرنل کوئینس بنچ ۵۲۷ - عدالت مرافعہ - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۱۱ -

[3] ونٹ ورتھ بنام لائیڈ ۱۰ مقدمات دارالامرا ۵۸۹ -

[4] ملکہ بنام کاکس (۱۸۸۴ء) ۱۴ کوئینس بنچ ڈیویژن ۱۵۳ - ۵۴ لا جرنل مجسٹریٹ کیسس ۴۱ -

[5] ولیمس بنام کوئب راڈا لانڈ اینڈ کاپر کمپنی (Williams v. Quebrada land and copper Co) ۱۸۹۵ء ۲ چانسری ۷۵۱ - از کے کی وچ جسٹس جنھوں نے قرار دیا کہ اس امر کے لیے یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا معاشر بھی فریب میں شریک تھا - یا نہیں تلی وانٹ بنام اٹرنی جنرل آف وکٹوریا ۱۹۰۱ء مقدمات مرافعہ ۱۹۶ -

[6] کالکرافٹ بنام گسٹ (۱۸۹۸ء) ا کوئنس بنچ ۷۵۹ - دستاویزات جو مصلحت عامہ کی بنا پر فاش کئے جانے سے محفوظ کئے گئے ہیں ان کی صورت جدا ہے دیکھیے دفعہ ۵۷۸ -

موکل کے ساتھ جن اور لوگوں کے مفاد حاصل ہو ان سے کوئی استحقاق متعلق نہیں ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۸۲: طبیب کو جو اطلاعیں دی جائیں چاہے وہ کتنے ہی راز اور پیشے کے اعتماد پر دی جائیں افشا سے محفوظ نہیں ہیں[2]۔ یہ اصول بنفسہٖ سخت ہے۔ اس کی مصلحت بھی قابل اعتراض ہے۔ اور وہ فرانس کے مجموعۂ تعزیرات و عملدرآمد[3] اور ممالک متحدۂ امریکا کی بعض مملکتوں کے قوانین موضوعہ کے مغایر ہے[4]۔ فرانس کے مجموعۂ تعزیرات (دفعہ ۳۷۸) کی رو سے حکم ہے کہ "ڈاکٹر ۔ سرجن ۔ اور صحت کے دوسرے عہدہ دار نیز دوا ساز اور دایہ اور تمام دوسرے ایسے لوگ جنھیں طبی پیشے کی وجہ سے دوسروں نے اپنے راز بھروسا کر کے بتائے ہوں ۔ فاش نہیں کر سکتے ۔ اگر وہ ان کو کسی قانونی مجبوری کے بغیر فاش کریں تو اس کی سزا ایک مہینے سے ۶ مہینوں تک کی قید ہوگی اور نیز سو فرانک سے پانچ سو فرانک تک جرمانہ بھی کیا جا سکے گا"۔ اور نیویارک کے ایک قانون موضوعہ کی رو سے حکم ہے کہ "کوئی شخص جو طب یا جراحی کا پیشہ کرنے کا مجاز ہو ایسے معلومات کو فاش کرنے کا مجاز نہ ہوگا جو اسے بحیثیت ۴۹۹
طبیب کسی مریض کے علاج کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہوں۔ اور

---

[1] مثلاً شرکا، نظما، و حصہ داران کمپنی ۔ یا امین و موتمن لہٗ دیکھیے گورا ڈ بنام ایڈیسن ۹ ۱۵ ٹائمز ۸۱۳ ۔ پوشل تھویٹ بنام رک مان ۔ ۳۵ چانسری ڈیویژن ۔ ۲۲ ۔

[2] مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن ۲۰ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۷۲ ۔ اور بعد ۔ ملک بنام گبنس ۱ ۔ کیا رنگٹن اور پین ۹۷ ۔ وھلیر بنام لی مرچنٹ ۱۷ چانسری ڈیویژن ۶۸۱ ۔

[3] کتاب شہادت مصنفہ ٹیلر دفعہ ۱۷۹ ۔

[4] گرین لیف جلد ۱ صفحہ ۲۴۸ نوٹ (۲) طبع شانزدہم ۔ شہادت از آپلٹن ضمیمہ ۲۷۶ ۔ جن مملکتوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نیویارک ۔ مسوری ۔ مچی گن ۔ وسکانسن اور ایووا ہیں ۔

جو معلومات کہ اس کے نسخہ لکھنے یا بحیثیت جرّاح کوئی فعل کرنے کے قابل بنانے کے لیے ضروری تھے"۔

دفعہ ۵۸۳: آیا ان اطلاعات کو جو مذہبی مشورہ دینے والوں کو دی گئی ہوں۔ عدالت انصاف میں فاش کئے جانے سے محفوظ کرنا چاہئیے۔ یا آیا وہ محفوظ ہیں ایک ایسا سوال ہے جس میں چند مشکلات ہیں یہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ملک بنام گلہام[1] (Rv. Gilham) اور ملک بنام وائلڈ[2] (Rv. Wild) کے مقدمات میں ججوں کے فیصلہ جات و نیز چند اور مقدمات نے جن کا ابھی ذکر کیا جائے گا اس سوال کا جواب نفی میں دیا ہے۔ اور نیز یہ کہ عملدرآمد بھی اسی تصور کے مطابق ہے۔ لیکن ملک بنام گلہام کے مقدمے سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملزم کا اقبال جرم جو اس نے کسی پادری کی مذہبی نصیحت کی بنا پر کہ اقبال کرنا اس کی مذہبی صحت کے لیے اچھا ہوگا کیا ہو اس کے مقابلے میں قابل ادخال شہادت ہوتا ہے —— یہ فیصلہ بالکل صحیح ہے کیونکہ ان نصیحتوں کو "اقبال جرم کرنے کی ناجائز ترغیب" سمجھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ ترغیب سے مراد جیسا کہ کہ ایک پچھلے باب[3] میں بتایا گیا ہے قانوناً ایسے الفاظ ہوتے ہیں جن سے کسی جرم کے ملزم یا مشتبہ شخص کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ جرم کا اقبال کرنے سے اس کی حالت جہاں تک کہ جرم کے دنیاوی نتائج کا تعلق ہے بہتر ہوگی۔ اور ایسی ترغیب کے بعد جو اقبال جرم کیا جائے اس کو قانون اس بنا پر مسترد کرتا ہے کہ اس امر کا معقول خوف رہتا ہے کہ

---

[1] کریمنل کیسس از موڈی ۱۸۶۔

[2] ایضاً ۴۵۲۔

[3] پیچھے دفعہ ۵۰۱۔

اس کی وجہ سے اس شخص نے ممکن ہے کہ غلط اقبال جرم کیا ہو ----- اور یہ حجت ایک ایسی صورت پر کلیتہً ناقابل ادخال ہوتی ہے جس میں اس سے صرف یہ کہا جاتا ہے کہ سچ بات کا اقرار کرنے سے اس کو صرف مذہبی فایدہ حاصل ہوگا۔ ملک بنام وائلڈ کا مقدمہ اور بھی کم متعلق ہے۔کیونکہ جس شخص نے وہاں مذہبی نصیحت کی تھی۔ نہ تو پادری تھا اور نہ اس نے کہا تھا کہ وہ پادری ہے۔جن دوسرے مقدمات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اسکنر (Skinner) کا ایک غیر موسوم مقدمہ[۱] اور ملک بنام اسپارکس[۲] R.v. Sparkes بٹلر بنام مور[۳] Butler v. Moore اور ولسن بنام راسٹال[۴] Wilson v. Rastall ہیں پہلے مقدمے میں سوال ایک ایسی اعتمادی اطلاع کے متعلق تھا جو ایک قانون داں شخص کو دی گئی۔ اور لارڈ چیف جسٹس ہولٹ نے حسب توقع اس کے متعلق قرار دیا کہ وہ فاش نہیں کی جا سکتی۔ اور انھوں نے بطور قول عدالتی کے اضافہ کیا کہ "کسی شریف آدمی۔ پادری وغیرہ" کی صورت اس سے جدا ہے۔ دوسرے اور تیسرے فیصلے اس امر پر ہیں کہ پروٹسٹنٹ یا رومن کیتھولک پادریوں سے جو اقبال جرم کئے جائیں ان سے فاش نہ کرنے کا استحقاق متعلق نہیں ہے۔ دوسرے مقدمے کو بلر جسٹس نے دورے پر فیصل کیا تھا اور تیسرے کو عدالت نصفت ایرستان کے ماسٹر آف رولس نے۔ اور چوتھے مقدمے میں ججوں نے اجلاس کاملہ میں بطور قول عدالتی قرار دیا تھا کہ فاش نہ کرنے کا استحقاق صرف کونسل۔ سالیسٹر اور اٹرنی سے متعلق ہے۔ بٹلر بنام مور کے مقدمے کے فیصلے پر ۵۰۰

۱۔ اسکنر رپورٹس ۴۰۴۔

۲۔ ڈوباری بنام لیوٹ سنہ ۱۷۹۱ء۔ پیک ۷۷۔ رسل دریان ۶۵۵ میں اس کا ذکر کیا گیا۔

۳۔ شہادت ارمیا کنالی ۲۵۳۔

۴۔ ولسن بنام راسٹال سنہ ۱۷۹۲ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۷۵۳۔ ۲ رسل دریان ۵۱۵۔

کہاں تک اس امر کا اثر ہوا کہ اس وقت (سنہ ۱۸۰۲ء) ایک خاص مذہبی عقیدے کو قانوناً ناپسند کیا جاتا تھا کہنا آسان نہیں ہے۔ لیکن یہ مقدمہ اور ملک بنام اسپارکس کا مقدمہ دونوں عام مسئلے کا کچھ تصفیہ نہیں کرتے ہیں۔ اور جب مقدمہ ڈوباری بنام لیوٹ[1] Du Barre v. Livette میں موخرالذکر مقدمہ لارڈ کنین کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ "جو شہادت اس مقدمے میں منظور کی گئی اس کو منظور کرنے سے پہلے میں توقف کرتا" لیکن انھوں نے اس مقدمے کا فیصلہ اس بنا پر کیا کہ اطلاعیں جو قانونی مشورہ دینے والے کو دی جائیں وہ دوسری اطلاعوں سے جدا ہوتی ہیں۔ یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ جب یہ سوال براڈ بنام پٹ[2] (Broad v. Pitt) کے مقدمے میں ضمنی طور پر بسٹ چیف جسٹس کے سامنے ملک بنام گلہام کے مقدمے کے جلد ہی بعد پیش ہوا تو انھوں نے اس مقدمے کا اس معنی کرتے حوالہ دیا کہ اس سے تو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ زیر بحث استحقاق پادری سے متعلق نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے اضافہ کیا کہ "میں ایک مثلاً کسی پادری کو ان اطلاعوں کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کروں گا جو کسی قیدی نے اسے دیے ہوں۔ لیکن اگر وہ ان کو ظاہر کرنا پسند کرے تو میں ان کو شہادت میں قابل ادخال ٹھیراؤں گا" مقدمہ ملک بنام گرفن[3] (R. V.Griffin) میں جس کی سماعت صدر فوجداری عدالت میں آلڈرسن جج کے اجلاس پر ہوئی۔ ملزم کے خلاف شہادت کا ایک جزو وہ گفتگو تھی جو موضوع الزام سے متعلق اس میں اور اس کے مذہبی مشیر میں ہوئی تھی۔ اس شہادت کے پیش کئے جانے پر جج نے قوی رائے ظاہر کی کہ وہ قابل ادخال نہیں ہے۔ لیکن اس نے یہ بھی کہا کہ "میں اس کو کوئی قطعی اصول نہیں قرار دیتا

[1] ڈوباری بنام لیوٹ۔ سنہ ۱۷۹۱ء۔ ۱۔ پیک ۷۷۔ ۳ رسل در بیان بر صفحہ ۶۵۶۔

[2] ۳ کیارنگٹن مینن ۵۱۸۔

[3] ۶ کاکس کریمنل کیسیز ۲۱۹۔

ہوں۔ لیکن میری دانست میں ایسی شہادت ناقابل ادخال ہونی چاہئے" اور وکیل استغاثہ نے حسبہٗ اس شہادت کو واپس لے لیا۔ اس مقدمے کی پوری رپورٹ نہیں کی گئی ہے۔ اور نتیجہ بھی نہیں بیان کیا گیا ہے۔
ملک بنام ہے Rv. Hay میں قیدی کو ایک گھڑی کے سرقے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ یہ گھڑی ایک رومن کیتھولک پادری کے قبضے سے برآمد ہوئی تھی جس کو بطور گواہ استغاثہ کے طلب کیا گیا تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ "یہ گھڑی تم کو کس سے ملی" تو اس نے جواب دینے سے انکار کیا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ "وہ اقرار گناہ کے سلسلے میں اسے ملی ہے"[1] ہل جسٹس نے حکم دیا کہ اس کو جواب دینا چاہئے۔ کیونکہ مذکورۂ بالا سوال سے اس سے اقرار گناہ میں جو کچھ کہا گیا ہو اس کے فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جا رہا ہے۔ یہ فیصلہ بنفسہٖ صاف طور پر ناقابل اعتراض ہے۔ لیکن اس سے عام مسئلے کا کچھ تصفیہ نہیں ہوتا ہے۔ ۱۸۸۱ء[2] میں دھیلر بنام لی مرچنٹ (Wheeler v. Le Marchant) کے مقدمے میں جہاں سوال یہ تھا کہ آیا وہ خطوط جو سالیسیٹر اور پیمائش کنندوں کے درمیان لکھے جائیں فاش کئے جانے سے محفوظ ہیں۔ اور عدالت نے قرار دے دیا کہ وہ باستثنیٰ ان خطوط کے جو نزاع کے بعد راز میں لکھے جائیں محفوظ نہیں ہیں۔ جل ماسٹر آف رولس (Jessel, M. R.) نے کہا کہ "راز و اعتماد کے اطلاعات کو محفوظ کرنے والا اصول نہایت ہی محدود قسم کا ہے"۔ اور منجملہ دیگر اطلاعوں کے وہ اطلاعیں ۵۰۱
جو کسی پادری کو اقرار گناہ کے ضمن میں ایسے امور کے متعلق دیے گئے ہوں جن کو شخص تایب اپنی جان و مال سے زیادہ اہم سمجھتا ہو فاش کئے جانے سے محفوظ نہیں ہیں"۔ اور آخر میں ۱۸۹۳ء میں مقدمہ نارمن شا بنام نارمن شا[3] (Normanshaw v. Normanshaw) میں شوہر کی زنا کی بنا پر

[1] ۲ فاسٹر و فنلی ۴۰ -
[2] وھیلر بنام لی مرچنٹ، ۱۷ چانسری ڈیویژن ۶۷۵ - عدالت مرافعہ -
[3] نارمن شا بنام نارمن شا - ۶۹ لا ٹائمز ۴۶۸ - اور نیز دیکھئے پیچھے دفعہ ۱۲۰ (ب) -

درخواست طلاق میں اس نے ایک پادری کو جس نے مدعی علیہا سے بینہ زنا کے معلوم ہونے کے بعد ملاقات کی تھی بطور گواہ طلب کیا۔ گواہ نے کہا کہ اس نے اس امر پر اپنے تمام دوستوں سے مشورہ کیا ہے اور ان سب نے اسے مشورہ دیا ہے کہ کلیسائی علائق کے ایک شخص کی اس سے خانگی گفتگو کو فاش نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ فاش نہیں کرے گا۔ جی یون جسٹس (Jeune, J.) نے گواہ کو جواب دینے پر مجبور کیا۔ اور کہا کہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کرنا چاہئیے کہ کسی پادری کو یہ حق ہے کہ عدالت انصاف سے کسی اطلاع کو چھپا رکھے اور چونکہ جوری نے واقعۂ زنا کو باوجود مدعی علیہا اور شریک مدعی علیہ کے انکار کے ثابت قرار دیا تھا۔ طلاق کی آخری ڈگری صادر کر دی۔

دفعہ ۵۸۴: اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ "اصلاح سے پہلے جو بیانات پادری سے کئے گئے ہوں اور ان پر اقبال گناہ کی مہر لگائی گئی ہو فاش کئے جانے سے محفوظ تھے۔ اور جو پادری بھی ان کو فاش کر دیتا تھا۔ اسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ چوتھی کونسل لاٹرن (Council of Lateran) ۱۲۱۵ء کے اکیسویں دفعہ کی رو سے حکم تھا کہ:۔

> "پادری کو احتیاط کرنی چاہئیے کہ کسی گناہ گار کے راز کو الفاظ۔ علامت یا کسی اور طریقے پر ذرا بھی نہ فاش کرے۔ لیکن اگر اس کو مزید مشورے کی ضرورت ہو تو اس کو چاہئیے کہ یہ مشورہ احتیاط کے ساتھ بغیر شخص کے نام کو ظاہر کیے کے حاصل کرے۔ کیونکہ جو کوئی بھی کسی قصور کو جو اس سے اقبال گناہ میں کیا گیا ہو فاش کرے گا وہ نہ صرف اپنے پادری کے عہدے سے علیحدہ کر دیا جائے گا بلکہ کسی خانقاہ میں نظر بند کر دیا جائے گا تاکہ عمر بھر توبہ کرے۔"

اور انگریزی مجالس نے یعنی مجلس سالسبری نے ۱۲۱۷ء میں

مجلس ڈرہام نے ۱۲۲۰ء اور مجلس آکسفورڈ نے ۱۲۲۲ء اور مجلس اکزیٹر نے ۱۲۸۷ء اسی طرح کے احکام وضع کئے مجلس آکسفورڈ نے (جو اسقف اعظم لانگٹن (Archbishop Langton) کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی حکم دیا کہ:-

"کسی پادری کو غصے کے اثر بلکہ موت کے خوف سے بھی کسی شخص کے اقبال گناہ کو کسی لفظ یا علامت سے عام یا خاص الفاظ میں ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اور اگر اس بنا پر وہ مجرم قرار پائے تو اس کا تنزل بلا کسی امید بہتری کے کردیا جائے۔"

۵۰۲ ہنری اول کے قدیم قوانین میں ذیل کا فقرہ[1] پایا جاتا ہے:-

"پادری کو جو کچھ وہ کسی شخص سے اس کے اقبال گناہ میں سنے اپنے عزیزوں یا اجنبیوں سے دہرانے سے حذر کرنا چاہئے۔ لیکن وہ اگر ایسا کرے تو معزول کردیا جائے گا اور مدت العمر شرمناکی میں پڑے گا۔"

ہنری اول کے قوانین قانون عمومی کے دلایل بطور مفید ہیں۔ لیکن یہ حالت منسوخ شدہ قانون ۹ ایڈورڈ دوم باب ۱۰ (قانون موضوعۂ آرٹی کولہ کلری) کی نہیں ہے جس میں حسب ذیل الفاظ تھے[2]:-

"یہ ہمارے بادشاہ کی مرضی ہے کہ چہ رجو سرکاری گواہ بن جائیں جب چاہیں اپنے جرائم کا اقبال پادریوں سے کرسکیں۔ لیکن پادریوں کو احتیاط کرنی چاہئے کہ غلطی سے سرکاری گواہوں کو کوئی معلومات بہم نہ پہنچائیں"

سر ایڈورڈ کک جنھوں نے یاد رکھئے کہ "اصلاح" کے بعد لکھا ہے

---

[1] قوانین ہنری اول باب ۵ دفعہ ۱۷۔

[2] قانون موضوعہ جس کے ابواب ۱۰ و ۱۲ انگلستان میں قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۶۳ء کی رو سے اور ایرستان میں قانون نظر ثانی قانون موضوعہ (ایرستان) ۱۸۷۲ء کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں کا مذکورۂ بالا بیان "قوانین موضوعہ مملکت" سے لیا گیا ہے۔ یہ کئی لحاظ سے اس بیان سے جدا ہے جو سر ایڈورڈ کک نے اپنے انسٹیٹیوٹ جلد دوم میں دیے ہیں۔

اس قانون موضوعہ پر تنقید کرتے ہوئے اپنے خیالات کو یوں ظاہر کیا ہے
کہ[1] "چور اور سرکاری گواہ: یہ حصہ صرف چوروں اور سرکاری گواہوں
سے جنھیں جرم سنگین کی بنا پر چالان کیا گیا ہے متعلق ہے اور جرم بغاوت
سے متعلق نہیں۔ کیونکہ اگر بغاوت سنگین کو پادری سے ظاہر کیا جائے تو
اس کو کہہ دینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے جو خطرہ ہے وہ بادشاہ اور
ساری مملکت کے لیے ہے۔ اس لیے اس حصے سے قانون عمومی کا
اعلان ہوتا ہے کہ اقبال گناہ کا استحقاق صرف جرائم سنگین سے
متعلق ہے۔ اور گو جو شخص کہ کسی جرم سنگین پر چالان کیا گیا ہو اور
سرکاری گواہ بن جائے تو وہ تمام جرائم سنگین، اور بغاوتوں کو ظاہر
کرنے کا حلف اٹھاتا ہے لیکن وہ قانونی سرکاری گواہ نہیں ہوتا ہے
بلکہ صرف اس جرم کا سرکاری گواہ ہوتا ہے جس کے لیے اس کو
چالان کیا جاتا ہے! اور باقی جرائم کے لیے اس میں بادشاہ کا
فایدہ ہے کہ اس پر رحم کرے۔ پس یہ حصہ چوروں سے شروع ہوتا
اور سرقے یا جرم سنگین کے سرکاری گواہوں پر حاوی ہوتا ہے اور
بغاوت سنگین پر حاوی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ قانون عمومی کی رو سے
جو شخص کہ بغاوت سنگین کی بنا پر چالان کیا جاتا تھا۔ اس کو پادریوں
کا چالان نہ کیا جانے کا استحقاق" حاصل نہیں ہوتا تھا۔ (یہی قانون
اس بادشاہ کے عہد میں تھا جس میں کہ یہ قانون نافذ ہوا تھا) اور نہ
کسی پادری کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ بغاوت سنگین کا اقبال کیے جانے
پر اس کو چھپا رکھے۔ اور یہی، ہنری پنجم (سجل پارلیمنٹ، ہنری پنجم
باب ۱۲) میں قرار دیا گیا۔ اور اسی کی بنا پر درویش جان رانڈالف
(John Randolph) بیوہ ملکہ کا اقبال گناہ سننے والے پادری نے
اس پر بغاوت کا الزام لگایا تھا کہ اس نے بادشاہ کی موت کی کوشش کی تھی

[1] ۲۔ انسٹیٹیوٹ ۶۲۹۔

اور یہی ہنری گارنٹ (Henry Garnet) (بلیری-۲-جیمس) کے مقدمے میں جو فرقۂ جی سوسیٹس (Jesuits) کے صدر تھے اور جو اپنی بغاوت کو ۵۰۲ اقبالِ گناہ کے پردے میں چھپانا چاہتے تھے۔ وغیرہ۔ اور گویہ قانون موضوعہ جیسا کہ کہا گیا ہے صرف جرایم سنگین پر حاوی ہے۔ لیکن اقبال گناہ سننے والے پادریوں کو جو تنبیہ کیا گیا ہے وہ قابلِ لحاظ امر ہے۔ کہ غلطی سے بھی انھیں معلومات بہم نہیں پہنچانا چاہئے" لیکن یہ امر بہت ہی مشتبہ ہے کہ مذکورۂ بالا تنبیہ جو اس قانون کے آخر میں دی گئی ہے وہ اس لیے دی گئی تھی کہ اقبال گناہ سننے والے پادری کو تنبیہ کیا جائے کہ وہ شخص تایب کے راز دوسروں سے ظاہر نہ کرے۔ نحوی ترکیب اور متن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس لیے دی گئی تھی کہ پادری مجرم تک اپنے رسائی کے امتیاز کا اس کو باہر سے معلومات بہم پہنچا کر بے جا استعمال نہ کرے۔ اور اس لیے قوانین کے بہترین اشاعت میں اس فقرے کا ترجمہ اسی طرح کیا گیا ہے[1]۔ نیز ہم ادب سے یہ بھی کہیں گے کہ یہ قانون بغاوت پر بھی حاوی تھا۔ اور سر ایڈورڈ کک کی اس کے خلاف میں حجت صحیح نہیں ہے[2]۔

بہرحال اصول قانون کلیسائی ۱۶۰۳ء کے اصول ۱۱۳ میں بعد "اصلاح" کا اور آج کل کا قانون مندرج نظر آتا ہے۔ اس اصول میں صراحتہً حکم ہے کہ:۔

"اگر کوئی شخص مخفی و پوشیدہ گناہوں کا پادری سے اقبال اپنی ضمیر سے

---

[1] قوانین موضوعہ کی وہ اشاعت جو صفحہ ۹۰۱ کی نوٹ ۲ میں بیان کی گئی ہے۔ اور نیز دیکھئے قوانین موضوعہ کی وہ طبع جو رف ہڈ لنے کی ہے۔ ۱۶۶۲ء۔ ابواب ۱۰۔ ۱۲ اقوانین موضوعہ قانون نظر ثانی قوانین موضوعہ ۱۸۶۳ء کی رو سے منسوخ کئے گئے ہیں۔

[2] ان وجوہات کے لیے جو اعادے کے لیے بہت ہی طویل ہیں دیکھئے صد ۱۱ مضمون مسٹر بلڈلی جس کا نیچے دفعہ ۵۸ نوٹ (۲) میں حوالہ دیا گیا ہے۔

بوجھ ہلکا کرنے اور روحانی دلاسا، تسلّی و آرام حاصل کرنے کرے تو ہم اپنے اس حکم سے اس پادری کو کسی طرح پابند نہیں کرتے ہیں[1]۔ بلکہ سختی سے خبردار کرتے اور نصیحت کرتے ہیں کہ اس طرح پر جو جرایم اس کی امانت اور راز میں رکھنے کے لیے اس سے کہے گئے ہیں۔ کسی بھی شخص سے کسی وقت بھی ظاہر نہ کرے[2]۔ سوائے اس کے کہ یہ ایسے جرایم ہوں کہ ان۔ سے خود اس کی زندگی قوانین مملکت کی رو سے خطرے میں پڑ جائے اور بے قاعدگی کی سزا ملے۔"

اس اصول کے متعلق ملحوظ رکھیے کہ (۱) مذکورۂ بالا کسی تقدمے میں اس کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ (۲) ممکن ہے کہ وہ صرف ان باضابطہ اور محدود اقبال گناہ سے متعلق ہو جس کو بعد کی کتاب دعائے سنہ ۱۶۰۴ء میں تسلیم کیا ہے۔ (۳) اس اصول نے اپنے استثنا کی رو سے ان جرایم میں جو فاش کیے جا سکتے ہیں اور ان جرایم میں جو فاش نہیں کیے جا سکتے فرق کیا ہے۔ اور (۴) "بے قاعدگی" سے مراد معاش سے علٰحدگی اور جب تک یہ اصول کارفرما رہے کسی معاش سے فایدہ اٹھانے کی ناقابلیت ہے۔

اس عام اصول پر اس سے زیادہ عدالتی توجہ درکار ہے جتنی کہ کی گئی ہے۔ مسٹر جسٹس اسٹیفن مرحوم نے اپنی کتاب "مجموعۂ قانون شہادت" (دفعہ ۱۱۷) میں کہتے ہیں کہ "غالباً پادریوں ۵۰۴
کو ان اطلاعات کے فاش کرنے پر مجبور کیا جائے گا جو انھیں پیشے کے

[1] اس حکم یا اصول میں پہلے پادریوں یا نائبوں کو یا اگر یہ نہ ہوں تو (کیوریٹس) کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے محافظان کلیسا کے ساتھ تمام ان جرایم کی اطلاع جو ان کے زیر نگرانی ہوں اپنے نظما کو دیں۔

[2] یہ کہنا مشکل ہے کہ اس استثنا کے معنی کیا ہیں۔ ہماری رائے میں یہ آج کل صرف اس پادری کی شکل میں اطلاق پاتا ہے جو بغاوت یا قتل کا معین ہوتا ہے۔ دیکھیے قانون معینان و ترغیب دہندگان سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۹۴۔

[3] قانون کلیسا از بلنٹ (Blunt's church law) طبع دوم از فلی مور (Phillimore) (اب لارڈ فلی مور) بر صفحہ ۱۷۶۔

اعتماد میں دی گئی ہوں "۔ اور مسٹر جسٹس فلی مور نے خیال کیا تھا کہ " یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ " اگر یہ سوال پھر انگریزی عدالت انصاف میں پیش ہو تو وہ فیصلہ کرے گی کہ اقبال گناہ ناقابل افشا ہیں۔ اور اس کی ایسی توضیح کرے گی جو کسی دوسری عیسائی مملکت کے قانون کی ہمنوا ہوگی"[1]

دفعہ ۵۸: (الف) ۱۸۶۵ء میں ملکہ بنام کنٹ[2] (Reg v. Kent)

کے قابل لحاظ مقدمہ میں نظمائے عدالت فوجداری کے ایک پادری کا جو ایک قیدی کو قتل کے لیے سپرد کرنے کی درخواست پر از خود بطور گواہ پیش ہوا تھا اظہار قلمبند کرنے سے انکار کرنے سے اس موضوع پر بہت بحث پیدا ہوئی۔ دارالامرا میں لارڈ ویسٹ میتھ (Lord Westmeath) کے سوال پر لارڈ چانسلر کران ورتھ (Lord Chancellor Cranworth) اور لارڈ شیمسفرڈ (Lord Chelmsford) نے اعتماد سے رائے ظاہر کی کہ نظما نے غلطی کی ہے[3]۔ اور یہ کہ قانون انگلستان میں اقبال گناہ کی مہر خاموشی کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے اور اسی لیے گواہ کو جواب دینے پر مجبور کرنا چاہیے تھا۔ ان بیانات کے جلد ہی بعد مسٹر ایڈورڈ باڈیلی (Mr. Edward Badeley) کا رسالہ[4] شایع ہوا جس کا پڑھنا فایدے سے خالی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس میں قانون و مصلحت کی بنا پر جو کچھ اقبال گناہ کی مہر خاموشی کی موافقت میں

---

[1] قانون کلیسا از فلی مور طبع دوم جلد ۲ بر صفحہ ۹۴۴ جس کو ان کے بیٹے لارڈ فلی مور نے بعد میں۔ بعنی جمٹ (C. F. Jemmett) نے شایع کیا۔

[2] ملکہ بنام کنٹ۔ دیکھیے "صدی کے مشہور مقدمات ۱۹۰۹ء مصنفہ آٹلے میں" راز شاہراہ" غالباً ملزمہ نے اپنے استحقاق سے دست برداری کر لی تھی۔ اور اس کے عذر "مجرم ہوں" پیش کرنے پر وہ قتل کی مجرم قرار دی گئی۔

[3] ۱۳ مئی ۱۸۶۵ء کا ہانسارڈ دیکھیے دیکھیے دفعہ ۱۲۰ ب۔ نوٹ

[4] "انگریزی عدالت ہائے انصاف میں مذہبی اقبالات کے استحقاق پر دوست کو ایک خط میں غور" مصنفہ ایڈورڈ باڈلی اسکویر۔ ایم۔ اے۔ بار ایٹ لا۔ لندن۔ بٹروورتھ ۱۸۶۵ء۔ ۹۶ صفحات۔

کہا جا سکتا ہے سب کچھ موجود ہے۔ اس رسالے کے صفحہ ۲۳۲ پر مسٹر باڈیلی لکھتے ہیں کہ :-

"یہ امر شبہ سے بالکل باہر ہے کہ نہ تو سولھویں اور نہ سترھویں صدی (یعنی کل عہد اصلاح) کے کارروائیوں سے اس مذہبی رسم کی مقدس نوعیت اور اس کے ناقابل افشا ہونے میں کوئی تغیر کیا گیا۔ ان کارروائیوں کی رو سے توبہ کے اغراض سے خانگی اقبال گناہ یقیناً ناجائز نہیں قرار دیا گیا۔ اور یہ امر بالکل واضح ہے کہ پارلیمنٹ اور مذہبی مجلس نے بعض صورتوں میں اس کے جاری رہنے کو صاف طور پر پسند کیا۔ .....
سرکاری تسلیم کردہ کلیسا کے پادریوں سے صراحتہً خواہش کی گئی کہ وہ بعض صورتوں میں نہ صرف توبہ کرنے والے اشخاص کے اقبال گناہ جیسے وہ از خود کئے جائیں سنیں۔ بلکہ جب اشخاص اقبال گناہ کرنے پر مائل نہ ہوں تو کرنے کے لیے ان سے اصرار کیا جائے اور ان کو ترغیب دی جائے: پس اگر عملدرآمد یہ رہا ہو اور اس کو اس طرح پر تسلیم کیا گیا اور جائز قرار دیا گیا ہو تو اس امر کے لیے کہ اخفا کا امتیاز جو اقبال گناہ کو حاصل تھا وہ اصلاح کے بعد زائل ہو گیا یقیناً اس سے زیادہ اچھے دلائل پیش ہونے چاہئیں جو میری معلومات میں اب تک پیش ہوئے ہیں۔
اگر کہا یہ جائے کہ اصلاح کے بعد ارکان کلیسا سے اس کی تحقیقی طور پر خواہش نہیں کی گئی تو اس کا یہ جواب ظاہر ہے اور میری دانست میں قطعی بھی۔ کہ کسی بھی صورت میں اس کا جائز رکھنا اور بعض صورتوں میں اس کو پسند کرنا اور اس کا حکم دینا کلیسا اور پارلیمنٹ کی جانب سے اس اقرار و وثوق کے مساوی ہے کہ اس کے آزادی سے استعمال کے لیے جو امتیازات ضروری ہیں ۵۰۵
وہ سب حاصل رہیں گے اور یہ کہ وہ امتیازات قانون مملکت اور قانون کلیسا دونوں کی رو سے موجود تھے اور یہ کہ قوانین موضوعہ کی کتاب میں کوئی امر صراحتہً یا معناً ایسا نہیں ہے جس سے ان امتیازات میں کمزوری

پیدا ہوتی ہے......

"کیتھولک عیسائیوں کا یہ حق کہ ان کے اقبال گناہ کی عدالت ہائے انصاف میں حرمت کی جائے۔ انگلی کن عیسائیوں کے ایسے حق سے جدا وجہ پر مبنی ہے۔ لیکن اس کی صحت کی تائید دشوار نہیں ہے اس امر میں تو شبہ نہیں ہو سکتا کہ انھیں ابتداءً یہ حق قانون عمومی - نیز کلیسائی قانون کی رو سے حاصل تھا - اور اگر عہد اصلاح میں یہ حق زایل ہوگیا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ صراحتہً سلب کیا گیا یا کسی خاص قانون موضوعہ کی رو سے ناجائز قرار دیا گیا - بلکہ یہ کہ مذہب ہی ممنوع قرار دیا گیا تھا..... لیکن خوش قسمتی سے........ یہ مذہب ممنوع نہیں رہا ہے اور دوبارہ قایم کر دیا گیا ہے۔ مملکت کے مذہب کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ایسے مذہب کی حیثیت سے جس کی قانوناً اجازت ہے اور جس کی قانوناً حفاظت کی جاتی ہے۔ اسی لیے کسی کیتھولک کو اپنے مذہب کے تمام احکام سے متمتع ہونے کا دوبارہ حق دیا گیا ہے اور ان تمام امتیازات سے متمتع ہونے کا جو کسی بھی مذہبی فرض کی تعمیل کے لیے ضروری ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس کو وہ تمتع حاصل نہیں ہے جو مقننہ اسے دینا چاہتی تھی۔"

اس امر سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ ان دلایل میں بڑی قوت ہے اور نہ ان میں جہاں تک کلیسائے انگلستان کے ارکان کا تعلق ہے کوئی کمزوری اس شبہے سے باہر واقعے سے ہو سکتی ہے۔ کہ رازمیں اور کان میں کہے ہوئے اقبال گناہ اور پادریوں کو مدعو کرنے کا عملدرآمد کلیسائے انگلستان[1] کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔ چاہے اس کے بعض ارکان اپنی انفرادی حیثیت سے خاص صورتوں میں اس کو کتنا ہی پسند کریں۔

دفعہ ۵۸۴ - ب " اقبال گناہ کی مہر خاموشی " کے عدالت میں

---

[1] دیکھیے ملکہ بنام اسقف اعظم کنٹربری - ۲۰ لا جرنل کوینس بنچ ۱۵۴ - اور توبہ کی مذہبی کہاوت

نہ توڑے جانے کے دو وجوہات ہیں (۱) اس شخص کا حق جس کے اقبال گناہ کو فاش کیا جاتا ہے اور (۲) یہ امر کہ جو پادری اس کی گواہی دیں وہ کلیسائی سزاؤں کے مستوجب ہوتے ہیں۔ ہماری عرض ہے کہ ان میں سے کوئی وجہ بھی کسی عدالت میں کافی ہے۔ اور عدالت خفیفہ میں دفعہ ۱۶ قانون جرائم قابل چالان ۱۸۴۸ء اور دفعہ ۷ قانون سماعت مختصر ۱۸۴۸ء (دیکھیے دفعہ ۱۲۸) کے تحت جائز عذر سمجھا جا سکتا ہے سنہ ۱۶۰۳ء کا ایک سو تیرھواں اصول قانون کلیسا (دیکھیے دفعہ ۵۰۴) اینگلی کن پادریوں کے لیئے کافی سمجھا جا سکتا ہے اور عہد اصلاح سے پہلے کا ایسا ہی اصول رومن کیتھولک پادریوں کے لیے

دفعہ ۵۰۵: اگر ان اطلاعات کو جو روحانی مشورہ دینے والوں کو دی جائیں مقدس سمجھنا غلطی ہو تو اس امتیاز کو کسی خاص فرقے تک محدود کرنا مخالف قسم کی اور بڑی غلطی ہوگی۔ قانون ملک کی عدالتوں کا یہ فرض منصبی نہیں ہے کہ کسی شخص کے مذہبی عقیدے کی جانچ کریں۔ یا اس کی تنقیح کریں کہ آیا اس کی رو سے اقبال گناہ کا کان میں کہنا ضروری ہے یا وہ اس کو مناسب سمجھتا اور اس کی اجازت دیتا ہے۔ ان
۵۰۶ کے سامنے سوال صرف یہ ہونا چاہیے کہ آیا جو شخص نیک نیتی سے مذہبی مشورہ چاہتا ہو اس کو آزادی سے اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔ نیو یارک کے ایک قانون موضوعہ[۱] کی رو سے انجیل کے کسی پادری یا کسی بھی پجاری کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ پیشے کی حیثیت سے یا اس کے قواعد یا عملدرآمد کے ضوابط کی رو سے جو اقبال گناہ اس سے کیئے جائیں انھیں فاش کرے۔" مسوری، وسکانسن مچیگن اور آیووا[۲]

[۱] شہادت مصنفہ گرین لیف طبع شانزدہم جلد ۱ دفعہ ۲۴۷۔ نوٹ ۱۔ شہادت مصنفہ ایلپٹن ضمیمہ ص ۲۷۵
[۲] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ۱ دفعہ ۲۴۷۔ نوٹ (۱)۔ شہادت مصنفہ ایلپٹن ضمیمہ ۲۷۶ و ۲۷۷۔

(Missouri, Wisconsin, Michigan & Iowa) میں بھی ایسے ہی قوانین موضوعہ نافذ ہیں۔ اور اسی اصول کو فرانس میں بھی مانا گیا ہے۔

دفعہ ۵۸۹: معاشری: اس اصول کے معاشری زندگی میں اطلاق بہت کم ہیں۔ بڑی مثال شوہر و زوجہ کے درمیانی اطلاعات کی ہے۔ پروفیسر گرین لیف کہتے ہیں[۲] کہ یہ اطلاعات مثل امتیازی اطلاعات کے ہوتے ہیں۔ اور اسی بنا پر۔ قطع نظر مفاد و شخصیت کے ایک ہونے کے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے موافق یا مخالف گواہی نہیں دے سکتے ہیں۔ فاش کئے جانے سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے خوشحالی حالت ازدواجی کے لیے ضروری ہے کہ شوہر و زوجہ میں غیر محدود اعتماد ہو۔ اور اس اعتماد کو قانون اس طرح حاصل کرتا ہے کہ اس کو فاش ہونے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیتا ہے۔ اور قرار دیا ہے کہ زوجہ کے سینے سے کوئی ایسی بات فاش نہیں کرائی جائے گی۔ جس کو شوہر نے اس سے اعتماداً کہا ہو۔ اسی لیے فریقین میں شوہر کی موت یا طلاق سے افتراق ہو جانے کے بعد بھی زوجہ کسی ایسی گفتگو کو فاش نہیں کر سکتی۔ جو اس سے ہوئی تھی۔ گو اس کو ایسے امور کی گواہی دینے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ جس کا علم اس کو ایسے ذرایع سے ہوا ہو جو اس شخص کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں جس کو اس کی زوجہ کی حیثیت حاصل نہ ہو۔" اور قانون ترمیم قانون شہادت ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ نے جس کی رو سے شوہر و زوجہ دیوانی مقدمات میں ایک دوسرے کے موافق یا مخالف گواہی دے سکتے اور گواہی دینے پر

---

[۱] کتاب شہادت مصنفۂ باٹنے دفعہ ۱۷۹۔ جو یہ بھی کہتے ہیں کہ "جس نظام میں کہ اس اعتماد کی جو پادری پر کیا جاتا ہے اور جس کی بنا پر توبہ کی ہدایت ہوتی ہے پادری کے ذریعے سے اس کو فاش کرائے بیخکنی کی جاتی ہے وہ اتنا ہی برا ہے جتنا کہ اس اعتماد کو مقدس نہ سمجھنا۔"

[۲] شہادت مصنفہ گرین لیف جلد ا طبع شانزدہم دفعہ ۲۵۴۔

مجبور کیئے جاسکتے ہیں۔ ایک خاص حکم دفعہ ۳ میں دیا ہے کہ کسی شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ دوران نکاح میں جو اطلاع زوجہ نے دی ہو فاش کرے اور نہ کسی زوجہ کو ایسی اطلاع کے فاش کرنے پر مجبور کیا جائے گا جو دوران نکاح میں شوہر نے اسے دی ہوئے اور جب وقوع نکاح کو تسلیم یا ثابت کیا جائے تو نہ شوہر اور نہ زوجہ کی شہادت آپس میں جماع[1] کے واقع نہ ہونے کو ثابت کرنے یا ۵۰۷
اس کے واقع ہونے کی تردید کرنے قابل ادخال ہوگی[2] — یہ ایسا اصول ہے جس کو لارڈ مانسفیلڈ صحیح طور پر کہتے ہیں کہ دو شائستگی اخلاق ومصلحت پر مبنی ہے[3] لیکن جب نزاع وقوع نکاح ہی کے متعلق ہو یا جب کہ امر نزاعی یہ ہو کہ آیا کوئی بچہ نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد پیدا ہوا ہے یا گو وہ نکاح کے بعد پیدا ہوا ہے لیکن اس کی صحیح النسبی پر اعتراض ہو تو والدین کی شہادت یہ ثابت کرنے قابل ادخال ہے کہ ان کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ یا یہ ثابت کرنے کہ بچہ نکاح سے پہلے پیدا ہوا۔ یا یہ کہ گو وہ شادی کے بعد جلد ہی پیدا ہوا لیکن مبینہ باپ کو نکاح سے پہلے ماں تک رسائی نہیں تھی[4]۔ راز جو کاروبار معمولی کے اثنا میں ظاہر کیئے گئے ہوں اور دوستوں کی باہمی اعتمادی باتیں فاش کیئے جانے سے محفوظ نہیں ہیں[5]۔

---

[1] ملک بنام ریڈنگ مقدمہ بزمانہ لارڈ ہارڈویک کنگس بنچ ۹۷۔ ملک بنام روک (۱) ولسن ۴۰۔ ۴۲۔ ملک بنام لف ۱۸۰۶ء ۸۔ ایسٹ ۱۹۲۔ ۹ رسل دریان ۴۸۶۔ ملک بنام کیا R.V. Kea ۱۸۰۹ء ۱۱۔ ایضاً ۱۳۲۔ ۱۰ رسل دریان ۴۸۸۔ کوپ بنام کوپ (۱) موڈی دریان ۲۶۹ ملک بنام سوائن ۱۸۳۶ء ۵ اڈالفس وایلس ۱۸۰۔ ۴۴ رسل دریان ۲۹۵۔ رایٹ بنام ہولڈگیٹ ۳ کیار نگٹن وکردن ۱۵۸۔

[2] مرے بنام الز ۱۲ چانسری ڈیویژن ۸۴۵۔ بولٹ پیریج کیس ۱۹۱۰ء مقدمات مرافعہ ۳۹۵۔

[3] گڈرایٹ ڈی اسٹی ولس بنام اس کوبر ۵۹۴۔

[4] دیکھیئے فیصلہ لارڈ کنین بمقدمہ ولسن بنام راشل ۱۷۹۲ء ۴ ٹائمز رپورٹ ۷۵۸۔ ۲ رسل دریان

دفعہ ۵۸۷: جیسا کہ اس کتاب کے مقدمے[1] میں بتایا گیا ہے عدالتہائے انصاف کو ایسی شہادت کو مسترد کر دینے کی ذاتی قوت حاصل ہوتی ہے جو صرف تکلیف یا تاخیر کرانے پیش کی جاتی ہے۔ ایسی ناشایستہ حرکات سے نفاذ قوانین میں خلل بھی واقع ہو سکتا ہے اور فریق مخالف کو ضرر بھی پہنچ سکتا ہے۔

کہا گیا ہے کہ قانون مصلحت کی بنا پر ایسی شہادت کو مسترد کرتا ہے جو فحش یا اخلاق عامّہ کے خلاف یا اشخاص ثالث کے احساسات کو ٹھیس پہنچانے والی ہوتی ہے[2]۔ لیکن اس تصفیے کے لیے نہ صرف کوئی صاف سند نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف اسناد موجود ہیں[3]۔ لارڈ مانسفیلڈ چیف جسٹس نے ڈاکوسٹہ بنام جونس (Da Costa v. Jones) میں جس میں عدالت نے ایک نالش کی سماعت سے جو شرط پر مبنی تھی اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ شرط خود فحش تھی۔ کہا ہے کہ ”شہادت کا فحش ہونا اس کے قابل ادخال ہونے پر وجہ اعتراض نہیں ہو سکتا اگر وہ شہادت کسی دیوانی یا فوجداری حق کے تصفیے کے لیے ضروری ہے۔“

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- ۱۵ ۔ اور وہ سرکاری مقدمات جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

[1] مقدمہ دفعہ ۴۷۔

[2] شہادت مصنفہ ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۴۹۔

[3] مجموعۂ شہادت از اسٹیفن طبع ششم نوٹ ۲۔ بحوالہ ڈاکوسٹہ بنام جونس۔ کوپر ۷۲۹۔

508

باب نہم

اقتدار امر فیصل شدہ

دفعہ ۵۰۸: قانون کا یہ اصول کہ "امر فیصل شدہ کو صحیح مانا جاتا ہے"[1]

---

[1] مقدمہ دفعہ ۴۴۔

اس کے ایک زیادہ عام اصول کی کہ "مملکت کا فایدہ اس میں ہے کہ مقدمہ بازی کم ہو" ایک شاخ ہے۔[1] اور ان کے ہر جگہ تسلیم کئے جانے کے وجوہات کو اس کتاب کے مقدمے میں بیان کر دیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۸۹: ڈائجسٹ ناطق ہے کہ "اس امر کو فیصل شدہ کہتے ہیں جو امر نزاعی کے متعلق عدالتی فیصلے سے ختم ہو جاتا ہے چاہے فیصلے کی رو سے سزا دی گئی ہو یا بری کر دیا گیا ہو۔"[2] لیکن امر فیصل شدہ کا اثر رکھنا ضروری ہے کہ فیصلہ عدالت مجاز یا مساوی یا بلا شرکت غیرے تنہا اختیار سماعت رکھنے والی عدالت کا ہو کیونکہ ——— "اس امر کے متعلق جج کا فیصلہ جس کا اس کو اختیار سماعت نہ ہو نظر انداز کرنے کے قابل ہوتا ہے۔"[3] عدالت مجاز وغیرہ کے فیصلے اس وقت تک قطعی ہوتے ہیں جب تک کہ وہ منسوخ نہ کئے جائیں۔ لیکن کوئی فیصلہ آخری نہیں سمجھا جاتا ہے جب تک کہ وہ ایسی عدالت کا فیصلہ نہ ہو جس سے مرافعہ نہ ہو سکتا ہو یا فریقین نے فیصلے کو تسلیم نہ کر لیا ہو۔ یا وہ مدت ختم نہ ہو گئی ہو جس کے اندر قانوناً مرافعہ ہونا چاہیئے تھا۔[4] نیز قطعی اثر صرف اس امر کا ہوتا ہے جس کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ اور ان امور کا نہیں ہوتا ہے جو ضمنی طور پر زیر بحث آئے ہوں۔[5] لیکن قطعی اثر ان امور کا بھی ہوتا ہے جن کا ۵۰۹

[1] مقدمہ دفعہ ۱۴ و ۴۳۔

[2] ڈائجسٹ کتاب ۴۲ ۔ عنوان ۱ ۔ دفعہ ۱ ۔

[3] مجموعۂ قانون موضوعہ رو ما ۶، ب

[4] شہادت از پوتھیے جلد ۱ حصۂ چہارم باب ۳ دفعہ ۲ ۔ (۱) ۔

[5] از ڈی گرے چیف جسٹس Per De Grey. C. J جنھوں نے مقدمۂ ڈچس آف کنگسٹن ۱۱ اسٹیٹ ٹرائیلس

فیصلہ ہونا ضروری تھا۔ اور جو فی الواقع فیصلے سے فیصل کئے گئے ہوں گو وہ صراحۃً امر تنقیح طلب نہ ہوں[1]۔"

دفعہ ۵۶۰: زیر بحث اصول کو نہ تو قانون کے اس اصول سے مخلوط کرنا چاہیئے جس کی رو سے ریکارڈس (سجلات) کا تحریری ہونا ضروری ہے[2] اور نہ اس کے اس قیاس قطعی سے کہ وہ صحیح طور پر تحریر کئے گئے ہیں[3]۔ عدالتی افعال کو ثابت کرنے کا طریقہ ان افعال مثبتہ کے اثر سے بالکل جدا چیز ہوتا ہے۔ اور اسی لیے امر فیصل شدہ کے اثر کو منضبط کرنے والے اصول بعینہ وہی رہتے اگر عدالتوں کے فیصلے زبانی شہادت سے ثابت کئے جا سکتے۔ دراصل عدالتِ انصاف کے ریکارڈ (سجل) کے دو حصے ہوتے ہیں جنہیں ہم

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ ۲۶۱۔ میں ججوں کی رائے کا دارالامرا پر اظہار کیا تھا۔ مقدمۂ بلا کہام (۱) سا کلڈ (۱۸۹۱) ۲۹۰۔۲۹۱ ملک بنام ٹاپ ٹافٹ ۲ بارن وال کرسول ۳۸۲۔

[1] ملک بنام ہارلنگٹن ہڈل کو اٹر (۴) ایلیس و بلا کبرن ۸۰۔۷۹۴۔ شہادت از فپن طبع ششم ۴۱۰۔ اور وہ مقدمات جن کا وہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اور بالن ٹائن بنام ماکن نان (۱۸۹۶ء) (۲) کوئنس بنچ ۴۵۶۔۴۶۲ جو ان کے مخالف ہے اس پر شبہ ظاہر کیا گیا ہے۔

[2] دیکھیے دفعہ ۲۱۸۔

[3] دیکھیے دفعہ ۳۴۸۔

[4] ویلس کے قدیم قوانین کی رو سے عام طور پر دو گواہوں کی گواہی ضروری تھی۔ لیکن اس اصول کا ایک استثنیٰ وہ صورت تھی جس میں جج اپنے فیصلے کے متعلق گواہ ہوتا تھا۔ وینیشین کوڈ کتاب ۲ باب ۴ دفعہ ۴ کی رو سے "اگر فریقین میں سے جن کے درمیان کوئی مقدمہ لڑا گیا ہو ایک فریق فیصلے سے انکار کرے اور دوسرا اس کو تسلیم کرے تو اس صورت میں جج کا اپنے فیصلے کے متعلق قول قول ناطق ہوگا۔" نیز دیکھیے ڈیمی ٹین کوڈ۔ کتاب ۲ باب ۵۔ دفعہ ۴۔

اصلی و عدالتی حصوں سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اصلی حصےعہ میں عدالت خود اپنے افعال و کارروائیوں کو ضبط تحریر میں لاتی اور ان پر گواہ ہوتی ہے۔ قانون اس حصے کو یقینی طور پر صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور ان امور میں۱ے اس کی تردید کی نہ اجازت دیتا ہے۔ اور نہ واقعات کو جو اس طرح پر ضبط تحریر میں آئے اور ان پر جج کی گواہی ہوئی ہو کسی اور طرح پر سوائے خود ریکارڈ کو پیش کرنے یا مقررہ طریقے پر ان کے نقول۲ے کے ذریعے سے ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔" کوئی شخص ریکارڈ کے مندرجہ کسی امر کی تردید جوری کے فیصلے سے نہیں کر سکتا۳ے جو امر کہ ریکارڈ کے ذریعے سے ثابت ہو۔ اس کی تردید نہیں کی جا سکتی۴ے۔ اس کے برخلاف عدالتی حصے میں عدالت امر نزاعی پر اپنی رائے یا فیصلے کا اظہار کرتی ہے۔ اور امر نزاعی کے متعلق رائے قایم کرنے کے لیے عدالت پر لازم ہے کہ صرف فریقین مقدمہ کی پیش کردہ شہادت اور دلایل کا لحاظ کرے۔ اور اکثر صورتوں میں فریقین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے فیصلے سے عدالت بالادست میں مرافعہ کرتے ہیں۔ اسی لیے ایسا فیصلہ اشخاص ثالث کی حد تک جو اس کارروائی کے جس میں وہ کیا گیا نہ تو فریق تھے اور نہ شریک امر فیصل شدہ درمیان اشخاص غیر ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اصول ہے کہ وہ کسی شخص پر جو فریق یا شریک مقدمہ نہ ہو نہ قابل پابندی

عہ۔ ہماری عدالتوں میں اس حصے کو فرد کارروائی کہتے ہیں۔ مترجم۔

۱ے ٹیلر مطبوعہ گک صفحہ ۲۹ الف قانون از فنج ۲۳۱۔ شہادت از گلبرٹ صفحہ ۷ طبع چہارم ۴ گک ۱۷ الف۔ سیلکٹ رپورٹس ۱۵۵۔ ہٹ لیس رپورٹس ۱۰۷ (۱) ایسٹ ۳۵۵۔ بارن وال واڈ الفس جلد ۲ صفحہ ۳۶۲

۲ے دیکھیے شہادت از فلی مور ۱۴۴ طبع دہم جہاں بہت سی مثالیں جمع کی گئی ہیں۔

۳ے (۲) انسٹیٹیوٹ ۳۸۰۔

۴ے اصول متعارفۂ قانون از براینج ۱۸۶۔

۵۱۰ ہوتا ہے اور نہ عام طور پر اس کے خلاف شہادت ہوتا ہے[1]۔ نبتھم کی یہ حجت ضرور ہے کہ امر فیصل شدہ درمیان اشخاص غیر کو قابل ادخال شہادت قرار دینا اور اس کی وقعت کا جوری کو اندازہ کرنا چاہئے[2]۔ لیکن ـــ اس امر کی تحقیق کے لیے توقف کئے بغیر کہ آیا ان صورتوں میں جن میں وہ اشخاص ثالث کے درمیان قابل ادخال ہوتا ہے مناسب طور پر توسیع کی جاسکتی ہے ـــ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے قانون کا عام اصول جس کی رو سے ہمیشہ بہترین شہادت کا پیش ہونا ضروری[3] ہوتا ہے۔ اور تمام ایسی شہادت مسترد کی جاتی ہے جس میں اصل واقعہ اور شہادتی واقعہ میں معقول و قریبی تعلق نہیں ہوتا[4] ہے۔ امر فیصل شدہ پر بھی اسی طرح قابل اطلاق ہوتا ہے جس طرح کہ شہادت کے دوسرے اقسام پر۔

دفعہ ۵۹۱: لیکن عدالت مجازہ کا فیصلہ خود ہی اس کے مضامین کے لحاظ سے باطل و کالعدم ہوسکتا ہے[5]۔ (۱) جب کہ موضوعہ فیصلہ غیر متعین ہو" فیصلے کو متعین و یقینی ہونا چاہئے" ـــ مثلاً ایسا فیصلہ جس میں مدعی علیہ کو اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہو جو مدعی کو اسے دینا ہے باطل ہوگا۔ گو اگر مدعی علیہ کو اس رقم کے ادا کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہو

---

[1] لیڈنگ کیس از اسمتھ ۶۶۱-۶۶۴ وغیرہ جلد ۲ طبع پنجم۔ از ڈی گرے میر مجلس بمقدمہ ڈچس آف کنگسٹن (۱) اسٹیٹ ٹرایلس ۲۶۱۔ دیوانی مقدمات جوری از بلر۔ ۲۳۱-۲۳۲۔

[2] عدالتی شہادت از نبتھم جلد ۲ ص ۴۳۱-۴۳۲۔

[3] پیچھے دفعات ۸۷-۲۹۲۔

[4] پیچھے دفعات ۸۸-۹۰۔

[5] شہادت از پوتھیے جلد ۱ حصہ چہارم باب ۳ دفعہ ۳۔ فقرہ ۲۔ دفعہ ۱۔ نوٹ ۱۸۔ نیز دیکھئے قول بارک نیج بمقدمہ ملک بنام بلاک مور ۲ ڈینی سن کراؤن کیس ۴۲۰-۴۲۱۔

جس کا مدعی نے اس سے مطالبہ کیا ہے اور مقدمے کی مثل پر اس کا اندراج ہو تو یہ کافی ہوگا۔[1] (۲) جب کہ موضوع فیصلہ کوئی امر ناممکن ہو۔[2] "قانون ناممکن امر کا حکم نہیں دیتا۔"[3] (۳) جب کہ فیصلے میں کوئی ایسا امر قرار دیا جاتا ہے جو صراحۃً قانون کے خلاف ہوتا ہے۔ مثلاً جب اس میں حکم ہوتا ہے کہ قانون کی پابندی نہ کی جائے۔ لیکن اگر فیصلہ صرف یہ ہو کہ امر نزاعی قانون کے تحت نہیں آتا ہے گو در اصل وہ قانون کے تحت آتا ہے تو فیصلہ باطل نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ صرف نامناسب ہوتا ہے۔ اور اسی لیے مرافعے کی معمولی کارروائی سے اس کی اصلاح کرائی جا سکتی ہے۔[4] (۴) جب کہ فیصلے میں متغائر و متضاد احکام ہوں۔[5] (۵) جب کہ فیصلہ اس امر کے متعلق ہوتا ہے جس کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے۔[6] "جج مدعی کے مطالبے سے زیادہ کا فیصلہ نہیں کرتا ہے" اور قانون مطالبے سے زیادہ نہیں عطا کرتا ہے۔[7]

دفعہ ۵۹۲: ڈائجسٹ کا ایک اور مقولہ لیجیے۔[8] "جب یہ پوچھا جائے کہ آیا یہ اخراج (یعنی اخراج امر فیصل شدہ) مضر ہے یا نہیں تو اس امر کی

[1] شہادت از پوتھیے مقام مذکورۂ بالا۔

[2] ایضاً نوٹ ۲۱۔

[3] ہبارڈ رپورٹس ۹۶۔

[4] شہادت از پوتھیے جلد ا مقام مذکورۂ بالا۔ نوٹ ۲۲۔

[5] ایضاً نوٹ ۲۳۔ کوپر بنام لانگڈن ۱۰ میسن و ولزبی ۷۸۵۔

[6] شہادت از پوتھیے جلد ا حوالۂ مذکورۂ بالا۔ نوٹ ۲۴۔

[7] ۲ انسٹیٹیوٹ ۲۸۶۔

[8] ڈائجسٹ کتاب ۴۴ عنوان ۲۔ دفعات ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ نیز دیکھیے شہادت از پوتھیے جلد ا حصہ چہارم

تحقیق کرنی چاہیئے کہ آیا اس کا موضوع ۔کمیت اور سوال قانونی ایک ہیں ۵۱۱
آیا بنائے دعویٰ ایک ہے اور فریقین کی حالت وہی ہے جب تک
یہ سب باتیں پائی نہ جائیں ۔صورت حال مختلف ہوتی ہے۔“ پس کسی
فریق کو جس کا دعویٰ خارج کیا گیا ہے۔ دوبارہ دعویٰ کرنے سے اس
بنا پر منع کرنے کے لیے کہ وہ امر فیصل شدہ ہے۔شئے مطلوبہ وہی ہونی
چاہیئے۔لیکن اس کو بہت زیادہ لغوی معنوں میں نہیں سمجھنا چاہیئے۔
مثلاً گو بکریوں کے جس منڈے کا مدعی اب مطالبہ کر رہا ہے ۔ وہی
بکریاں نہیں ہیں جو اس کے پہلے دعوے کے وقت تھے۔لیکن دعویٰ
اسی شئے کے متعلق سمجھا جاتا اور اسی لیے ناقابل منظوری ہوتا ہے۔[۱]
اور اسی طرح کسی فریق کے متعلق قرار دیا جاتا ہے کہ اس کا دعویٰ اسی
شئے کے متعلق ہے جب وہ اس شئے کے کسی جزو کے متعلق دعویٰ
کرتا ہے[۲]۔ اور (۲) اصول امر فیصل شدہ کے اطلاق پانے کے لیے ضروری
ہے کہ فریقین کی حالت وہی ہو۔ اور اسی لیے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں
وہ شخص جس کو کسی فیصلے سے پابند کرنا مطلوب ہوتا ہے اگر اس
کارروائی کا جس میں کہ وہ فیصلہ صادر ہوتا ہے نہ فریق ہوتا ہے
اور نہ سہیم ۔ تو عام طور پر وہ فیصلہ اس کے خلاف قابل ادخال شہادت
بھی نہیں ہوتا ہے[۳]۔ اسی طرح کسی فریق کے خلاف کسی فوجداری مقدمے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- باب ۲ دفعہ ۲ ۔فقرہ ۴ ۔ نوٹ ۴ ۔کتاب شہادت از بانئے دفعہ
۶۸۳ ۔ مجموعۂ قانون موضوعۂ دیوانی کتاب ۲ عنوان ۲ ۔ باب ۹ ۔ دفعہ ۳ ۔

۱ شہادت از یو ٹیسیے جلد ا صر ۵۵۲ ۔

۲ ۔ ایضاً ۔

۳ اوپر دفعہ ۵۹۰ مملکت متحدۂ امریکا میں مشترک و منفرد ذمہ داری کی دستاویز پر ایک ضامن
کی موافقت میں فیصلے سے دوسرے ضامن کے خلاف نالش کا حق ساقط نہیں ہوتا ہے۔سوائے
اس کے کہ پہلے مقدمے میں جواب وہی یہ ہو کہ بنائے دعویٰ باقی نہیں رہا ہے۔ یا یہ کہ دونوں مقدموں

کا کوئی فیصلہ اس کے خلاف دیوانی مقدمے میں اس واقع کی بھی شہادت نہیں ہوتا ہے۔ جس پر حکم سزا مبنی ہوتا ہے[1]۔ اور نہ وہ فیصلہ جس کی رو سے وہ بری قرار دیا گیا ہو! اس کی موافقت میں شہادت ہوتا ہے[2]۔ کیونکہ فریقین وہی نہیں ہوتے ہیں۔ اسی طرح قتل کے مرافعے میں چالان مدعی علیہ کے خلاف شہادت نہیں ہوتا تھا[3]۔ اسی طرح جب الف کو اس بنا پر چالان کیا جائے کہ اس نے ب کے خلاف ایک چالانی مقدمے میں دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اس مقدمے کی سماعت کے ریکارڈ یعنی جوری کی قرار داد اور فیصلۂ عدالت کا الف کی دی ہوئی شہادت کے مطابق ہونا۔ کوئی جواب دہی نہیں ہوتا ہے[4]۔

دفعہ ۵۹۳: اس اصول کا ایک اہم استثنیٰ فیصلۂ بالتعمیم ہوتا ہے۔ یعنی وہ فیصلہ جو کسی خاص موضوع کی حیثیت کے متعلق ایک ایسی عدالت سے صادر ہوتا ہے جو اس خصوص میں مجاز ہوتی ہے[5]۔ قانون نے ایسے ۵۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: میں جواب دہیاں ایک ہوں۔ دیکھئے بسٹ از مارگن جہاں ہل بنام مورس ۱۶ میں پہاڑش ۵۴۱-کا ذکر کیا گیا ہے۔

[1] ازلا کبرن جسٹس جنھوں نے مقدمہ کاسرک بنام ایمری۔ لارپورٹ ۲ مقدمات مرافعہ ۴۱۴-۴۳۲ میں ججوں کی رائے بیان کی۔ دیکھیے شہادت از اسٹارکی ۳۶۱ طبع چہارم شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۶۹۲ شہادت از غرینلیف طبع ششم ۴۱۲-۴۱۰ اس اصول کے استثنیٰ کے لیے دیکھو مقدمہ اے کرین۔ ۱۹۱۱ء پروبیٹ ۱۰۸۔ جہاں ایک قائمقام مجرم کے دعوے پر قرار دیا گیا کہ حکم سزا نہ صرف اپنے وجود و مضمون کے ثابت کرنے قابل ادخال ہے بلکہ جرم مجرم کی بادی النظری شہادت بطور بھی۔

[2] درگو بنام درگو ۶۹ لا ٹائمز ۴۶۰۔ شہادت از اسٹارکی ۲۳۲۔ طبع چہارم۔ "جو شہادت کہ دیوانی مقدمہ میں دی گئی ہو وہ فوجداری مقدمے میں قابل ادخال نہیں ہے"۔ ثبوت قطعی از اسکارڈس ۳۴ نوٹ ۱۔

[3] راسن بنام یارڈلے ۲ کیبل ۲۲۳۔

[4] ہبارڈ ۱-۲۰۔ مقدمہ ٹی ٹس اوٹس۔ ۱۰ ہووِل اسٹیٹ ٹرائلس ۱۱۳۶-۱۱۳۷۔

[5] ایسی صورتوں میں اقتدار عدالت اسباب ذیل پر مبنی ہوتا ہے۔ یعنی (۱) شے جو موضوع مقدمہ ہو

فیصلہ جات کو مصلحت و سہولت عامہ کی بناء پر ساری دنیا کے خلاف قطعی وقعت دی ہے۔ ان میں سب سے پہلے عدالت اسچیکر کے ضبطی جایداد کے فیصلے۔ اور بحری عدالت کے مال غنیمت وغیرہ سے متعلق فیصلے ہوتے ہیں۔ نیز بعض صورتوں میں کسی فریق کی حیثیت یا حالت کے متعلق فیصلہ جات اشخاص ثالث کے خلاف شہادت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ گو وہ قطعی متصور نہیں ہوتے ہیں۔ مثلاً جب کسی وصی کے خلاف موصی کی دستاویز قرض کی بناء پر نالش کی جائے تو ایک کمیشن کی یہ قرارداد کہ موصی تحریر دستاویز قرض کے وقت دیوانہ تھا مدعی کے خلاف بادی النظری شہادت ہے۔ گو وہ قرارداد کا فریق نہ ہو[۱]۔ اور "غیروں کے درمیانی معاملے سے کسی شخص کو ضرر نہیں پہنچنا چاہیئے" کے اصول کی تشبیہ پر غیروں کے درمیانی ایسے فیصلے اور عام نوعیت کی عدالتی کارروائیاں قابل ادخال شہادت ہوتے ہیں۔ و نیز فیصلے و کارروائیاں ان صورتوں میں بھی قابل ادخال ہوتے ہیں جن میں شہادت کے معمولی و عادتی اصولوں پر عمل نہیں ہوتا ہے[۲]۔ فیصلہ جات بالتعمیم کے سوا دوسرے فیصلوں کو فیصلہ جات بالتخصیص کہتے ہیں[۳]۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ اس مملکت کے زیر اقتدار ہونی چاہیئے۔ جس کے حکم کے تحت عدالت اجلاس کرتی ہے۔ (۲) اس مملکت کے مقتدر اعلیٰ نے اس عدالت کو اس شئے کے تصرف کے متعلق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہو۔ (۳) عدالت اپنے اختیار سماعت کے اندر فیصلہ کرے۔ از بلاکبرن جسٹس بمقدمہ کاسٹریک بنام ایمری۔ لارپورٹ ۴ مقدمات مرافعہ ۴۱۴۔ ۴۲۹۔

[۱] فالڈر بنام ملک ۱۸۱۱ء۔ ۲ کیمپل ۱۲۶۔ ۱۳ ارسل دریان ۷۷۱۔ ڈین بنام لارڈ کرک وال ۴ کیا ر نگٹن وپین ۶۸۳۔

[۲] پیچھے دفعہ ۱۰۱۔

[۳] فیصلہ جات کی بالتعمیم و بالتخصیص میں تقسیم کو قانون عدالت بحری ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰ دفعہ ۳۵ میں تسلیم کیا گیا ہے۔

دفعہ ۵۹۴: قطعی فیصلہ جات امور مانع تقریر مخالف کی ایک نوع

ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایسے امر کے متعلق صادر ہوتے ہیں جس میں اس شخص کو جس کے خلاف وہ فیصلے شہادت میں پیش ہوتے ہیں۔ یا تو حقیقی یا حکمی طور پر اپنا بیان پیش کرنے اور فریق ثانی کے بیان پر اعتراض کرنے کا موقع رہتا ہے۔ ان میں یہ فرق تو یقیناً ہے کہ معمولاً امر مانع تقریر مخالف کسی فریق کے ارادی فعل پر مبنی ہوتا ہے برخلاف اس کے فیصلوں کے متعلق یہ قیاس قانونی ہوتا ہے کہ ”وہ علی الرغم فریق دیے جاتے ہیں[1]“ نیز جب کوئی فیصلہ کسی قرض کے متعلق حاصل کیا جاتا ہے تو جب تک وہ نافذ رہے قرض کی بنا پر کوئی اور نالش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اس بنا پر تو فیصلہ ہو گیا
۵۱۳ ہے[2]“ مثل دوسرے امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ ریکارڈ اور امور مانع تقریر مخالف بذریعۂ دستاویز مہری کے فیصلہ جات کا قطعی اثر ہونے کے لئے اگر موقع ہو تو ضروری ہے کہ ان کو پلیڈنگ میں بیان کیا جائے دگرنہ وہ جیوری کے لیے صرف وقیع شہادت کا اثر رکھتے ہیں[3]۔

---

[1] لٹلٹن مطبوعہ لنک ۳۴۸ - ب - ۵ کک ۲۸ ب - ۱۰ ایضاً ۴۹ ب - دیکھو پیچھے دفعہ ۴۲۸۔ بعض خارجہ ممالک کے قانون دانوں کے نزدیک فیصلے کی ماہیت معاہدے کی ہوتی ہے“ اس اہم قیاس (یعنی اثر شے منفصلہ) کی بنیاد قانون پر ہے۔ کیونکہ حقوق کے شہادت سے ثابت کئے جانے کے بعد فیصلے کا اثر ان اشخاص و اشیا پر ہوتا ہے جن سے یہ فیصلہ متعلق ہوتا ہے۔ اسی طرح معاہدے کے ذریعے سے بھی اشخاص و اشیا قانوناً متاثر ہوتے ہیں اسی لیے ہم بالوجہ کہتے ہیں کہ فیصلے کے ذریعے سے معاہدہ کرتے ہیں۔

[2] ہیریٹ بنام ہاپٹن ۲ ٹائمز رپورٹ ۲۶۹ - پالکسفن رپورٹس Pollexfin Reports ۱۴۱ - ۶۴۱ - نیز دیکھئے ۶ کک ۴۶ الف۔

[3] ۲ اسمتھ لیڈنگ کیسیز ۶۷۰ - ۶۷۳ - طبع پنجم - اور پیچھے دفعہ ۵۴۴۔

دفعہ ۵۹۵۔ قانون کے یہ عام اصول کہ "فریب و دھوکے بازی میں کسی کی حفاظت نہیں کی جانی چاہیے"[1] "حق و ناحق کا کبھی ساتھ[2] نہیں ہوتا"[3] "جو شخص فریب پر عمل کرتا ہے سعی لاحاصل کرتا ہے"[4] عدالتی فیصلہ جات پر بھی اطلاق پاتے ہیں[5]۔ ڈچس آف کنگسٹن کے مقدمے Duchess of Kingston's Case میں لارڈ چیف جسٹس دی گرے (L. C. J. de Grey) نے دارالامرا کو ججوں کا جواب سناتے ہوئے مذہبی عدالت کے ایک فیصلے کے متعلق کہا ہے کہ "اگر وہ امر تنقیح طلب پر راست و تصفیہ کن فیصلہ ہو۔ اور بنفسہ عدالت کے خلاف شہادت سمجھا جا سکتا ہو۔ و نیز اس کی داخلی حیثیت سے اس پر اعتراض نہ ہو سکتا ہو۔ تاہم مثل تمام دوسرے اعلیٰ ترین عدالتی افعال کے خارج سے اس پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور گو یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ عدالت سے غلطی ہوئی لیکن یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اس کو گمراہ کیا گیا۔ فریب ایک خارجی ضمنی فعل ہے۔ جس سے عدالت ہائے انصاف کی اہم ترین عدالتی کارروائیاں باطل ہو جاتی ہیں"۔ ان صورتوں میں جیسا کہ خوب کہا گیا ہے پوری کارروائی "خیالی و غیر عدالتی" ہو جاتی ہے[6]۔ اور یہ اصول ہر قسم کے فیصلہ جات سے متعلق ہوتا ہے۔ بلا شرکت غیرے عدالت

---

[1] ۱۴ ہنری ہشتم ۵۔ الف ۳۹ ہنری ششم ۵۰۔ حصہ ۱۵۔ ایکیل ۵۴۶۔
[2] ۳ کک ۵۴۔ الف۔
[3] ۲ رول ۱۷۰۔
[4] ۳ کک ۷۷۔ الف۔ مقدمہ ڈچس آف کنگسٹن۔ ۱۱۔ اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۲۔ براونسورڈ بنام ایڈورڈس ۲ ویسی ۲۴۶۔ ارل آف باندن بنام ہیجر ۲ کلارک و فنلی ۹، ۴۷ ہاریسن بنام ڈی مئر آف ساوتھ ہامپٹن۔ ۴ ماجج۔ مانگ و گرینگر ۴۰۱۔
[5] ۱۱۔ اسٹیٹ ٹرائلس ۲۶۲۔
[6] ۴ ماجج۔ مانگ و گرینگر ۴۰۱۔ دیکھیے قانون نکاح طلاق و صحیح النسبی" از ماک کوئین طبع دوم۔ ص [illegible] —

کے فیصلہ جات[1]۔ فیصلہ جات بالتعمیم[2]۔ خارجہ عدالتوں کے فیصلہ جات[3] و نیز دارالامرا کے فیصلہ جات سے بھی[4]۔

غالباً یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ کسی بیّنہ عدالتی ریکارڈ کو جو شہادت میں پیش کیا گیا ہو۔ جعلی ثابت کیا جاسکتا ہے[5]۔



[1] میڈو کرافٹ بنام ہیوجونز ۲ کرٹس ۴۰۳۔

[2] ان ری بلیس ۱۸ اکسچیکر ۴۰۷۔ از پارک بنچ۔ برج بنام برج ۱۹۰۲ء۔ پروبیٹ ۱۴۰۔ بیٹر بنام بیٹر (Bater v. Bater)۔ پروبیٹ ۲۰۹۔

[3] بنک آف آسٹریلیا بنام نیاس۔ ۱۶ کوینس بنچ ۷۱۷۔

[4] شڈن بنام پاٹرک۔ ۱۔ مقدمات دارالامرا۔ از ماک کوین ۵۳۵۔

[5] نوول بنام ولس۔ ۱۔ سڈفرن ۲۵۹۔

۵۱۴

باب دہم

تعدد گواہان

	صفحات اصل کتاب	صفحات ترجمہ
۲- مستثنیات جو قانون موضوعہ کی رو سے پیدا کئے گئے	۵۲۷	۹۴۰
۱- مقدمات بغاوت کی سماعت	۵۲۷	۹۴۹
اس استثنیٰ کے وجوہات	۵۲۹	۹۵۲
اس استثنیٰ پر اعتراضات اور ان کے مغالطات	۵۳۰	۹۵۵
ضمنی امور کے ثابت کرنے دو گواہ ضروری نہیں	۵۳۱	۹۵۶
۲- قانون موضوعہ کی رو سے دوسرے مستثنیات	۵۳۱	۹۵۷
تعین نسب یا ولایت	۵۳۱	۹۵۷
اقرار نکاح	۵۳۲	۹۵۸
عورتوں وغیرہ کی عصمت ریزی ..	۵۳۳	۹۵۹
۳- جایداد شخص متوفی کا دعویدار	۵۳۳	۹۶۰
جب دو گواہ ضروری ہوں تو ان کے اعتبار کا فیصلہ جوری کو کرنا چاہیئے	۵۳۴	۹۶۲

دفعہ ۵۹۶ : کتاب کے اس حصے میں جو آخری موضوع ہماری توجہ کا محتاج ہے وہ اس شہادت کی جائز کمیت ہے جو عدالتی فیصلے کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یہ موضوع ایک منفی قسم کے اصول سے منضبط ہوتا ہے۔ جو کم از کم ماضی میں قانون عمومی انگلستان سے مخصوص تھا[1]۔ یعنی یہ کہ عام طور پر اثبوت یا تردید کے لیے آلات شہادت کی خاص تعداد ضروری نہیں —— صرف ایک گواہ کی شہادت جو بہ دانست جج امر تنقیح طلب سے متعلق اور جوری کے نزدیک قابل اعتبار ہو۔ دیوانی و فوجداری دونوں مقدمات میں فیصلے کی کافی بنیاد ہوتی تھی[2]۔ اس سے

[1] ودم شانتر بالکل ہمارے قانون کی ضد معلوم ہوتی ہے۔ اور اس میں جب کبھی ایک گواہ کی شہادت کافی قرار دی گئی ہے تو وہ استثنائی شکل ہے۔ دیکھئے ترجمہ پوتی باب ۴ دفعہ ۸ جسے الہڈ نے "کوڈ آف جنٹولاس" (مجموعہ دوم شانتر) میں بیان کیا ہے۔

[2] مشروحات بلاکسٹن صفحہ ۳۷۰۔ شہادت از اشارکی ۸۲۷ طبع چہارم۔ مقدمات جوری ۳۶۳۔ شہادت

ایک نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ جب متضاد گواہی پیش ہو تو جوری کا فرض ہے کہ اس کا تصفیہ کرے کہ ہر گواہ پر کتنا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بہت سی صورتوں میں یہ ممکن ہے کہ ایک گواہ کی گواہی اس کے مخالف بہت سے گواہوں کی گواہی سے زیادہ قابل اعتبار ہوتی ہے[1]۔ اس اصول کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے کہ "گواہوں کو تولنا چاہیئے۔ گننا نہیں[2]"
۵۹۵ لیکن یہاں (گواہوں کے بجائے) "گواہی" یا "شہادت" کہنا بہتر ہوتا کیونکہ یہ اصول صرف زبانی شہادت تک محدود نہیں ہے[3]۔

دفعہ ۵۹۶: ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ اصول ہمارے نظام قانون عمومی کی خصوصیت ہے۔ توراۃ کی رو سے بعض[4] اور رومی و کلیسائی قانون کی رو سے تمام صورتوں[5] میں ایک سے زیادہ گواہوں کی شہادت ضروری تھی ـــــ اور اس اصول کو یورپ کے اکثر اقوام اور ہماری

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ از پیک۔ طبع پنجم صفحہ ۹۔ سٹلٹن از کک ۶ ب۔ کراؤن لا از فاسٹر ۲۳۳۔ پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۲۵۔ دفعہ ۱۳۱۔ اور باب ۴۶ دفعہ ۲۔

[1] شہادت از اسٹارکی ۸۳۲ طبع چہارم۔

[2] ایضاً۔

[3] گواہی کو تولنا چاہیئے "گننا نہیں" اسکاچ نظائر میں پایا جاتا ہے۔ اصول متعارفہ قانون از ہالکلڈ ۱۷۴۔ انسٹیٹیوٹ از ارسکن Erskine Institute کتاب ۴ عنوان ۲ دفعہ ۲۶۔

[4] دیکھئے اگلی نوٹ۔

[5] ان کے اصول ـــ جنھیں بعض وقت مختصر طور پر "اصول ایک کچھ نہیں" یا "ایک کچھ نہیں" "ایک گواہ گواہ نہیں کا اصول کہتے تھے۔ بہت ہی مشہور و معروف ہے۔" ایک گواہ کی گواہی سنی نہیں جاتی۔ گو وہ کسی عدالت عالیہ میں اعلیٰ حیثیت رکھتا ہو" مجموعۂ قانون روما کتاب ۴۸ عنوان ۲۰۔ دفعہ ۹۔ (۱) نیز دیکھو ایضاً دفعہ ۴۔ مقدمۂ قانون روما از ہیو بیرس کتاب ۲۲ عنوان ۵ نوٹ ۱۸۔ فرامین پوپ گریگوری نہم کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ باب ۲۳۔ اور پیچھے وفعات ۶۶ و بعد۔

کلیسائی اور بعض دوسری عدالتوں نے بھی اختیار کر لیا۔ جیسا کہ قدرتی طور پر توقع کی جاسکتی ہے ان مختلف نظامات کے حسن و قبح پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور متضاد آراء رواج پاگئے ہیں۔ رومی قانون کا نقطۂ نظر اختیار کرنے والے حضرات کی حجت ہے کہ صرف ایک گواہ کی شہادت[1] پر عمل کرنے دینا خطرناک ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے سے کوئی شخص بد سے بد شخص بھی کسی دوسرے شخص کی جان۔ آبرو و آزادی کو حلف اٹھا کر ضائع کرسکتا ہے۔ وہ اس مسلمہ صحیح امر پر اصرار کرتے ہیں کہ دو جھوٹے گواہوں کے بیانات میں اختلاف کا امکان اس شخص کا جس پر حملہ کیا گیا ہو قوی محافظ ہوتا ہے۔ اور ان میں سے بعض حضرات اس امر کو الٰہی اساس پر مبنی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ اصول جس کی رو سے دو گواہ ضروری قرار دیے گئے ہیں۔ توراۃ و انجیل میں وضع کیا گیا ہے[1]۔ اس کے متعلق سارجنٹ ہاکنس[2] (Serjeant Hawkins)

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ بانے اپنی کتاب شہادت دفعہ ۲۰۱ میں یہ دکھلانے کے لیے کہ اس اصول کو قدیم روما کے مقننوں نے وضع نہیں کیا۔ سخت اور کامیابی کے ساتھ محنت کی ہے۔ ان کے نزدیک یہ اصول بعد کی مشرقی رومن سلطنت کا وضع کردہ ہے۔ یہ نقطۂ نظر اس فریخ مصنف سے مخصوص نہیں۔ دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والے اصول کے ماخذ کے متعلق بھی یہی تصور اس کے زمانے سے بہت پیشتر کیا جا چکا ہے دیکھو مقدمۂ قانون روما از میوبیرس کتاب ۲۲۔ عنوان ۳ نوٹ ۲۔ اور اوپر مقدمہ دفعہ ۹۶۔

[1] رومی و کلیسائی فقہاء شہادت از ماسکارڈس مسئلہ ۵ نوٹ ۱۔ فرامین پوپ گریگوری نہم۔ کتاب ۲ عنوان ۲۰ باب ۲۳۔ وغیرہ۔ اور یہ سمجھنے کے وجوہات ہیں کہ ہمارے قدیم قانون دانوں کا بھی۔ فارٹسکیو۔ ابواب ۳۱ و ۳۲ انسٹیٹیوٹ ۳۹۲۔ پلوڈن ۸، استدلال بہ ملک بنام وان۔ ۱۳۔ ہوورس، اسٹیٹ ٹرائلس ۵۲۵۔ اور ان کے بعض دیگر شرحات وائٹ ہاؤز بر فارٹسکیو صفحہ ۲۰۴۔ و ۲۰۳۔ اور مقدمۂ سر والٹر رالے۔ ۲ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۵۔ بہتوں کا خیال تھا کہ مقدس کتب کی رو سے تمام عدالتی کارروائیوں میں ایک سے زیادہ گواہ ضروری قرار دیے گئے تھے۔

[2] ۲ پلیس آف دی کراؤن باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔

نہایت منصفی سے کہتے ہیں کہ توراۃ کے وہ آیات جن میں دو گواہوں کی
ضرورت کا ذکر ہے "قانون یہود کے عدالتی حصے سے متعلق ہے۔ اور
یہ یہودیوں کی خاص حکومت کے لیے وضع ہونے کی وجہ سے ہم پر مثل
مجموعۂ رسومات یہود قابل پابندی نہیں ہے۔ اور ان آیات میں جو انجیل
۵۱۶ میں بیان کی گئی ہیں حکومت کلیسا کے لیے چند عاقلانہ ہدایات ان
امور کے متعلق ہیں جو انجیل کی رو سے وضع کئے گئے ہیں۔ اور جو کسی ملک
کے سیاسی و ملکی دستور سے تعلق نہیں رکھتی ہیں" نیز یہ اعتراض بھی ہوسکتا
ہے کہ اس مذہبی اصول کی تائید میں جن آیات کو پیش کیا گیا ہے۔ کیا
ان سے جب ہم خود ان کے روایات و شروح سے قطع نظر کرکے
غور کرتے ہیں تو اس کی تائید بھی ہوتی ہے[1]۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں
توراۃ میں کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس سے دیوانی مقدمات میں دو گواہوں
کو ضروری قرار دینے کا بعید ترین قیاس بھی ہوسکتا ہے۔ اور بعض آیات
تو ایسی ہیں جن سے بالواسطہ طریقے پر اس کے برعکس ہدایت نکلتی ہے[2]۔
اس مذہبی اصول کی کہ تمام صورتوں میں تعدد گواہان ضروری ہے

---

[1] اس موضوع پر توراۃ کا نص (Numb ۳۵-۳۰۔ Deut ۱۷-۶۔ اور ایضاً ۱۹-۱۵۔ میں ملے گا
پہلے دو آیات کی رو سے سزائے موت نہیں دی جاسکتی۔ جب تک کہ کم از کم دو گواہوں
کی شہادت نہ ہو۔ اور آخری آیت کی رو سے حکم ہے کہ "کسی ناانصافی یا گناہ میں جس کا
اس سے ارتکاب ہو کسی شخص کے خلاف ایک گواہ کو کھڑا نہیں رہنا چاہئے۔ دو یا تین گواہوں
کے منہ سے اس کو ثابت کرنا چاہئے۔ دستاویزات معاہدات وغیرہ کے ذریعے سے پہلے سے مقرر
کردہ شہادت کی صورت میں یہودیوں میں مثل ہمارے ایک سے زیادہ گواہ بنانے کا رواج تھا۔ (دیکھئے یسوع ۸-۲۸ - جری
۳۲-۱۰-۱۴۔

[2] مثلاً جب موسیٰ علیہ السلام۔ اکسوڈس ۲۲-۹ میں خانگی زیادتیوں کا ذکر کرتے
ہیں تو وہ تعداد گواہان کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ نیز مقابلہ کرو۔ اکسوڈس ۲۲-
۱۰-۱۳۔ اور رتھ ۴-۷۔

تائید میں انجیل کے جن آیات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یا زیادہ صحیح تو یہ ہے کہ جن سے توڑ مروڑ کر تائید حاصل کی گئی ہے وہ یہ ہیں:۔ ماتھیو (Math) ۱۸-۱۵-۱۶-جان (John) ۸-۱۷-اکارنتھ ۱۳-ٹموتھی (Tim) ۵-۱۹-ہیبرو ۱۰-۲۸-لیکن زیادہ تر اول الذکر جس کے متعلق فرمان پوپ کا متن حسب ذیل ہے۔ چونکہ جب گواہ عیسائی ہو۔ یا اس سے بڑھ کر جب گواہ مخالف عیسائیت ہو تو اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ کسی مقدمے کو ایک گواہ کی شہادت پر فیصل کریں۔ ہم حکم دیتے ہیں کہ اگر کوئی سوال تمہارے اور یہود کے درمیان پیدا ہو۔ بہر صورت جب ایک فریق کوئی عیسائی خصوصاً پادری ہو۔ تو کم از کم دو یا تین اشخاص کی جو ایماندار اور سچ بولتے ہوں شہادت سنی جانی چاہئے تاکہ اس اصول پر عمل ہو جائے کہ "دو یا تین گواہوں کی زبانی ہر لفظ صحیح ہوتا ہے" اور چاہے کوئی مقدمہ ہو دو سے زیادہ گواہوں کا پیش ہونا ضروری ہے۔ اور کوئی مقدمہ ایسا نہیں ہے جس میں صرف ایک گواہ کی شہادت کافی ہو[1]" وہ فقرہ جس پر یہاں اتنا زور دیا گیا ہے۔ انجیل انگلستان کی مقبولہ روایت میں جو فی الجملہ انجیل کے قدیم لاطینی ترجمے سے متفق ہے۔ اس طرح پر دیا گیا ہے کہ "اگر تیرا بھائی تجھ پر زیادتی کرے تو تو اس کے پاس جا۔ اور اس سے اس کا قصور تنہائی میں جہاں صرف وہ اور تو ہوں کہہ۔ اگر وہ تیری سن لے تو تجھے تیرا بھائی مل گیا لیکن اگر وہ تیری نہ سنے تو اپنے ساتھ ایک یا دو اور اشخاص کو لے۔ تاکہ دو یا تین
۵۱۷ گواہوں کے منہ سے ہر لفظ ثابت ہو سکے" ماتھیو ۱۸-۱۵-۱۶-اس فقرے کے متعلق علاوہ اس جواب کے جو سارجنٹ ہاکنس نے دیا ہے یہ کہنا کافی ہو سکتا ہے کہ اس میں جو صورت بیان کی گئی ہے وہ صاف طور پر پہلے سے مقرر کردہ شہادت کی صورت ہے جس میں اور اتفاقی شہادت

[1] فرامین پوپ گریگوری نہم کتاب ۲ عنوان ۲۰۔ باب ۲۳۔ نیز دیکھو باب ۴۔

میں جو نمایاں فرق ہے اس کو ہم بتا چکے ہیں[1]۔ پس بالفرض اگر وہ حکم قانون ملک سے متعلق بھی ہے۔ تب بھی اس کو ہر دیوانی و فوجداری مقدمے پر اطلاق دینا متن حکم میں بیجا توسیع کرنا ہے۔ لیکن ایک اور جواب بھی ہے جو زیادہ مکمل و قابل اطمینان ہے۔ کیونکہ وہ بہت سے دوسرے فقرات سے بھی متعلق ہے۔ اور اس فقرے سے بھی۔ فرض کرو کہ اس آیت کے کہ "دو یا تین گواہوں کے منہ سے ہر لفظ ثابت ہونا چاہیئے" یہ معنی ہیں کہ توراۃ کا قانون گواہوں کے معاملے میں قابل پابندی ہے تو جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس قانون کا اصول یہ تھا کہ ایک سے زیادہ گواہوں کو صرف اسی صورت میں ضروری قرار دیا جاتا تھا۔ جن میں مجرم ٹھیرانے کے بعد نہایت ہی سخت سزا دی جاتی تھی۔ اور زیر غور آیت کی بعد کی آیت سے ظاہر ہے کہ جس احتجاج کی وہاں ہدایت کی گئی ہے اس کی نافرمانی مزید کارروائیوں کی اساس ہوگی۔ جو نافرمانی کرنے والے فریق کے اخراج پر ختم ہوگی۔ بعد کے تین آیات کی بھی اسی طرح توضیح کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی ایسے امور سے متعلق ہیں۔ جن میں چند افعال کی ان آیات میں بیان کردہ طریقے کے مطابق شہادت فراہم کئے جانے کے بعد نافرمانی کرنے کے نتائج نہایت سنگین تھے۔

ہم اس امر سے انکار کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ایک ایسے نظام میں جہاں سوالات واقعاتی یا سوالات قانونی کو صرف ایک جج کے سپرد کیا جاتا ہے۔ یا اس ملک میں جہاں کے باشندوں کا معیار صداقت ادنیٰ درجے کا ہے۔ ایک ایسا اصول طاقت کے بیجا استعمال کے خلاف اور دروغ حلفی کے خطرے سے بچنے کے لیے ایک مفید ضامن نہیں ہے۔ لیکن جہاں معیار صداقت اعلیٰ درجے کا ہو اور

[1] پیچھے دفعات ۱۳۱ و ۶۰۔

واقعات کا فیصلہ جوری جج کی مدد سے کرتی ہو۔ صورت حال بالکل جدا ہوتی ہے۔ اس میں اس امر کا بھی اضافہ کیجئے کہ واحد شخص کی گواہی پر عمل کرنے کی بے قاعدہ گی حقیقی نہیں صرف ظاہری ہے۔ کیونکہ فیصلہ محض گواہ کے بیان کردہ واقعات پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ان واقعات کے صحیح ہونے کے یقین۔ ان کے بنفسہٖ قرین قیاس ہونے اور گواہ کے شہادت دینے کے طریقے پر مبنی ہوتا ہے۔ اور وہ مقدمات بھی بہت کم ہوتے ہیں۔ جن میں فیصلہ ان قراین پر بھی مبنی ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر ان قراین کی تائید اس قیاس سے ہوتی ہے۔ جو تردید یا توضیح کے نہ پیش ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فوجداری مقدمات میں سماعت مقدمے کے وقت ملزم کے طرز و ڈھنگ سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے کیونکہ بکاریہ (Beccaria) کے مقولے کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ "ناقص شہادت جس سے ملزم اپنے کو بری کر سکتا تھا۔ اور نہ کرے کامل شہادت ہو جاتی ہے"[1]۔ تاہم بعض ایسے الزامات کی سماعت میں جن میں خاص طور پر ظلم و تشدد و فریب دہی کا ارتکاب کیا جا سکتا ہو یا پہلے سے مقرر کردہ ۵۱۸ شہادات کی بعض صورتوں میں (جن میں ان اشخاص سے جو کوئی بالعمد فعل کرنے والے ہوں مناسب طور پر خواہش کی جا سکتی ہے کہ اس فعل کے ثبوت کی شہادت بہم پہنچانے کے لیے وہ گواہوں کی کسی معقول تعداد سے کام لیں) قانون مفید طور پر اپنے اس عام اصول میں تخفیف کر سکتا ہے۔ اور یقین کے اس سے زیادہ درجے پر اصرار کر سکتا ہے جو ایک گواہ کی گواہی سے حاصل ہو سکتا ہے[2]۔

نیز کبھی بھی اور بہت ہی شاذ و نادر ایسے بھی مقدمات پیش آتے

---

[1] Die Delittie et Delle Pene از بکاریہ۔ نیز دیکھو قول ربٹ چیف جسٹس بمقدمۂ ملکہ بنام بروٹ سن ۱۸۲۰ء۔ ہاورڈ اول واڈ الیس ۹۵۔ ۱۲۳۔ ۲۲ ارسل دریان ۵۳۹۔

[2] نیچے

ہیں جن میں صرف ایک گواہ پر اعتبار کرنے سے سخت ناانصافی ہوتی ہے۔ اس کی ایک اچھی مثال ایک شخص بروکس (Brooks) کے مقدمے سے جو ۱۸۸۸ئہ میں پیش آیا دی جاسکتی ہے۔ بروکس نے دیوانگی یا کینے کی وجہ سے اپنے آپ کو بری طرح زخمی کیا اور اپنے اعضا کی قطع و برید کرلی۔ اور بیان کیا کہ اس کو یہ زخم چار آدمیوں نے لگائے ہیں۔ ان میں سے دو کی اس نے شناخت کی۔ اور انھیں اجلاس میقاتی عدالت دورکنندہ منعقدہ اسٹافرڈشیر (Steffordshire) سے صرف اس کی شہادت پر دس سال کی قید با مشقت دی گئی۔ تقریباً دو سال بعد اور اس کی موت سے کچھ پہلے بروکس نے اپنے جرم کا اقبال کیا۔ اور ان اشخاص کو معافی دی گئی۔ اس امر پر حیرت نہ کرنی چاہئے کہ اس قسم کے مقدمے کی وجہ سے ہمارے قانون میں بھی "ایک گواہ کچھ نہیں" کے اصول کو داخل کرنے کا مطالبہ شروع ہو گیا۔[۱]

دفعہ ۵۹۸: لیکن اس کے برخلاف چونکہ تعدد گواہان کے اصول سے عدل گستری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ فعل جس کو ثابت کرنا مطلوب ہوتا ہے اتفاقی قسم کا ہوتا ہے۔ یا سب سے بڑھ کر جب کہ اس کے خلاف قانون ہونے کی وجہ سے اس میں ممکنہ اخفا سے کام لیا جاتا ہے۔ اس اصول کو قوی و منصفانہ وجوہات کے بغیر ضروری نہیں قرار دینا چاہئے۔ اس کی برائیاں حسب ذیل ہیں:—

(۱) اس سے جرم پیشہ لوگوں کی ایمانی کی تائید ہوتی ہے۔ یہ زبانِ حال سے قاتل و جرم سنگین کے مرتکب سے کہتا ہے کہ وہ اپنا پیشہ کریں۔ اور دغا بازوں سے کہ وہ ایک شخص کی موجودگی میں سزا سے بے خوف ہو کر

---

[۱] دیکھو اوپر دفعہ ۲۰۶ ب۔ اور سر جارج بویر Sir George Bowyer کا ان لوگوں کی رہائی کے بعد ہی ٹائمز مورخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۹۱ئہ میں ایک خط۔ خزانے سے ان اشخاص کو فی کس پانچ سو پونڈ بطور معاوضہ دیئے گئے۔

فریب دیا کریں۔ اور اسی طرح ایسے ہی حالات میں کسی بے ایمان شخص سے کہ وہ اپنے معاہدے کی گو وہ کتنا ہی حتمی ہو۔ خلاف ورزی کرے۔ (۲) اس قسم کے مصنوعی قواعد سے ترغیب دروغ حلفی کی تحریص ہوتی ہے کہ ان قواعد کو پورا کرنے کے ذرایع حاصل کیئے جائیں۔ (۳) عدالت پر ان کا مضر اثر ذہن انسانی پر ان کے قدرتی ردعمل کی وجہ
۵۱۹ سے پڑتا ہے۔ اور اس وجہ سے میکانکی فیصلوں کا ایک نظام پیدا ہوتا ہے جو بلا لحاظ ان کی وقعت کے گواہیوں کی تعداد پر مبنی ہوتا ہے[1]۔

دفعہ ۵۹۹: لیکن یہ امر مشکوک ہے کہ کیا اس اصول قانون عمومی کے ماخذ مذکورہ بالا وجوہات تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے قدیم قانون داں رومی کلیسائی قانون کے اس تصور سے آزاد نہیں ہوئے تھے کہ تمام صورتوں میں دو گواہ ضروری ہیں۔ کیونکہ اس زمانے میں اس تصور کو کتاب مقدس کے حکم پر مبنی سمجھا جاتا تھا۔ اور کلیسا کے عملدرآمد سے اس کی تقویت ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ اس زمانے میں ارکان جوری خود ایک قسم کے گواہ ہوتے تھے۔ اور اگر وہ حالات ان کئے جاننے کے خطے میں پڑتا ایسا کرتے تو کسی شہادت کے ان کے سامنے پیش کئے جانے کے بغیر بھی وہ فیصلہ کر سکتے تھے[2]۔ اسی لیے ہمارے اسلاف نے تصور کیا کہ ایسے فیصلے سے جو بارہ اشخاص کی رائے پر مبنی ہو۔ اس الٰہی حکم کی فی الجملہ تعمیل ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک قوی ثبوت یہ ہے کہ جب سماعت کسی جوری کے بغیر ہوتی تھی ـــ یعنی جب مقدمہ گواہوں کی

[1] مقدمہ دفعہ ۹۶۔
[2] اوپر دفعہ ۵۹۷
[3] اوپر دفعہ ۱۱۹۔

شہادت پر بلا جوری فیصل کیا جاتا تھا ــــ تو رومی کلیسائی قانون کا اصول قابل پابندی سمجھا جاتا تھا۔ اور دو گواہ ضروری ہوتے تھے[1]۔

دفعہ ۶۰۰: بعض جدید قانون داں رومی قانون کے اس اصول کو جس کی رو سے دو گواہ ہر صورت میں ضروری ہوتے تھے۔ بُرا کہنے پر اکتفا نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارے قانون کے اصول کو بھی سمت مخالف میں کافی دور تک نہ جانے کی بنا پر بُرا کہتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس اصول کے جس کی رو سے ایک گواہ کافی ہوتا ہے۔ تمام مستثنیات کو موقوف کر دیا جائے۔ ان میں سب سے اول بنتھم[2] ہیں۔ جن کی حجتوں پر مقدمے میں غور کیا جا چکا ہے[3]۔ لیکن جو بالآخر اس امر کو جس سے انکار کرنا دشوار ہے تسلیم کرتے ہیں کہ دوسرے گواہ کو ضروری قرار دینے سے کم از کم دروغ حلفی کے خلاف ایک حد تک حفاظت ہو جاتی ہے[4]۔

دفعہ ۶۰۱: فی الجملہ ہمیں بھروسہ ہے کہ ہمارے پڑھنے والے ہم سے اس امر میں اتفاق کریں گے کہ اس امر پر کوئی عام اصول قرار دینا جو ہر مکان و زمان اور ہر مقدمے پر قابل اطلاق ہو مضحکہ خیز امر ہوگا۔ اور یہ کہ گو جہاں تک اس ملک کا تعلق ہے قانون عمومی کا یہ عام اصول ــــ کہ عدالتی فیصلوں کو پیش شدہ گواہوں کے اعتبار و ذہانت پر نہ کہ ان کی یا دستاویزات پیش شدہ کی تعداد پر

[1] آگے دفعہ ۶۰۳۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۴ صفحہ ۵۰۳۔ ایضاً جلد ۵ صفحہ ۴۶۳ و بعد۔

[3] دیکھو دفعہ ۵۳۔

[4] عدالتی شہادت از بنتھم ۵ ۴۶۳۔

مبنی ہونا چاہیے ـــــ ایک منصفانہ اصول ہے[1]۔ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں مصلحت عامہ کی بنا پر دانشمندی سے اس کے خلاف حکم دیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۰۲: ایک گواہ کافی ہونے کے عام اصول کے مستثنیات ۲۰ ھ

میں بعض قانون عمومی کی رو سے پائے جاتے ہیں۔ لیکن اکثروں کو قانون موضوعہ نے قایم کیا ہے۔

دفعہ ۶۰۳: (۱) مستثنیات قانون عمومی۔ ان میں سب سے زیادہ قابل لحاظ و اہم استثنیٰ چالانات دروغ حلفی کا ہے[2]۔ ہم اس کو قانون عمومی کی رو سے قایم کردہ استثنیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ عام طور پر اس کے متعلق ایسا ہی سمجھا جاتا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ اس کو قانون موضوعہ کی رو سے قایم نہیں کیا گیا ہے۔ (گو حال حال میں قانون موضوعہ کی رو سے اس کی توثیق ہوئی ہے) لیکن اس امر کے متعلق سوال ہو سکتا ہے کہ کیا ہمارے قانون کی رو سے الزام دروغ حلفی میں جج وجوری کے سامنے دو گواہ کا پیش ہونا ہمیشہ ضروری رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے قدیم مصنفین اس موضوع پر خاموش ہیں[3]۔ فارٹسکیو Fortescue بیشک کہتے ہیں[4] کہ جو شخص گواہوں کو دروغ حلفی کی بنا پر چالان کرنا چاہتا ہے۔ اسے بہت زیادہ

[1] ہمارے زمانے کے ایک ممتاز فرانسیسی مصنف کہتے ہیں کہ "یہ فہم سلیم کی مسلمہ صداقت ہے کہ گواہیوں کا وزن دیکھنا چاہیے۔ ان کو گننا نہیں چاہیے"۔ کتاب شہادت از بانٹے دفعہ ۱۶۸۔

[2] شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۸۵۹ طبع سوم۔ ملک بنام سکاٹ (۱۰) جدید رپورٹس ۱۹۲۔ مقدمہ فانستا اسکنر رپورٹس ۳۲۷۔ ملک بنام بروٹن ۲۔ اسٹرینج ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔

[3] پلیس آف دی کراون از ہاکنس جلد ۲ باب ۴۶ دفعہ ۲۔ اور باب ۲۵۔ دفعہ ۱۳۱ و بعد۔

[4] اور مدح قانون انگریزی از فارٹسکیو Fortesc. De Land. باب ۳۲۔

گواہوں کو پیش کرنا چاہئے" —— یہ ایسا فقرہ ہے جس کو سر ایڈورڈ کک[1] Sir Edward Cooke نے کسی شرح کے بغیر ترجمہ کر دیا ہے۔ لیکن اس جملے کے متن سے یہ امر مشکوک ہو جاتا ہے کہ آیا چانسلر نے جب یہ الفاظ لکھے تھے۔ ان سے ان کا مطلب کسی قانونی اصول کو ظاہر کرنا تھا ایک زیادہ قوی حجت حکمنامۂ جالا ان جوری کے مشہور و معروف عملدرآمد میں ملتی ہے۔ کہ چوبیس آدمیوں کی جوری ہی غلط فیصلہ کرنے کی بنا پر بارہ اشخاص کی جوری کو قصور مند قرار دے سکتی ہے۔ لیکن برخلاف اس کے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ابتدائی زمانے میں خود ارکان جوری کو گواہ سمجھا جاتا تھا[2]۔ اور وہ اپنے ذاتی علم کی بنا پر دروغ حلفی یا کسی اور جرم کے لیے بھی مجرم قرار دے سکتے تھے۔ اس موضوع پر ملک بنام سکات (Rv. Muscot) ہدایتی مقدمہ ہے[3]۔ اس میں جالا ان دروغ حلفی کے لیے کیا گیا تھا۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ پارکر چیف جسٹس (Parker, C. J.) نے جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا[4] کہ "دروغ حلفی کے استغاثے اور محض نزاع جائداد میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر صورت میں بہت زیادہ احتیاط ضروری نہیں —— اور اسی لیے ایک قابل اعتبار و غالباً صحیح کہنے والے گواہ کی شہادت سے فیصلہ اس فریق کے موافق ہو سکتا ہے جس کی جانب سے وہ پیش ہو۔ لیکن اول الذکر صورت میں قیاس ہمیشہ معصومی کی موافقت میں کیا جاتا ہے۔ اور کسی شخص کے حلف کا اس وقت تک لحاظ کیا جاتا ہے جب تک وہ جھوٹا نہ ثابت ہو۔ اسی لیے کسی شخص کو دروغ حلفی کا مجرم قرار دینے کے لیے ایک قابل اعتبا

[1] ۳ انسٹیٹیوٹ ۱۶۳۔

[2] پیچھے دفعہ ۱۱۶۔

[3] ۱۰ جدید رپورٹس مکل مس۔ ۱۲۔ آن۔

[4] ایضاً ۱۹۴۔

یا غالباً سچ کہنے والا گواہ کافی نہیں۔ بلکہ شہادت قوی۔ واضح اور مدعی علیہ کی جانب سے پیش کردہ شہادت سے تعداد میں زیادہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ وگرنہ حلف کے مقابلے میں حلف ہوجاتا ہے۔" ملحوظ رکھئے کہ یہ کتاب جو "جدید رپورٹس" کے نام سے موسوم ہے کچھ بہت زیادہ مستند نہیں
لیکن مذکورۂ بالا رپورٹ کو بالکل صحیح بھی مان لیں تو میر مجلس بار کر کے ۵۲۱
خطبے میں کوئی امر اس مفروضے کے خلاف نہیں ہے کہ ان کے ارشادات جوری کو بطور نصیحت و ہدایت تھے۔ اور وہ قانون کے کسی تحکمی اصول کو قرار نہیں دے رہے تھے۔ اور اس مفروضے کی ایک حد تک توثیق اس مقابلے سے ہوتی ہے۔ جو وہ دروغ حلفی اور دوسرے دیوانی مقدمات کی شہادت کے درمیان کرتے ہیں۔

دفعہ ۶۰۴: اصول جس کی رو سے دروغ حلفی کے چالانات میں دو گواہ ضروری تھے۔ صرف حلفی بیان مدعی علیہ کے غلط ہونے کی شہادت سے متعلق تھا۔ باقی تمام ابتدائی یا ضمنی امور —— مثلاً عدالت کا حد اختیار سماعت و اجلاس۔ مدعی علیہ کے حلف لینے کا واقعہ اور شہادت جو اس نے دی ہو۔ وغیرہ —— معمولی طریقے کے مطابق ثابت کئے جا سکتے تھے اور ثابت کئے جا سکتے ہیں[1]۔

دفعہ ۶۰۵: ہماری کتابوں میں اول الذکر اصول کے لیے کہ دروغ حلفی کے چالانات میں دو گواہ ضروری ہیں جو وجہ بیان کی جاتی ہے —— یعنی یہ کہ ملزم کی شہادت بھی چونکہ حلف اٹھانے کے بعد دی گئی تھی۔ اگر اس کے جھٹلانے صرف ایک گواہ پیش کیا جائے تو حلف کے مقابلے میں حلف ہی پیش ہوتا ہے[2]۔

---

[1] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۹۵۹ تا ۹۶۳۔

[2] مشروحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۰۔ شہادت از پیک طبع پنجم صفحہ ۹۔ شہادت اسٹارکی جلد سوم صفحہ ۹۸۵

کسی طرح قابل اطمینان نہیں ہے۔ تمام قسموں کی وقعت مساوی نہیں ہوتی۔ کیونکہ گواہ کے کسی بیان کا اعتبار اتنا ہی اس کی گواہی دینے کے ڈھنگ اور اس کے بیان کے قرین قیاس ہونے پر موقوف ہوتا ہے جتنا کہ اس کے حلف اٹھانے کے واقعہ پر۔ اور جیسا کہ سر ڈبلو ایوانس (Sir W. Evans) نے صحیح کہا ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ ابتدائی گواہی یا بیان کو غلط دینے کے وجوہ ہائے تحریک دروغ حلفی کے جھوٹے الزام لگانے کے وجوہ ہائے تحریک کی بہ نسبت زیادہ قوی ہوں[۱]۔ بہت سے مقدمات میں جن میں اہم سے اہم مقدمات بھی ہوتے ہیں۔ عدالتوں کو ایسے گواہوں کے اضافی اعتبار کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ جو ایک دوسرے کی مخالفت میں حلفی بیان دیتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی قتل یا سرقہ ایک یا زیادہ گواہوں کی شہادت سے ثابت کیا جائے۔ اور عذر عدم موجودگی یا کوئی اور جواب دہی جو ان گواہوں کی گواہی یا غلطی کے کسی مفروضے کے قطعاً مغایر ہو۔ ملزم کی جانب سے پیش کردہ اتنے ہی گواہوں کے ذریعے سے ثابت ہو تو جوری کا فیصلہ گو صراحتاً نہیں قرار دیتا ہے کہ ایک یا دوسری طرف کے گواہوں نے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے۔

دفعہ ۶۰۶۔ ۶۰۷ ہماری دانست میں اس اصول کے اساس

اس سے زیادہ قوی ہیں۔ قانون ساز کو جرم دروغ حلفی پر غور کرتے وقت متضاد فرائض کی اضافی وقعت کو طے کرنا ہوتا ہے۔ دروغ حلفی کو اگر ۵۲۲ مذہبی یا اخلاقی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی برائی اتنی زیادہ ہے کہ اکثر صورتوں میں وہ عظیم ترین جرم ہے۔ اور اسی لئے قانون کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ۳۔ گرانٹ رسل،..، ملک بنام ہارس۔ ۵ بارنوال وائڈ الفس ۱۴۹ ونوٹ

[۱] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۸۰۔

سخت سے سخت سزا کا مستوجب۔ لیکن جب ہم اس جرم کی مخصوص نوعیت اور اس امر پر غور کرتے ہیں کہ ہر شخص جو عدالت انصاف میں بطور گواہ آئے۔ اس جرم کی بنا پر ان لوگوں کی جانب سے جن کے خلاف اس کی شہادت ہوتی ہے اور جو بہت سی صورتوں میں بنی نوع انسان کے بے اصولی اور کمینہ اشخاص ہوتے ہیں چالان کیا جا سکتا ہے۔ اور جب ہم یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ قانون ملک کے بہترین اصول۔ ان کے نفاذ میں معاشرے کے تعاون عمل بغیر کتنے کمزور ہوتے ہیں — تو ہم یہ محسوس کریں گے کہ گواہوں کو غلط تکلیف اور الزام یا جھوٹی گواہی دینے کے الزام کی دھمکیوں سے بچانے کا وجوب دروغ حلفی کو اس کے کیفر کردار پہنچانے کے وجوب سے کہیں زیادہ اہم اور بڑا ہے۔ اس جرم کو روکنے کے لیے انسداد علاج سے بہتر ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے قانون انگلستان اس جرم کو ارتکاب کے وقت پکڑنے اور فاش کر دینے کے ذرائع پر۔ مثلاً عدالتی کارروائیوں کے علانیہ ہونے۔ جرح اور جوری کی امداد وغیرہ پر — بھروسا کرتا ہے اور جب کبھی دروغ حلفی کا ارتکاب صاف طور پر ثابت ہو جائے تو سخت گو بے حد سخت نہیں سزا دینے پر بھی۔ نیز مذکورۂ بالا بڑے مقاصد کو پورا

لہ اس امر پر کہ کیا جھوٹی گواہی سے کسی کو سزائے موت دلانے کی سزا انگریزی قانون کی رو سے موت ہے۔ دیکھئے ملک بنام ماک ڈانیل ۱۷۵۶ء (۱) لیچ ۴۴۔ جس میں رپورٹر کا بیان ہے کہ "کمینہ پن کا ایسا منظر نمودار ہوا کہ جو اتنا ہی ہولناک تھا جتنا کہ غیر متوقعہ اور جس میں تین اشخاص نے حصول انعام کے لیے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا تھا۔ لیکن ان کا چالان ٹھیک نہیں قرار دیا گیا۔" ہ کراؤن لاز ناشر ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۹ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس (نہایت تفصیل سے) ۴ شروحات اسٹیفن طبع چہاردہم بر صفحات ۵۴۔ الف۔ اور ۱۴۲ جرائم از رسل جلد ۳ طبع ۶ ص ۲۲۱۔

اسٹریٹ سٹلمنٹ Straits Settlements میں دفعہ ۱۹۴ تعزیرات کی رو سے

کرنے ہمارا قانون گواہوں کو ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کرنے کا استحقاق دیتا ہے جن سے وہ مجرم ٹھیرتے ہوں۔ یا جن سے وہ سزا یا ضبطی جائداد کے مستوجب ہوتے ہوں[1]۔ وہ گواہ کے خلاف کسی ایسی نالش کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا جو اس کے ان تحریری یا زبانی الفاظ پر مبنی ہوں جو اس نے اپنی شہادت میں استعمال کئے ہوں[2] اور وہ اس شخص کو جس پر دروغ حلفی کا الزام ہو ہر ممکن طریقہ پر محفوظ کر دیتا ہے۔ نیز چالان کا نہایت ٹھیک ٹھیک الفاظ میں ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ ملزم نے حلف اٹھا کر جو کچھ کہا تھا اس کو سختی سے ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور آخر امر یہ کہ اس کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ سے زیادہ کی شہادت ضروری ہوتی ہے اسی لیے نتیجہ یہ ہے کہ اغراض انصاف کے لیے آزادی سے شہادت حاصل کرنے میں انگلستان میں نسبتہً بہت ہی کم دشواری پیش آتی ہے۔ اور گو بہت سے اشخاص قانون کی مقررہ سزا[3]ئے دروغ حلفی سے بچ جائیں لیکن دروغ حلفی کی بنا پر غلط سزا دی جانے کی مثالیں بہت کم ہیں۔ اور دروغ حلفی کی بنا پر چالان کئے جانے کی دھمکی کو ایماندار و راستباز گواہ گیدڑ بھبکی سمجھتے ہیں۔

۵۲۳ **دفعہ ۹۰۵**: ان مقدمات میں ہر گواہ سے جو شہادت یا گواہی مطلوب ہوتی ہے اس کی ٹھیک ٹھیک صراحت کرنا آسان نہیں ہے جیسا کہ ایک نہایت ہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- اس جرم کی سزا صراحتہً موت قرار دی گئی ہے۔

[1] اوپر دفعات ۱۲۷، تا ۱۲۹۔

[2] سیمان بنام بنیدر کلفٹ ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۵۲۔ اور پیچھے دفعہ ۱۲۶۔

[3] دیکھو اوپر دفعہ ۵۵۔

قابل جج نے کہا ہے[1] ایسا کرنے کی کوشش فی الحقیقت بے سود ہوگی۔ مسٹر اسٹارکی (Mr. Starkie) اپنی کتاب شہادت میں کہتے ہیں[2] کہ انھوں نے ایک مرتبہ لارڈ ٹنٹرڈن (Lord Tenterden) کو کہتے ہوئے سنا کہ ملزم کی دی ہوئی گواہی کی تردید دو بلاواسطہ گواہوں سے ہونی چاہیے۔ اور یہ کہ تردید جو ایک بلاواسطہ گواہ و قراینی شہادت ثابت ہو وہ کافی نہیں ہے۔ اور کولریج جسٹس (Coleridge, J.) نے بھی ایک مقدمے[3] میں ایک ایسی ہی قرارداد کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ اگر وہ کبھی صادر ہوا تو یقیناً قانون نہیں ہے۔ اس امر کا اعلان نہایت ہی حیرت ناک ہوگا کہ اگر کوئی شخص تمام بلاواسطہ شہادت سے بچ سکتا ہے تو وہ تمام قراینی شہادت کو حقیر سمجھ سکتا ہے۔ اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقدمات[4] میں اس کے مخالف اصول کو قرار دیا گیا ہے۔ نیز بعض جدید تصانیف نے قرار دیا ہے کہ یہ کافی ہوگا کہ ایک بلاواسطہ گواہ اس امر کی تردید کرے جس کا مدعی علیہ نے حلف اٹھایا تھا۔ اور ایک دوسرا گواہ پہلے گواہ کی توثیق یا تائید میں بعض اہم اجزا کو ثابت کرے[5]۔ پس اس رائے کے مطابق صرف یہ ضروری ہوگا کہ بلاواسطہ گواہ کی تائید اسی طرح کی جائے جس طرح کہ جج عادۃً کسی شریک جرم کی گواہی کی تائید مانگا کرتے ہیں۔ یا جس طرح کہ

---

[1] از ارل سیر مجلس۔ ملک بنام شا۔ ۱۰ کاکس کریمنل کیسیس ۶۶-۶۷۔

[2] شہادت از اسٹارکی جلد ۲ صفحہ ۸۶۰۔ نوٹ (کیو) طبع سوم۔

[3] مقدمہ چامپنی ۲ لیوس کریمنل کیسس ۲۵۸۔

[4] دیکھیے جرایم از رسل جلد ۳ صفحہ ۷۷۔ و بعد طبع پنجم اور وہ مقدمے جن کا نیچے ذکر ہے۔ مقدمۂ ملک بنام ینگ میں کریسول جسٹس نے بھی یہی قرار دیا۔ (دیکھیے اجلاس موسم سرما۔ کنٹ نسخہ قلمی)۔

[5] شہادت از گرین لیف جلد ۱ طبع شانزدہم دفعہ ۲۵۷۔ شہادت از ٹیلر دفعات ۹۵۹ تا ۹۶۲۔ ملک بنام گارڈنر ۸ کیارنگٹن و پین ۷۳۴۔ ملک بنام ہیڈٹن، کیارنگٹن و مارشمان رپورٹس ۱۵۹۔

اس عورت کی گواہی کی تائید ضروری ہوتی ہے جو کسی شخص پر ایک غیر صحیح النسب بچے کے نفقہ یا ہرجانہ خلاف ورزی اقرار نکاح کی ذمہ داری عاید کرنا چاہتی ہے[1]۔

دفعہ ۶۰۹: اسی لیے یہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے کہ کیا قدیم اصول اور حقیقت امر پر پورا عمل ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ ہر گواہ کی شہادت بنفسہٖ اور قطع نظر دوسرے گواہ کی شہادت کے ذاتی وقعت رکھتی ہو یعنی اتنی ذاتی وقعت کہ بالفرض اگر یہ جرم ایسا ہوتا جس میں ایک گواہ کی شہادت پر سزا سنائی جا سکتی تو کسی ایک گواہ کی یہ شہادت ایسی ہوتی کہ اس کی بنا پر مقدمہ جوری کے فیصلے کے لیے چھوڑا جا سکتا یا کم از کم اس سے مدعیٰ علیہ کے جرم کا قوی شبہہ پیدا ہوتا۔ اور جب شہادت کلیۃً قرائنی ہو ــــ جیسا کہ بلا شبہہ وہ قانوناً ہو سکتی ہے ــــ اور دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والا مصنوعی اصول درمیان میں نہ ہو تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے کیا ہر گواہ کے ذریعے سے اتنا ثابت ہونا ضروری نہیں ہے کہ مقدمہ جوری کے فیصلے کے قابل ہو جائے۔ یا کیا یہ کافی ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی گواہی سے جرم کا ایک شدید قیاس پیدا ہو۔ اور دوسرے کی گواہی سے اس کا معقول شبہہ ــــ وہ قانون میں قوی قیاس پر عمل ہوتا ہے[2]۔ قدیم اصول کے تحت جس کی رو سے دو گواہ ضروری سمجھے جاتے تھے۔ حالت یہ تھی۔ لیکن قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء ۱ و ۲ جارج پنجم باب ۶ دفعہ ۱۳۔ کی رو سے جواب اس موضوع کو منضبط کرتا ہے۔ صورت حال آسان ہو گئی ہے۔ کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے کہ "کوئی شخص اس قانون کے تحت کسی جرم یا ۲۴ھ

[1] دیکھو نیچے دفعہ ۶۲۱۔

[2] جنگ سینٹ ۲۔ مقدمہ ۳۔ دیکھیے ٹیلٹن مطبوعہ گک ۲ ب۔ اور پیچھے دفعہ ۳۱۷۔

اس جرم کا جو کسی اور قانون کے تحت دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی قرار دیا گیا ہے صرف ایک گواہ کی اس گواہی پر کہ کوئی بیان جسے جھوٹا کہا جا رہا ہے۔ جھوٹا ہے۔ مجرم قرار نہیں دیا جا سکے گا۔"

دفعہ ۶۱۰: قانون کے متعلق اس نقطۂ نظر کو فیصلہ جات اور اقوال عدالتی کی روشنی میں جانچنا چاہیے۔ ملک بنام پارکر[1] (Rv. Parker) میں ٹنڈل ہیڈ مجلس (Tin dal, C. J.) کہتے ہیں کہ "جرم دروغ حلفی کے متعلق قانون کہتا ہے کہ جب کسی شخص پر اس جرم کا الزام ہو تو یہ کافی نہیں ہے کہ اس کے بیان حلفی کی تردید کسی واحد گواہ کے حلفی بیان سے کی جائے۔ اور جب تک دو اشخاص کے حلف نہ ہوں۔ یا دوسرے گواہ کے بجائے کوئی دستاویزی شہادت یا اقبال یا کوئی اور قرینہ نہ ہو، شہادت کافی نہیں ہے۔" مقدمات چاہمپنے[2] Champney's Cases میں کولرج جسٹس (Coleridge, J.) نے کہا کہ دروغ حلفی میں ایک گواہ کافی نہیں ہے بجز اس کے کہ اس کی تائید نہایت ہی قوی قرائنی شہادت سے ہوتی ہو۔ بلکہ لارڈ ٹنٹرڈن چیف جسٹس (Lord Tenterden, C. J.) کی تو رائے تھی کہ مجرم قرار دینے کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔" رپورٹر نے اضافہ کیا ہے کہ چاہمپنے کے مقدمے کے اصول کو انھیں ججوں نے ملک بنام وگلی (R.V. Wigley) میں دوبارہ قرار دیا۔ ملک بنام ایٹس[3] (R.V. Yates) میں کولرج جسٹس نے یہ بھی کہا کہ یہ اصول کہ ایک گواہ کی گواہی چالان دروغ حلفی میں کافی نہیں کوئی محض فنی اصول نہیں ہے بلکہ وہ فی الجملہ منصفانہ اصول ہے۔ اور ایسی شہادت جس سے ایک گواہ کی گواہی کی بعض غیر اہم

---

[1] کیارنگٹن و مارشمان ۶۴۶۔
[2] ۲ لیوس کراؤن کیسس ۲۵۸۔
[3] کیارنگٹن و مارشمان ۱۳۹۔

تفصیلات میں توثیق ہوتی ہو۔ سزا دہی کے لیے کافی نہیں ہوتی ہے۔
ملک بنام رابرٹس[1] (R.V Roberts) میں پاٹین جج نے کہا کہ اگر جھوٹا حلف یہ ہو کہ دو شخص ایک جگہ ایک خاص وقت تھے۔ اور دروغ حلفی کے لیے چالان اس بنا پر ہو کہ وہ اس وقت وہاں نہیں تھے۔ ایک گواہ کی شہادت کہ ان میں سے ایک شخص اس وقت لندن میں تھا۔ اور ایک دوسرے گواہ کی شہادت کہ دوسرا شخص اس وقت پارک میں تھا۔ الزام دروغ حلفی کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔" اور
۵۲۵ آخر میں ملک بنام میہیو (R.V. Meyhew) کے مقدمے میں — جہاں مدعی علیہ ایک اٹرنی تھا۔ اور اسے دروغ حلفی کی بنا پر اس لیے چالان کیا گیا تھا۔ کہ اس نے فہرست خرچہ کو تعین محاصل کے لیے بھیجنے کی درخواست کے خلاف جو حلف نامہ داخل کیا تھا اس میں دروغ حلفی کا مرتکب ہوا تھا — ایک گواہ دروغ حلفی کو ثابت کرنے طلب کیا گیا۔ اور بجائے دوسرے گواہ کے درخواست کی گئی کہ وہ فہرست خرچہ پیش کی جاتی ہے جو مدعی علیہ نے داخل کی تھی۔ اس پر اعتراض کیا گیا۔ لارڈ ڈنمان چیف جسٹس (Lord Denman) نے کہا کہ میں نے رائے قایم کرلی ہے کہ مدعی علیہ کی داخل کردہ فہرست کافی شہادت ہے بلکہ مدعی علیہ کا کوئی خط جس سے اس کے بیان حلفی کی تردید ہوتی ہو۔ دوسرے گواہ کو غیر ضروری قرار دینے کافی ہے[2]" سر ڈبلیو۔ ڈی ایوانس (Sir W. D. Evans) کہتے ہیں کہ انھیں یاد ہے کہ اس اصول پر عمل ہوتے ہوئے ان کے زمانے میں انھوں نے دیکھا ہے[3]۔ گو سڈرفن رپورٹس (Siderfin Reports) میں اس کے خلاف ایک قدیم مقدمہ

---

[1] ۲ کیا رنگٹن و کرو ش ۶۱۴۔

[2] ۶ کیا رنگٹن و پین ۳۱۵۔

[3] شہادت از پوتھیے جلد ۲ صفحہ ۲۸۰۔

موجود ہے[1]۔ اس سوال پر کہ چالان دروغ حلفی میں کتنی شہادت ضروری ہے عدالت مرافعہ کے مقدمہ ملک بنام بولٹر (R.V. Boulter) میں بھی مفصل بحث کی گئی ہے۔ لیکن فیصلہ بغیر کسی عام اصول کو قرار دیئے مقدمے کے خاص حالات کی بنا پر کر دیا گیا ہے۔ اور مقدمہ ملک بنام اینڈاکاٹ (R.V. Endacott) میں اس اصول کے مدعی علیہ کی موافقت میں اطلاق پانے کی ایک اچھی مثال اسٹیفن جسٹس (Stephen, J.) کی اس ہدایت سے کہ مدعی علیہ کو بری کر دیا جائے ملتی ہے۔ اس مقدمے میں مدعی علیہ ایک پولس کا جوان تھا۔ اور الزام دروغ حلفی یہ تھا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی تھی کہ اس نے ایک لڑکی کو جسے اس نے بطور طوائف حراست میں دیا تھا ریجنٹ اسٹریٹ (Regent Street) میں پچھلے چھ ہفتوں میں تین مرتبہ دیکھا تھا۔ اسٹیفن جسٹس نے قرار دیا کہ قانون کا اصول یہ ہے کہ " اگر دروغ حلفی کے مقدمے میں مدعی علیہ کے خلاف شہادت صرف ایک گواہ کا بیان ہو۔ جس سے اس حلف کی تردید مقصود ہو جس کی بنا پر دروغ حلفی کا الزام لگایا گیا ہو۔ اور کوئی ایسے حالات ثابت نہ کئے جائیں جن سے اس گواہ کی تائید ہوتی ہو تو مدعی علیہ رہائی کا مستحق ہے " اور انھوں نے کہا کہ پولس والے کے خلاف واحد شہادت صرف اس لڑکی کی تردید تھی۔ اور انھوں نے پولس والے سے غلطی ہونے کے امکان پر بہت زور دیا۔ غالباً اس موضوع پر بہترین رائے ارل میرمجلس (Erle, C. J.) کی ہے جو انھوں نے ملک بنام شا (R. v. Shaw) کے

[1] ملک بنام کار۔ ا۔ سڈفرن ۹۱۴۔ قرارداد ۳۔
[2] ڈینی سن کریمنل کیسس ۲۹۶۔ جلد دوم
[3] ٹائمز مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۲ء
[4] مقدمات فوجداری از کاکس ۹۲۔ ۷۲۔

مقدمے میں ظاہر کی ہے کہ ایسے مقدمات میں مطلوبہ تائیدی شہادت کی کمیت عدالت سماعت کنندہ کی رائے پر موقوف ہوتی ہے۔" جس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ کیا اس شہادت کو تائیدی شہادت کہہ سکتے ہیں۔

جب بینہ دروغ حلفی یہ ہو کہ مدعی علیہ نے ایک ہی موضوع پر سابق میں جو حلف اٹھایا تھا۔ اب اس کے خلاف قسم کھایا ہے تو یہ صورت زیر بحث اصول کے تحت نہیں آتی ہے۔ اور مدعی علیہ

۵۲۶ کو محض یہ ثابت کرنے سے کہ دو موقعوں پر اس نے متضاد شہادت دی تھی مجرم قرار دیا جاسکتا ہے[۵]۔

دفعہ ۱۱۶: (۲) دوسرا استثنیٰ ان وصیت نامہ جات کے ثبوت کا ہے۔ جن کے حاشیے کی گواہی ایک سے زیادہ گواہ نے اس طریقے کے مطابق کی ہو جو پہلے قانون انسداد فریب ۱۶۷۶ء ۲۹ چارلس دوم باب ۳ دفعہ ۵ کی رو سے مقرر تھا۔ اور اب قانون وصیت نامہ جات ۱۸۳۷ء ، ولیم چہارم اور ا۔ وکٹوریا باب ۲۶ کی رو سے مقرر ہے۔ اور جس میں مقام دستخط موصی کی بابت ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۲۴ کی رو سے ترمیم ہوئی ہے[۵]۔ ان دونوں قوانین موضوعہ کے تحت عملدرآمد کو ایک مستند کتاب میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ" جب کسی ایسی دستاویز پر جس کے حاشیے کی گواہی ضروری ہو ایک سے زیادہ گواہوں نے گواہی کی ہو۔ تو ان میں سے کسی ایک کا طلب کرنا کافی ہے۔ لیکن جائداد ارضی کے وصیت نامہ جات کی شکل مستثنیٰ ہے۔ ان کے متعلق سالہا سال سے عدالت نصفت کا یہ عملدرآمد رہا ہے۔

---

[۵] ملک بنام تل۔ ۵ بارنوال دا ڈالفس ۹۲۶ نوٹ ا۔

[۵] اوپر دفعہ ۲۲۲۔

اور اب یہ تمام عدالتوں کا عملدرآمد ہے کہ تمام گواہ جو انگلستان میں ہوں[1] اور جن کو طلب کیا جا سکتا ہو طلب کئے جائیں۔ اور ان کی گواہی لی جائے کہا جاتا تھا کہ تمام گواہان حاشیہ کو بلانا ضروری ہے تاکہ لارڈ چانسلر (Lord Chancellor) کی ضمیر کو اطمینان ہو جائے۔

دفعہ ۶۱۲: (۳) اس اصول کا ایک اور استثنیٰ "سماعت بذریعہ گواہان" یا ہمارے قدیم قانون دانوں کے الفاظ میں "سماعت بذریعہ شہادت" کا تھا۔ ان جملوں سے ہماری کتابوں میں وہ معدودے چند صورتیں مراد تھیں ان میں مقدمے کی سماعت جج بغیر امداد جوری کرتے تھے۔ یہ کونسی صورتیں تھیں ان کو ٹھیک ٹھیک بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن ایک صورت کے متعلق تو کوئی شبہہ نہیں ہو سکتا یعنی حکمنامۂ اراضی مہر یا آسامی کی جواب دہی[2] یہ ہو کہ طلب کنندہ کا شوہر ابھی زندہ[3] ہے۔ اور فنچ (Finch) مقدمہ ہنری ششم ۲۳ کے ایک قول عدالتی پر بھروسہ

---

۱ شہادت از ٹیلر طبع دہم دفعہ ۱۴۵۸۔ جہاں قوانین عدالتی ۱۸۷۵ء کے دفعہ ۲۵-(۱۱) کا جس کی رو سے عملدرآمد عدالت ہائے نصفت کو عام عملدرآمد قرار دیا گیا ہے۔ حوالہ دیا گیا ہے۔ [اس استثنیٰ کو ٹیلر کے طبع یازدہم سے حذف کیا گیا ہے۔ اس کا رواج صرف عدالت ہائے نصفت میں تھا۔ اور اس عدالت میں بھی صرف ان نالشات میں جو خلاف وارث نہ کہ اس کی جانب سے کی جاتی تھیں (وثنام بنام وایٹ۔ رسل وملنی رپورٹس ص۱۔ میا کگریگر بنام ٹابھام ۲۴ مقدمات دارالامراء ۱۵۵)۔ قانون عمومی میں اس کو اطلاق نہیں دیا جاتا تھا (رایٹ بنام ٹائنام۔ ا۔ اڈالفس والیس ۳-۲۲-۲۳-۱)۔ جہاں تک راقم الحروف واقف ہے قوانین محکمہ جات عدالتی سے اس استثنا کو پروبیٹ ڈیویژن میں اطلاق دینے کبھی استناد کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مشتبہ حالات میں اطمینان عدالت کے لیے وصیت نامہ کے تمام گواہوں کو طلب کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چاہے وصیت نامہ جائداد منقولہ کا ہو کہ غیر منقولہ کا۔ اڈیٹر طبع دوازدہم)]

۲ قانون از فنچ ۴۲۳۔ ہنری ششم ۲۳ حصہ ہفتم۔ ۵۶ ہنری سوم جس کا حوالہ تحفہ رول جلد ۲ صفحہ ۷۸ حصہ چہارم میں دیا گیا ہے

۳ فنچ بمقام مذکورہ۔

کر کے کہتے ہیں کہ یہی ایک ایسی صورت ہے جس میں "سماعت بذریعۂ گواہان" کو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن دوسرے اساتذہ دوسری متعدد صورتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً کسی نالش جائیداد غیر منقولہ میں کاشتکار کی طلبی[1]۔ میقاتی عدالتوں کے اجلاس میں کسی رکن جوری کی طلبی[2] یا کسی رکن
۵۲۷ جوری پر اعتراض[3] اور کہا جاتا ہے کہ نالش اتلاف میں بھی دو معائنہ کنندے ضروری تھے[4]۔ مسٹر جسٹس بلاکسٹن (Mr. Justice Blackstone) اساتذہ کے اس اختلاف میں توافق پیدا کرتے کہتے ہیں حکمنامۂ اراضی مہر میں شوہر کے زندہ ہونے کی جواب دہی کی صورت ہی ایک ایسی صورت ہے جس میں مقدمے کے اصل امر تنقیح طلب کی سماعت گواہوں کے ذریعے سے ہوتی تھی۔ باقی تمام صورتوں میں ضمنی امور کی سماعت[5] ہوتی تھی۔ لیکن یہ امر اچھی طرح ظاہر نہیں ہے کہ قدیم زمانے میں عذر "وہ جس کی زندگی میں وہ خلاف نہیں کہہ سکتی" پر شوہر کی موت کے امر نزاعی[6] اور بعض دوسری صورتوں[7] کی سماعت بذریعۂ گواہان نہیں ہوتی تھی۔ اور نالش اراضی مہر میں گو بعض جدید اساتذہ مذکورۂ بالا عذر کو عذر کامل کہتے ہیں[8]

[1] تلخیص از کک ۶ ب شہادت از گلبرٹ ۱۵۱ طبع چہارم۔

[2] تلخیص از کک ۱۵۸ ب۔

[3] تلخیص از کک ۶ ب۔ اس سے غالباً مراد کسی ارضی نالش میں کسی رکن جوری کے طلبناموں کا کافی ہونا ہے۔ دیکھئے پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔ یہ امر یقینی ہے کہ جب کسی رکن جوری پر اعتراض کیا جاتا ہے تو عملدرآمد جدید کی رو سے کسی ایسے اصول پر عمل نہیں ہوتا ہے۔

[4] کلیٹن صفحہ ۹۸ قاعدہ ۱۵۰۔

[5] شرحات بلاکسٹن جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔

[6] ۲ ایڈورڈ دوم صفحہ ۲۴ عنوان "(ciu in vita)" (وہ جس کی زندگی میں)۔

[7] دیکھئے ۲۱ لبراسس سیاریم حصہ ششم ۳۹ ایضاً حصہ نہم ۳۰ ایضاً حصہ ۲۶-۴۳ ایضاً صفحہ ۲۶۔

[8] ڈائجسٹ از کمنس عنوان پلیڈر ۲ ٹیس رپورٹس ۹۔ نوٹس ولیمس ساونڈرس جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ ڈی طبع ششم۔

(یعنی ایسا عذر جس میں حق نالش ہی سے انکار کیا جاتا ہے) لیکن بعض قدیم اساتذہ اس کو عذر تعویقی[1] (یعنی جس سے نالش کرنے میں کسی غلطی کی وجہ سے مقدمہ خارج کیا جا سکتا تھا) تصور کرتے ہیں۔ اب اراضی و مخلوط نالشات قانون میعاد سماعت جائداد اراضی ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۲۷ دفعہ ۳۶۔ اور قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۶۰ء ۲۳ و ۲۴ وکٹوریا باب ۱۲۶ دفعہ ۲۶ کی رو سے موقوف کر دی گئی ہیں۔ لیکن اب بھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب نالش اراضی مہر میں جو مذکورۃ الذکر قانون کے ضابطہ کے مطابق کی گئی ہو۔ شوہر کی موت امر نزاعی ہو تو کیا دو گواہ ضروری نہیں ہیں۔

دفعہ ۶۱۳: اس قسم کی سماعت میں شہادت کا بلاواسطہ ہونا ضروری نہیں۔ کافی ہوگا اگر گواہ ایسے حالات بیان کریں جن سے اس واقعہ کی جس کے ثابت کرنے کے لیے وہ طلب کئے گئے ہوں صداقت کا معقول قیاس یا نتیجہ[2] نکلتا ہو۔

دفعہ ۶۱۴: اس امر کے متعلق کہ کیا اسامی یا کنیز ہونے کے دعوی میں دو گواہ ضروری تھے۔ اساتذہ میں کچھ اختلاف ہے[3]۔ اگر اصول یہ تھا تو آزادی کی موافقت میں وہ ایک صحیح اصول تھا لیکن اس کی تحقیق آج کل بے سود ہے۔

---

[1] براکٹن کتاب ۴ باب ۷ صفحہ ۳۰۱۔ ڈایر صفحہ ۱۸۵ الف۔ قاعدہ ۴۲۔

[2] تھارن بنام رولف ڈایر ۱۸۵۔ الف قاعدہ ۶۵۔ ۱۔ اینڈرسن ۲۰۔ قاعدہ ۴۲۔

[3] دیکھئے برٹن باب ۳۱۔ ۲ مختصر رول ۶۷۵۔ شہادت حصۂ سوم۔ ناچرا بریویم از فٹز ہربرٹ صفحہ ۷۸۔ میقات ہلیری۔ مختصر فٹز ہربرٹ۔ عنوان حقیقت اسامی (ولی نیج) صفحہ ۲۹ Fitz. Abr. Villenage Pl. 89

دفعہ ۶۱۵: اب ہم قانون موضوعہ کی رو سے قایم کردہ مستثنیات کا ذکر کریں گے۔ ان میں سب سے اہم و قابل لحاظ استثنی عملدرآمد سماعت ہائے بغاوت سنگین و اعانت بغاوت کا ہے۔ قول راجح اور اکثر دلایل سے قوی طریقے پر ظاہر ہوتا ہے کہ بغاوت سنگین میں قانون عمومی کی رو سے صرف ایک گواہ کافی تھا۔ اور اسی لیے بدرجۂ اولیٰ بغاوت خفیف یا اعانت بغاوت میں بھی ایک ہی گواہ ضروری تھا[1] ۵۲۸
لیکن ۳ انسٹیٹیوٹ صفحہ ۲۶ (3 Inst. 26) پر سر ایڈورڈ کک (Sir Edward Coke) کہتے ہیں کہ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم قانون عمومی کی رو سے کسی شخص کو بغاوت سنگین کا مجرم قرار دینے کے لیے ایک الزام دہندہ یا گواہ کافی نہیں تھا.... اور یہ کہ دو گواہوں کا ضروری ہونا ہماری کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے" (اور یہاں وہ متعدد اساتذہ و نظایر کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن وہ سب کے سب "سماعت بذریعۂ گواہاں" سے متعلق ہیں[2]۔ اور بغاوت یا فوجداری کارروائیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں) "اور مجھے ہماری کتابوں کی کوئی ایسی دلیل یا نظیر یاد نہیں جو اس کے خلاف ہو۔ اور اس امر پر قانون عمومی کی بنیاد اس قانون الٰہی پر رکھی گئی ہے۔ جس کا ذکر توراۃ و انجیل دونوں میں ہے۔ ڈیوٹ ۱۷-۶ (Deut. xvii 6) ۱۵-۱۹ (xix 15) متی ۱۸-۱۶ (Math. xviii. 16) یوحنا ۱۸-۲۳ (John xviii 23) شاید یہ

---

[1] پلیس آف دی کراؤن از ہاکنس جلد ۲ باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔ اور باب ۴۶ دفعہ ۲۔ کراؤن لا از فاسٹر صفحہ ۲۳۳۔ شہادت از گرین لیف جلد ا۔ ۲۵۵۔ طبع شانزدہم۔ شہادت از ٹیلر دفعات ۹۵۲ تا ۹۵۸۔ مقدمہ کلیپنگ بنام جونس ۲۶۳۔ مختصر بروکس مطبوعہ کرونس قاعدہ ۲۱۹۔ ڈایر ۱۳۲۔ قاعدہ ۵۰۔ کلی ۱۸ تا ۱۹۔ پلیس آف دی کراؤن از ھیل ۲۹۷۔ ۳۰۱۔ ۲۲۴۔ ۱۳ ایضاً ۲۸۶۔ ۲۸۷۔

[2] دیکھیے اوپر دفعہ ۶۱۲۔

یوحنا ۸-۱۷ (John, viii. 17) ہے)۔ ۲ کار-۱۳-۱ 2 Cor. xiii. I.
عبری۔۱۰-۲۸ (Heb. x. 28) اس شخص کو (سزا ہے) موت کا مستحق ہو۔ دو یا تین گواہوں کی شہادت پر مرنا چاہئیے۔ صرف ایک گواہ کی شہادت پر کسی شخص کو مارنا نہیں چاہئیے۔[1] ملحوظ رکھئے کہ اگر مقدس کتب کے یہ یا ایسے ہی دوسرے فقرات قانون ملک میں قابل اطلاق ہیں۔ تو سرایڈورڈ کک کو فیصلہ کن جواب سارجنٹ ہاکنس[2] Searjeant-Hawkins نے دیا ہے کہ ان کی حجت سے ضرورت سے زیادہ امور ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ بھی عقل یا کتب مقدس کی رو سے بغاوت میں دو گواہ ضروری ہونے کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ وہی ان دوسرے جرایم کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے۔ جن کی سزا موت ہوتی ہے لیکن وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ سوائے بغاوت کے کسی اور جرم میں دو گواہوں کی ضرورت کبھی تھی یا اب ہوتی ہے۔" علاوہ ازیں تیسرے انسٹیٹیوٹ کے بعض حصص کی صحت و وقعت پر شک بھی کیا گیا ہے۔[3] شاید دروغ حلفی میں دو گواہوں کو ضروری قرار دینے والے اصول کے ماخذ کی بابت وہ مفروضہ جو اس باب کے ایک گزشتہ حصے میں پیش کیا گیا ہے یہاں بھی کام آسکتا ہے۔ یعنی یہ کہ ہمارے قدیم قانون داں تمام فوجداری الزامات میں بشمول بغاوت دو گواہوں کو ضروری سمجھتے تھے لیکن جب سماعت بذریعۂ جوری ہوتی تھی وہ اس شرط کو پوری ہوگئی بھی سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس زمانے میں ارکان جوری گواہ تصور کئے جاتے تھے[4]

---

[1] اوپر دفعہ ۷۹۵۔

[2] پلیس آف دی کراون از ہاکنس جلد ۲ باب ۲۵ دفعہ ۱۳۱۔

[3] کلینگ رپورٹس Kelynge's Reports Chancery and King's Bench ۴۹۔

[4] اوپر دفعہ ۶۰۳۔ یہ اصول کہ بغاوت کے الزام کو ثابت کرنے دو گواہ ضروری ہیں ممالک متحدہ امریکا کے دستور میں شامل کر لیا گیا ہے۔ لیکن وہاں غالباً ایک فعل کے ثابت کرنے ایک گواہ اور

دفعہ ۶۱۶-۶۱۸[1]: پس ظاہر ہوا کہ قانون عمومی میں الزامِ بغاوت ایک گواہ کی شہادت سے بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ لیکن قوانین یکم ایڈورڈ ششم باب ۱۲۔ اور ۵ و ۶ ایڈورڈ ششم باب ۱۱ کی رو سے دو گواہ ضروری قرار دیئے گئے ۵۲۹
لیکن جب بعد کے قانونِ موضوعہ ۱ و ۲ فلپ و میری باب ۱۰ دفعہ ۷۔ میں حکم دیا گیا کہ بغاوت کی تمام سماعتیں قانون عمومی کے ضابطے کے مطابق نہ کہ اس کی خلاف ورزی میں ہوں گی اس لئے اس زمانے کے جج شبہہ کرتے۔ (یا شبہہ کرنا ظاہر کرتے) تھے کہ آیا ایڈورڈ ششم کے قوانین منسوخ تو نہیں ہو گئے۔ یہ سوال بہت سے مقدمات میں اٹھایا گیا۔ اور بالآخر یہ شک یا شبہہ چارلس دوم کے زمانے میں صحیح نہیں قرار دیا گیا[2]۔

اس موضوع پر جدید قانون ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ میں ملے گا۔ جس کے دفعہ ۲ کی رو سے حکم ہے کہ کسی شخص پر بغاوت یا اعانت بغاوت کے مقدمے کی سماعت نہ ہوگی ''بجز اس کے کہ دو جائز گواہوں کی شہادت پیش ہو۔ اور یہ دو گواہ یا تو بغاوت کے ایک ہی جلی فعل کے گواہ ہوں گے یا ایک گواہ ایک جلی فعل کا گواہ ہوگا۔ اور دوسرا اسی بغاوت کے دوسرے جلی فعل کا'' لیکن دو گواہ ضروری نہ ہونگے اگر ملزم بغاوت کا اقبال کرے یا خاموش کھڑے رہے یا جواب دہی سے انکار کرے۔

بغاوت سنگین یا اعانتِ بغاوت میں دو گواہوں کو ضروری قرار دینے کی وجہ — یعنی وہ وجہ جس کا بلاشبہہ اس موضوع کے جدید

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: دوسرے فعل کو ثابت کرنے دوسرا گواہ کافی ہوتا ہے۔

[1] ان دفعات کو اس تصنیف کے بعد کی طباعتوں میں کسی قدر مختصر کر دیا گیا ہے۔

[2] کراؤن لا از فاسٹر ۲۳۷۔

قوانین کے واضعان پر اثر پڑا ہے۔ گو قدیم قوانین کے وجوہ لئے تحریک کچھ ہی رہے ہوں ـــــ ان جرائم کی مخصوص نوعیت اور وہ سہولت ہے۔ جس سے ان جرائم کے چالانات بیجا استعمال و مظالم کے ذرائع بنائے جا سکتے ہیں[1]۔ کیونکہ بغاوت جب صاف طور پر ثابت ہو تو نہایت درجہ سنگین جرم ہے اور بجا طور پر اس کی نہایت سخت سزا دی جاتی ہے۔ لیکن وہ ایسا جرم بھی ہے کہ اس کی تعریف نہایت مشکل ہے ـــــ باغیانہ عمل اور حکومت کی دراز دستیوں یا دستوری آزادی کے بیجا استعمال کی جائز مخالفت میں حد فاصل نہایت ہی غیر نمایاں ہوتی ہے۔ ملزم کا موقف جسے تاج کی پوری قوت اور اس کے زبردست امتیازات سے لڑنا پڑتا ہے اتنا خطرناک ہوتا ہے ـــــ کہ یہ ہر مملکت کا ضروری فرض ہے کہ نہایت احتیاط سے اس امر کا خیال رکھے کہ کہیں ایسے چالان سیاسی دشمنوں کو تباہ کرنے کے ذرائع تو نہیں بنائے جا رہے ہیں[2]۔ اسی مقصد سے ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ دو گواہوں کو ضروری قرار دینے کے علاوہ یہ بھی حکم دیتا ہے کہ ان بغاوتوں کے لیے جن کا اس میں ذکر ہے۔ بجز بغاوت اقدام قتل بادشاہ کسی شخص کو چالان نہیں کیا جا سکے گا۔ سوائے اس کے کہ چالان ارتکاب بغاوت سے تین سال کے اندر ہو[3]۔ پیشی سے پانچ دن پہلے ملزم کو نقل چالان[4] دی گئی ہو۔ اور دو دن پہلے اس جماعت کے اسما کی نقل بھی جس میں سے جوری کا انتخاب کیا جائے گا[5]۔ قانون ۷ آن (Ann) باب ۲۱ دفعہ ۱۱۔

[1] شرحات بلاکسٹن جلد ۴ صفحہ ۳۵۸۔ شہادت از گلبرٹ ۱۵۲ طبع چہارم۔

[2] شہادت از گلبرٹ ۱۵۲۔ طبع چہارم۔

[3] ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ دفعہ ۶۔

[4] ایضاً دفعہ ۱۔

[5] ایضاً دفعہ ۷۔

(جس کے بعض حصص کو قانون ۶ جارج چہارم باب ۵۰ نے منسوخ و دوبارہ وضع کیا ہے) کی رو سے چالان کی نقل پیش ہونے والے گواہوں کی فہرست ۵۴۰ اور طلب ہونے والے ارکان جوری کے نام ملزم کو سماعت مقدمے سے کچھ دن پہلے حوالہ کرنا ضروری ہے۔ یہ تمام حفاظتین بعد کے قوانین موضوعہ کی رو سے بغاوت و اعانت بغاوت کے بعض ایسے اشکال سے اٹھائی گئی ہیں۔ جو گو سابقہ قوانین کے الفاظ کے تحت تو آجاتی تھیں لیکن ان کے منشا و مفہوم میں داخل نہیں تھیں۔ یعنی جب چالان میں بغاوت کے جن افعال جلی کا ذکر ہو وہ بادشاہ کے قتل یا اس کی جان یا ذات کے خلاف راست اقدام پر مشمول ہوں تو مذکورۂ بالا تحفظات غیر متعلق قرار دئے گئے ہیں[۱]۔

دفعہ ۶۱۹ قانون ۷، ۸ ولیم سوم باب ۳ کے اس اصول پر جس کی رو سے بغاوت میں دو گواہ ضروری ہوتے ہیں سخت حملے کئے گئے ہیں اسقف برنٹ (Bishop Burnett) نے اس قانون کے وضع ہونے کے کچھ عرصے بعد ہی اس کے متعلق کہا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو تمام باغیانہ سازشوں اور کاموں میں ممکنہ حد تک محفوظ کر دے[۲]۔ لیکن اس کے بعد وہ بعض ایسے جملے کہے گئے ہیں جن کو ان کی مذکورۂ بالا عبارت سے متوافق کرنا دشوار ہے۔ بنتھم بھی حسب توقع اس اصول کو سخت برا کہتے ہیں[۳]۔ لیکن ان کے بڑے دلائل

---

[۱] ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳۔ اور ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵۱۔

[۲] کراؤن لاز فاسٹر ۲۲۱۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۴۰۹۔

[۳] فاسٹر بحوالۂ مذکورۂ بالا۔ جس فقرے کا حوالہ دیا گیا ہے وہ "ہمارے زمانے کی تاریخ" مصنفۂ برنٹ میں ملے گا۔ دیکھئے جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ طبع ۱۸۲۳ء۔

[۴] ۵ عدالتی شہادت ۴۰۴ تا ۴۰۹۔

ان حصص کے خلاف تھے جو اب قانون بغاوت سنہ ۱۸۰۰ء ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳۔ اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۴۲ء ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵۱ کی رو سے منسوخ کئے گئے [۱]۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد "کوئی وزیر جلا وطن بادشاہ کے ساتھ ایک قاصد کے ذریعے سے مراسلت کرسکتا (جیسا کہ اس وقت بہت سے وزرا مراسلت کرتے تھے) اور محفوظ رہ سکتا ہے .... اس قانون کے دوسرے احکام کچھ نہ کچھ خوبی کے حامل ہیں بعض نے کھلی ناانصافی کو دور کردیا۔ لیکن یہ حکم تو خاص طور پر جھوٹے الزامات کے خلاف نہیں بلکہ صحیح الزامات کے خلاف ہے"[۲]۔

لیکن اس حجت میں نمود زیادہ اور صحت کم ہے۔ یہ کم ازکم ایک حد تک اس غلط اصول پر مبنی ہے۔ جس پر ہم نے اس کتاب کے مقدمے[۳] میں غور کیا ہے۔ اور جو بنتھم کی تصنیف عدالتی شہادت کے کم و بیش ہر حصے میں پایا جاتا ہے یعنی قانون کا غیر دانشمندانہ سکوت بھی اتنا ہی اعظم شر ہے جتنا کہ اس کا بددیانتانہ و غلط عمل۔ اور اسی لیے جرم بغاوت کے لیے کسی معصوم یا تشدد پسند بلکہ مفسد شخص کو غلط طور پر سزا دینا بھی اتنا ہی برا ہے جتنا کہ کسی باغی کا انصاف سے بچ جانا۔ اس سے زیادہ نہیں نیز ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اساتذہ نے یہ فرض کرلیا ہے ۵۲۱
کہ ان وزرا کو جو ایسے اشخاص سے ایک قاصد وغیرہ کے ذریعے سے خط و کتابت کرتے ہیں جو مجرم قرار دئے جاچکے ہیں بغاوت کے لیے چالان نہ کرسکنے کے معنی یہ ہیں کہ مجرم کو کسی اور سزا کا بھی خوف نہیں رہتا ہے۔ وہ اس امر کو فراموش کردیتے ہیں کہ ایک ایسا بھی جرم ہے جسے

۱۔ دیکھئے اوپر دفعہ ۶۱۸۔

۲۔ عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۵ صفحہ ۲۹۰۔

۳۔ مقدمہ دفعہ ۴۹۔

باغیانہ حرکت کہتے ہیں۔ اور جو صرف جرم خفیف ہونے کی وجہ سے ایک گواہ کے ذریعے سے ثابت کیا جا سکتا اور جرم بغاوت میں مدغم نہیں ہو جاتا ہے[1]۔ اور چند سال پہلے مقننہ نے بغاوت و سرکشی (سڈیشن) کے بین بین تاج و حکومت کے خلاف مختلف افعال کے ارتکاب کو جرم سنگین قرار دینے اور اس کے لیے سخت سزا مقرر کرنے[2] سے ایک اور جرم ایجاد کیا ہے۔ موجودہ قانون کے تحت وہ اشخاص جن کا عمل فنی نقطۂ نظر سے بغاوت ہوتا ہے۔ بعض اوقات صرف جرم سنگین یا سڈیشن کے مجرم قرار پا کر سستے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف جو اشخاص اس ہولناک جرم کے مجرم نہیں ہوتے ہیں انھیں اس کی بنا پر غلط چالان کئے جانے کا خوف نہیں رہتا ہے۔ اور جب بغاوت کے لیے کوئی سزا سنائی جاتی ہے تو وہ اس قدر نا قابل اعتراض ثبوت کی بنا پر سنائی جاتی ہے کہ معاشرے کے بدخواہ حصے پر اس کی ضرب نہایت قوی اخلاقی قوت کے ساتھ پڑتی ہے جس میں کم سنگین جرائم میں عاملہ کے اعتدال کی وجہ سے سوگنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۶۲۰: اس اصول کا جس کی رو سے بغاوت میں دو گواہ ضروری ہیں اطلاق بغاوت کے صرف ان افعال جلی پر ہوتا ہے جن کا الزام چالان میں لگایا جاتا ہے۔ دوسرے ضمنی امور کو حسب قانون عمومی ثابت کیا جا سکتا ہے[3]۔ مثلاً ملزم کے رعایائے برطانوی تاج ہونے وغیرہ کو۔ اور

---

[1] ۴ شرح مات بلاکسٹن ۱۱۹۔ ملک بنام ریڈنگ۔ ۷ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۲۶۵ تا ۲۶۷۔

[2] ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۱۲۔

[3] شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۹۵۵۔ کراون لاز فاسٹر ۲۴۰۔ ۲۴۲۔ پلیس آف دی کراون ۱۔ ایسٹ ۱۲۰۔

[4] کراون لاز فاسٹر ۲۴۰۔ ملک بنام وان۔ ۱۳۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۵۳۵۔ از ہولٹ پر چیف

نہ شاید یہ اصول ضمنی امور تنقیح طلب کی سماعت پر قابل اطلاق ہوتا ہے مثلاً جب کوئی قیدی جسے بغاوت کی سزا سنادی گئی ہو فرار ہو جاتا ہے اور وہ دوبارہ گرفتار کئے جانے پر سزا سنانے حاضر عدالت کیا جائے۔ اور وہ اپنے اسی شخص ہونے سے انکار کرے جس کا ذکر حکم سزا میں ہوتا ہے تو یہ اصول اطلاق نہیں دیا جاتا ہے[1]۔

دفعہ ۶۲۱: قانون موضوعہ کی روسے زیر بحث اصول کے اور بھی مستثنیات ہیں۔ قانون ترمیم قانون غیر صحیح النسب ۱۸۷۲ء ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۶۵ دفعہ ۴۔ جس کی روسے قانون ترمیم قانون محتاجان ۱۸۴۴ء ۷ و ۸ وکٹوریا باب ۱۰۱ کی منسوخ شدہ دفعہ ۳ کو فی الجملہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ میں قرار دیا گیا ہے کہ کسی غیر صحیح النسب بچے کا نسب اس شخص سے جو اس کا باپ مشہور ہو شمار کرنے کا اسی وقت حکم دیا جا سکتا ہے۔ جب کہ اس کی ماں کی شہادت کی تائید کسی امر اہم میں کسی اور شہادت سے حسب اطمینان عدالت ہوئی ہو۔ اس قانون کے تحت بچے کے استقرار حمل سے کئی ماہ قبل کے افعال اختلاط کی شہادت قابل ادخال ہے۔ جیسا کہ اس مقدمے میں قرار دیا گیا ہے جس میں پدر مشہور کو ماں ۵۳۲
کے والدین نے گھر آنا منع کر دیا تھا[2]۔ اور اس قانون کے الفاظ نے شہادت کے قابل ادخال ہونے کے متعلق عدالت کے غیر محدود اختیار تمیزی عطا کیا ہے۔ قانون ترمیم مزید قانون شہادت ۱۸۶۹ء ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۲ کی روسے اور جس نے پہلی مرتبہ فریقین مقدمہ خلاف ورزی اقرار نکاح کو ایسے مقدمات میں شہادت دینے کے قابل بنایا حکم ہے کہ

---

[1] ان مقدمات میں قیدی کو "اعتراض بلا اظہار وجہ" کا حق نہیں ہوتا ہے۔ مقدمہ انگلف کرادن لا۔ از فاسٹر ۴۲۔

[2] کول بنام مانننگ ۱۸۷۶ء (۲) کوئینس بنچ ڈیویژن ۶۱۱۔ ۴۰ لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۱۰۵۔

کسی مدعی کو ایسی نالش میں کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک اس کی شہادت کی تائید اقرار کی موافقت میں کسی دوسری اہم شہادت سے ہوئی ہو۔ اس قانون کی تعبیر پر عدالت مرافعہ نے دو مرتبہ غور کیا ہے۔ مقدمہ بسلا بنام اسٹرن (Bessela v. Stern) میں ہمشیرہ مدعیہ نے اظہار حلفی دیا کہ اس نے مدعیہ اور مدعی علیہ کے درمیان ایک گفتگو سنی تھی۔ جس میں مدعیہ نے مدعی علیہ سے کہا تھا کہ "تم نے مجھ سے نکاح کرنے کا ہمیشہ اقرار کیا لیکن اپنے قول کو پورا نہیں کرتے ہو" جس کے جواب میں مدعی علیہ نے کہا کہ وہ اس کو چلے جانے کے لیے روپیہ دے گا۔ لیکن اس کے سوا کچھ اور نہیں کہا۔ اس کو کافی قرار دیا گیا۔ اور کاکبرن چیف جسٹس Cockburn, C. J. نے کہا کہ ضروری نہیں کہ شہادت ایسی ہو جس سے معاہدہ ثابت ہو۔ اور گو یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اقرار نکاح کئے بغیر بھی روپیہ دے سکتا ہے۔ لیکن مدعی علیہ کی خاموشی سے جوری نتیجہ نکال سکتی ہے۔ کہ اس نے اقرار نکاح کا اقبال کیا ہے۔ برخلاف اس کے ویڈیمان بنام والپول Wiedeman v. Walpole کے مقدمہ میں قرار دیا گیا کہ محض یہ واقعہ کہ مدعی علیہ نے مدعیہ کے ان خطوط کا جواب نہیں دیا جن میں اقرار نکاح کو بیان کیا گیا تھا۔ یا یہ واقعہ کہ اس نے جرمن کلیسائے سڈنہام Sydenham کے پادری کے ایک خط کا جس میں اس سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا وہ اپنے اقرار کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ و نیز دھمکی دی گئی تھی کہ کاتب خط اخبارات و قانون کے ذریعے سے اپنی ہم ملک عورت کے ساتھ انصاف کرائے گا" جواب نہیں دیا۔ اور ایک تحفۂ انگشتری کو قبول کر لیا۔ کافی نہیں ہے

[1] بسلا بنام اسٹرن ۱۸۷۷ء ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۲۶۵۔ عدالت مرافعہ گروف و ڈنمان جسٹس Grove and Denman, JJ. کے فیصلے کو الٹ دیا گیا۔

[2] ویڈیمان بنام والپول ۱۸۹۱ء ۲ کوئینس بنچ ۵۳۴۔ عدالت مرافعہ۔ پالک بنچ کے فیصلے کو برقرار رکھا

بوون لارڈ جسٹس (Bowen, L. J.) نے کہا کہ "اگر کسی ایسے خط کا جواب نہ دینا۔ جس میں کسی ناشائستہ حرکت کا الزام لگا یا گیا ہو۔ اس ناشائستہ حرکت کے اقبال کی شہادت سمجھا جائے تو یہ بڑا ظلم ہوگا"۔ ضروری نہیں کہ تائیدی شہادت تہمت سے پہلے کے واقعات کی ہو۔ لیکن وہ اس سے پہلے کے واقعات پر مشمول ہو سکتی ہے۔ ملحوظ رکھیے کہ قانون انسداد فریب ۲۹ چارلس دوم باب ۳ دفعہ ۴ کے اس حکم کے متعلق کہ جو اقرار نکاح کے عوض کیا جائے اس کا تحریری ہونا اور ان اشخاص کا دستخطی ہونا جو ذمہ دار ہوں گے اس قانون کے کچھ عرصہ بعد ہی قرار دیا گیا کہ وہ نکاح کرنے کے اقرارات سے متعلق نہیں ہے۔

۵۴۳ ۲۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا دفعہ ۲ میں جو کٹنا پہ۔ فریب۔ تخویف۔ یا منشی ادویات کے ذریعے سے عورتوں کی عصمت ریزی کی سزائیں مقرر کرتا ہے حکم ہے کہ کسی شخص کو ان جرایم کا مجرم شخص واحد کی گواہی پر جب تک اس کی وقیع شہادت سے تائید نہ ہو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی قانون کے دفعہ ۴ کی رو سے ایک اور استثنیٰ قایم کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے ۱۳ سال سے کمسن لڑکی کی عصمت ریزی کے چالان میں کسی ایسی بچی کی شہادت جو نوعیت حلف سے واقف نہ ہو قابل ادخال قرار دی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ کوئی شخص اس جرم کا مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک اس نوعمر بچی کی چالان کے جانب سے شہادت کی تائید ملزم پر ذمہ داری عاید کرنے والی کسی اہم شہادت سے نہ ہوئی ہو" ملحوظ رکھئے کہ ان چاروں احکام میں ایسی صورتوں سے بحث ہے جن میں اہم گواہ غالباً کوئی عورت ہوگی لیکن عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ جب کسی نالش یا چالان کی تائید میں صرف

لہ ولکاکس بنام گاٹ فری۔ ۲۶ لا ٹائمز ۴۸۱۔ Welcox v. Gotfrey

لہ ہاریسن بنام کیج Harrison v. Cage ۱۔ لارڈ ریمنڈ ۳۸۶۔

ایک گواہ ہو اور یہ صورت جیسا کہ کہا جاتا ہے حلف بمقابلہ حلف کی صورت ہو۔ یا جب وہ شخص جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی ہو اس کی تردید اپنی شہادت سے نہ کرسکتا ہو۔ تو ایسی واحد گواہ کی شہادت پر نہایت احتیاط سے غور کرنا اور ہوشیاری سے اس کو جانچنا چاہئے خصوصاً یہ صورت شریک جرم اور دعاوی خلاف جایداد اشخاص متوفی کی ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں بلا شبہہ ایک گواہ کی شہادت بلا کسی تائیدی شہادت کے قابل ادخال ہے[1]۔

۴۔ انگلستان میں کوئی قانونی اصول ایسا نہیں ہے جس کی رو سے کوئی دعویدار متروکہ شخص متوفی کے خلاف محض اپنی شہادت پر بغیر کسی تائیدی شہادت کے کامیاب نہ ہوسکتا ہو[2]۔ لیکن عدالت ایسی شہادت کو ہمیشہ بہت شبہہ کی نظر سے دیکھے گی[3]۔ اور کہا جاتا ہے کہ عام طور پر تائیدی شہادت سننے کی[4] ونیز یہ کہ ایرستان میں یہ ایک صریحی اصول قانون ہے جس کا کوئی استثنیٰ بھی نہیں ہے کہ متروکہ

[1] شرکائے جرم کے متعلق دیکھئے اوپر دفعہ ۱۷۳۔

[2] ان ری گارنٹ In Re Garnet گیانڈی بنام مکالے ۱۸۸۵ء (۳۱) چانسری ڈیویژن ۱۔ عدالت مرافعہ۔ ان ری ہاجسن نیچے۔

[3] ایضاً۔ اور دیکھئے ان ری وائن۔ ۳۳ چانسری ڈیویژن، ۲۵۔ عدالت مرافعہ جس میں کے جسٹس Key, J نے متروکہ شوہر کے خلاف دعوی بیوہ کو کہ شوہر نے خاندانی ظروف سیمین کو اس کے ظروف سے بدل دیا ہے۔ اور اپنے ایک نیم تدبت کو اسے تحفۃً دیا ہے۔ صحیح تسلیم کیا۔ لیکن عدالت مرافعہ نے ان کے فیصلے کو الٹ دیا۔ اور جسٹس ماسٹر آف رولس نے کہا کہ وہ اس قانون سے بے اعتمادی ظاہر نہیں کررہے ہیں بلکہ اس کے حلف نامہ سے۔ فارمان بنام اسمتھ ۱۸۸۶ء ۵۰ لا ٹائمز رپورٹس۔ ۱۲۔ میں ایک ہبہ بربنائے موت کو ایک بیوہ موہوب لہ نے ثابت کیا۔ اور بارتھولومیو بنام منزیس Bartholomew v. Menzies ۱۹۰۲ء ۱ چانسری ۶۸۰ میں ایک منگیتر موہوب لہ نے

[4] ان ری ہاجسن ۱۸۸۵ء ۳۱ چانسری ڈیویژن ۱۷۷؛ ۵۵ لا جرنل چانسری ۲۴۱۔ عدالت مرافعہ۔

شخص متوفی کے خلاف کوئی دعویٰ دعویدار کی شہادت پر بغیر تائیدی شہادت کے پیش نہ ہو سکے گا[1]۔ اسکاٹ لینڈ (Scat-lond) میں عام اصول یہ ہے کہ ایک گواہ کی گواہی کسی بھی نالش یا جواب دہی کا کامل ثبوت نہیں[2]۔

اور نہ انگلستان میں ایسا کوئی اصول قانون ہے کہ نالش طلاق میں عدالت کسی درخواست گزار کی شہادت پر بغیر تائیدی شہادت کے عمل نہیں کر سکتی۔ اور گو عملدر آمد کا عام اصول یہ ہے کہ عدالت ایسی شہادت پر عمل نہیں کرے گی۔ لیکن عدالت اس اصول کو ترک کر دیگی اگر اس کو اطمینان ہو کہ شہادت پیش شدہ صحیح ہے اور کوئی سازش نہیں ہے[3]۔ قانون باغیانہ جرم سنگین ۱۸۴۸ء ا، و ۱۲ وکٹوریا دفعہ ۴ جس کی رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص تاج کے خلاف جنگ کرنے کے جرم یا بعض اور جرائم سنگین کا جن کو اس قانون کی رو سے باغیانہ قرار دیا گیا ہے۔ "جہاں تک ان کا ارتکاب علانیہ یا عمداً کہنے۔ اعلان کرنے۔ بولنے یا ظاہر کرنے سے کیا جائے مجرم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بجز اس کے کہ کھلی عدالت میں اس نے اقبال جرم کیا ہو یا یہ کہ یہ الفاظ دو قابل اعتبار گواہوں کے ذریعے سے ثابت کئے جائیں" اس قرارداد میں اس عام قانون بغاوت کی تتبع کرتا ہے۔ جس کو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

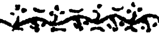
---

[1] ان ری ہارنٹ (۱۸۷۱) لا رپورٹ ایرستان ۳۴۳۵ مہالم بنام مک کولاگھ Mahalm v. Me Cullogh ۲۷ لا رپورٹ ایرستان ۴۳۱۔ اس کی ۲۹۔ ایضاً ۹۶ ۲ سے توثیق کی گئی۔

[2] شہادت از ڈکسن جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۸۔

[3] کرٹس بنام کرٹس ۱۹۰۵ء۔ ۲۱ ٹائمز لا رپورٹ ۶۷۶۔ از ڈین جسٹس۔ شوہر کو بے رحمی۔ ترک صحبت وزنا کی بنا پر طلاق دی گئی۔ ان سے اس نے انکار کیا۔ گواہ صرف شوہر و زوجہ تھے۔ شوہر خود حاضر عدالت ہوا تھا۔ اور زوجہ پر جرح کی تھی مارو بنام مارو Marrow ev Marrow ۱۹۱۴ء ۲۰۔ ایرستان ۱۸۳۔

دفعہ ۶۲۲: گو جیسا کہ ابھی دکھلایا گیا ہے۔ اس ملک کے قانون کی رو سے گواہوں کی تعداد مقرر کی گئی ہے۔ لیکن اس غلطی کا ارتکاب نہیں کیا گیا ہے جس کے رومی فقہا مرتکب ہوئے تھے۔ یعنی ان کی شہادت کو مصنوعی وقعت دینے کی غلطی کا۔ بلکہ اس کی وقعت جوری کی صوابدید پر چھوڑی جاتی ہے۔ ان صورتوں میں مصلحت قانون کی بنا پر ایک گواہ کی شہادت پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ چاہے وہ گواہ کتنا ہی قابل اعتبار ہو۔ اور جب دو سے زیادہ گواہ پیش ہوں تو چاہے ان کی تعداد کچھ ہی ہو اگر ان کی شہادت جوری کی نظر میں بے وقعت ہو۔ تو وہ بالکل بے اثر ہوتی ہے۔



۵۳۵

باب یازدہم

ملزم اشخاص کی شہادت کا قابل ادخال ہونا

دفعہ ۶۲۲۔ شہادت اشخاص ملزم کا نا قابل ادخال ہونا قانون انگریزی کے دو اصولوں پر مبنی نظر آتا ہے ـــــ اس اصول پر کہ کوئی شخص اپنے کو مجرم بنانے پر مجبور نہیں ہے[۱]۔ اور اس اصول پر کہ ذاتی غرض رکھنے والے شخص کی شہادت بالکل بیکار ہوتی ہے[۲]۔ جب قانون شہادت ۱۸۴۳ء (۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵) (قانون لارڈ ڈنمان

---

[۱] دیکھئے پیچھے دفعہ ۵۵۵۔

[۲] دیکھئے اوپر دفعہ ۱۳۷۔

(Lord Denman's Act) نے عام طور پر "ذاتی غرض کی بنا پر ناقابلیت" کو دور کر دیا۔ تو مقننہ نے ہوشیاری سے فریق مقدمے کے استثنی کو قایم رکھا۔ نیز جب ۱۸۵۱ء و ۱۸۵۳ء میں فریقین مقدمہ عام طور پر اور ان کے شوہر و زوجہ قانون شہادت ۱۸۵۱ء۔ ۱۴ و ۱۵۔ وکٹوریا باب ۹۹۔ اور قانون ترمیم شہادت ۱۸۵۳ء۔ ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ کی رو سے گواہی دینے اور گواہی دینے پر مجبور کئے جانے کے قابل ٹھیرائے گئے۔ تو مقننہ نے پھر ان دونوں قوانین میں احتیاط دکھلائی۔ اور قرار دیا کہ ان قوانین کے احکام فوجداری کارروائیوں سے متعلق نہیں ہوں گے۔ لیکن اس سارے زمانے میں فوجداری کارروائیوں کے مستغیث جو باوجود تاج کے برائے نام مستغیث ہونے کے۔ ادائی اخراجات وغیرہ کی وجہ سے خود بھی "اتنی ہی غرض" مقدمے میں رکھتے تھے جتنی کہ فریق مستغاث عنہ یا ملزم۔ شہادت دینے کے قابل تھے۔ اسی لیے پچھلی صدی کے آخری سالوں میں فریق مستغاث عنہ کی شہادت کو ناقابل ادخال ٹھیرانے کے نامناسب ہونے اور اس سے غالباً ناانصافی ہونے کی بنا پر بہت کچھ عام مباحث ہوئے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے قوانین موضوعہ میں جو ۱۸۷۲ء کے بعد وضع ہوئے ایک فقرہ بڑھایا گیا۔ جس کی رو سے وہ فریق جس پر کسی جرم کا الزام لگایا گیا ہو اپنی جانب سے شہادت دینے کے قابل ٹھیرایا گیا۔ ان قوانین موضوعہ میں سے جو تعداد میں کل[1] ۲۸ تھے ذیل کے قوانین خاص ۵۳۶

[1] ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۷۷۔ (قانون ضابطہ معدن ہائے فلزاتی) ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۴ ضمن (۴) ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۹۴ (قانون اجازت نامجات) دفعہ ۵۱ ضمن (۴)۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۶۳۔ (قانون بیع طعام و ادویات) ۱۸۷۵ء دفعہ ۲۱۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۸۶۔ (قانون سازش و حفاظت جائداد ۱۸۷۵ء) دفعہ ۱۱۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۳۶ (قانون اجتماع قوانین چنگی ۱۸۷۶ء) دفعہ ۲۵۹۔ ۳۹ و ۴۰ وکٹوریا باب ۸۰ (قانون جہازرانی تاجران ۱۸۷۶ء) دفعہ ۴۔

طور پر قابل ذکر ہیں۔ یعنی قانون اجازت ناچات ۱۸۷۲ء۔ ۳۵ و ۳۶ وکٹوریا باب ۹۴ دفعہ ۵۱ (۴) جس کی رو سے حکم دیا گیا کہ "اس قانون کے تحت تمام تحقیقات سرسری کی کارروائیوں میں مدعی علیہ اور اس کی زوجہ گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ قانون بیع طعام و ادویات ۱۸۷۵ء ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۶۳۔ دفعہ ۲۱۔ جس کی رو سے حکم دیا گیا کہ "مدعی علیہ اپنے کو اور اگر مناسب سمجھے تو اپنی زوجہ کو اپنی جانب سے اظہار دینے پیش کر سکتا ہے۔ اور جنبہ اس کا اور اگر وہ چاہے تو اس کی زوجہ کا اظہار لیا جا سکے گا۔" قانون سازش و حفاظت جائداد ۱۸۷۵ء۔ ۳۸ و ۳۹ وکٹوریا باب ۸۶ دفعہ ۱۱ جس کے مطابق "اس قانون کے دفعہ ۴۔ ۵۔ اور ۶۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- یہ قانون قانون ۱۸۹۴ء دفعہ ۵۷ ضمن (۲) کی رو سے منسوخ اور دوبارہ وضع کیا گیا۔ ۴۰ و ۴۱ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون شہادت ۱۸۷۷ء) ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۱۲۔ (گاہنے کے مشین کا قانون) دفعہ ۴۔ ۴۱ و ۴۲ وکٹوریا باب ۷۴ (قانون امراض متعدی جانوران ۱۸۷۸ء) دفعہ ۶۶۔ (جو قانون ۱۸۹۴ء کی دفعہ ۵۷ ضمن (۳) کی رو سے منسوخ اور دوبارہ وضع کیا گیا ۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۵۸ (قانون فوج) دفعہ ۱۵۶۔ ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵ (قانون جائداد زن ہائے منکوحہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۲۔ ۴۶ و ۴۷ باب ۳ (قانون دھماکہ خیز ۱۸۸۳ء) دفعہ ۴۔ ۴۶ و ۴۷ وکٹوریا باب ۵۱ (قانون انسداد عمل ہائے ناجائز و خلاف اخلاق ۱۸۸۳ء) دفعہ ۵۳ ۴۷ و ۴۸ وکٹوریا باب ۱۴ (قانون جائداد زن ہائے منکوحہ ۱۸۸۴ء۔ دفعہ ۱۔ ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (قانون ترمیم قانون فوجداری ۱۸۸۵ء) دفعہ ۲۰۔ ۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۲۸ (قانون نشانات مال تجارت ۱۸۸۷ء) دفعہ ۱۰۔ ۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۵۸ (قانون ضابطہ معدن ہائے زغال ۱۸۸۷ء) دفعہ ۶۲ ضمن (۲)۔ ۵۱ و ۵۲ وکٹوریا باب ۶۴ (قانون ترمیم قانون توہین ۱۸۸۸ء دفعہ ۹۔ ۵۴ و ۵۵ وکٹوریا باب ۷۶۔ (قانون صحت عامہ (لندن) ۱۸۹۱ء دفعہ ۱۱۸۔ ۵۵ و ۵۶ وکٹوریا باب ۴۔ (قانون میسر و دیون (متعلق اطفال) ۱۸۹۲ء۔ دفعہ ۶۔ ۵۷ و ۵۸ باب ۴۱۔ (قانون انسداد بیرحمی اطفال ۱۸۹۴ء) دفعہ ۱۲۔ ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۵۷۔ قانون امراض جانوران ۱۸۹۴ء دفعہ ۵۷۔ (۳) جو قانون ۱۸۷۸ء کے دفعہ ۶۶ کے بجائے وضع ہوا ہے۔ ۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۲۴

کے تحت کسی چالان یا مخبری کی سماعت و تصفیے میں معاہدۂ خدمت کے فریق۔ ان کے شوہر و زوجگان شہادت دینے کے قابل سمجھے اور تصور کیے جائیں گے۔ اور ان سب قوانین سے زیادہ اہم ——— قانون ترمیم قانون تعزیرات ۱۸۸۵ء ۴۸۔۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ دفعہ ۲۰ ہے اس کی رو سے "ہر شخص جس پر اس قانون کے تحت کوئی الزام ہو یا جس پر موجودہ ملکۂ معظمہ کے چوبیسویں اور پچیسویں سنہ جلوس کے قانون باب ۱۰۰ اور دفعات ۴۸ اور ۲۵ تا ۵۰ بشمول ہر دو دفعات ۵۲ و ۵۵) کے یا ان میں سے کسی دفعہ کے تحت کوئی الزام ہو۔ تو اس کا شوہر یا اس کی زوجہ ایسے الزام کی سماعت کی ہر نوبت پر سوائے بڑی جوری کے روبرو سماعت کے شہادت دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن ان کو شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکے گا" ان الزامات میں جن میں کوئی ملزم شخص مؤخر الذکر قانون کی وجہ سے گواہی دینے کے قابل کیا گیا ہے۔ بھگا لیجانا زنا بالجبر۔ حملہ برائے لواطت۔ اور عورت و مرد سے متعلق
۵۳۷ مختلف جرائم جن میں سے بعض کو ۱۸۸۵ء میں پہلی دفعہ جرم قرار دیا گیا تھا شامل تھے۔ اور ان الزامات میں جن میں کوئی ملزم شخص دوسرے قوانین موضوعہ کی رو سے گواہی دینے کے قابل بنایا گیا تھا۔ ان اشخاص کے خلاف الزامات تھے جن میں فروخت منشیات کا اجازت نامہ دیا گیا ہو۔ اور خلاف ورزی خاص معاہدات خدمت و الزامات توہین تحریری شامل تھے۔ الزام جرم سنگین میں ملزم شخص کے گواہی دینے کے قابل ہونے کی ایک ہی مثال قانون ترمیم قانون تعزیرات سے ملتی ہے۔ اور اس کے نہ صرف شہادت دینے کے قابل ہونے بلکہ شہادت دینے پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ قانون ترمیم قانون ضبطی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۵۔ ۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۴۸ (قانون غلط اطلاع آتش زنی ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲۔ ۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۲۷ (قانون کارخانہ و دکانہا ۱۸۹۵ء) دفعہ ۹۔ ۵۸ و ۵۹ وکٹوریا باب ۳۹ (قانون انسداد عمل ہائے ناجائز و خلاف اخلاق ۱۸۹۵ء) دفعہ ۲۔ ۶۰ و ۶۱ وکٹوریا باب ۶۰ (قانون انسداد حادثات بچوں کو پرورش ۱۸۹۷ء) دفعہ ۵۔

مجبور کیئے جا سکنے کی ایک ہی مثال قانون شہادت ۱۸۵۱ء میں ملتی ہے۔ اس قانون کی رو سے کسی شاہراہ کی تعمیر نہ کرنے یا کسی شاہراہ وغیرہ میں امر باعث تکلیف پیدا کرنے کے کسی چالان و نیز کسی دوسرے چالان یا کارروائی میں جو محض کسی دیوانی حق کی سماعت کے لیے کی گئی ہو۔ مدعی علیہ شہادت دینے کے قابل ہوتا۔ اور شہادت دینے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

۱۸۷۸ء ہی میں حکومت نے ان قوانین موضوعہ کے اصول کے مطابق اس امر کا فیصلہ کرنے کی ایک کوشش کی۔ اس سال کے مسودہ مجموعہ تعزیرات میں ایک فقرہ تھا۔ کہ ہر شخص جس پر قابل چالان جرم کا الزام ہو۔ بیان دے سکتا ہے۔ جس کے متعلق اس سے جرح کی جا سکیگی وغیرہ۔ لیکن اس کے ساتھ یہ اہم استثنیٰ بھی رکھا گیا تھا کہ "مدعی علیہ کو مثل گواہ کے حلف لینا ضروری نہ ہوگا۔ نہ وہ جھوٹے بیان دینے کی بنا پر کسی سزا کا مستوجب ہوگا" کمشنر صاحبان (لارڈ بلاکبرن۔ باری جسٹس لش جسٹس اور سر جیمس فیٹز جیمس اسٹیفن کیو سی (Lord Black, burs, Barry, j, Lush, j, and Lord James) fitz-James stephen Q.C. جن کے حوالہ یہ مسودہ کیا گیا تھا۔ قانون میں اتنے اہم تغیر کی مصلحت کے متعلق منقسم الرائے تھے۔ لیکن فی الجملہ ان کی رائے تھی کہ "اگر ملزم کو اپنی جانب سے شہادت دینے کی اجازت دی جائے تو اس کو انھیں شرائط پر گواہی دینی چاہیئے جن پر دوسرے گواہ گواہی دیتے ہیں۔ صرف جرح کے متعلق چند تحفظات اس کو حاصل ہونا چاہیئے" انھوں نے ایک فقرہ پیش کیا جو بعد میں مجموعۂ تعزیرات کے دوسرے مسودات میں شامل کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ شخص ملزم اور اس کا شوہر یا اس کی زوجہ گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ لیکن ان کو گواہی دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکے گا۔ ان پر جرح بھی ہو سکے گی لیکن اگر جرح ان کے اعتبار کے متعلق ہو تو عدالت اس پر قیود قائم کر سکے گی یہ ۱۸۸۰ء

کا ایک مسودہ دارالعوام کی ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا جس کے اجلاس دارالعوام کی برخاست کی وجہ سے پورے نہ ہوسکے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے آج تک مجموعۂ تعزیرات کا کوئی دوسرا مسودہ پیش نہیں ہوسکا۔ لیکن سالہائے سال تک مرحوم لارڈ براموِل (Lord Bramwell) نے دارالامرا میں اور عہدہ داران قانون نے دارالعوام میں فوجداری شہادت کے مسودات پیش کئے۔ جن کا مطلب بھی وہی تھا۔ جو مسودۂ مجموعۂ تعزیرات کے فقرے کا تھا کہ ملزم اشخاص گواہی دینے کے قابل ہوں گے۔ اور لارڈ براموِل کے مسودات دارالامرا سے اکثر منظور کئے گئے۔ ۱۸۸۸ء میں حکومت کے مسودے پر دارالعوام میں بخوبی بحث ہوئی۔ اور گو اس کی قوی تائید بھی کی گئی لیکن وہ اس وجہ سے قانون نہیں بن سکا کہ ایرستانی ارکان ایرستان کو اس اطلاق سے مستثنیٰ کرانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔[1] ۵۳۸

بالآخر ۱۸۹۸ء میں قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ جو "ترمیم قانون شہادت کے لیے ایک قانون تھا"۔ وضع ہوا۔ اس کو شاہی منظوری ۱۲۔ اگسٹ کو ملی۔ اور وہ ۱۲ اکٹوبر سے نافذ کیا گیا لیکن اس سے پہلے اس عام اصلاح کی جو اتنے طویل عرصے سے یہاں ناکام کوششیں ہو رہی تھیں۔ بہت سے برطانوی نوآبادیات[2] میں قانون بنا دیا گیا تھا۔

[1] دیکھئے انسارڈ جلد ۳۲۲ صفحہ ۶۰ تا ۱۴۲۔ اس مسودہ کی تائید میں سر سی رسل (کیو سی) سر ہنری جیمس کیو سی۔ مسٹر فنلے (کیو سی) مسٹر ملوین۔ مسٹر ڈونالڈ کرافرڈ۔ مسٹر براڈلا۔ مسٹر ماڈن۔ سر ایڈورڈ کلارک (کیو سی) سالیسٹر جنرل۔ مسٹر اے۔ جی بالفور اور دوسروں نے تقریریں کیں۔

[2] ایک قانون موضوعہ میں جو نوآبادی وکٹوریا میں آخر ۱۸۹۱ء میں نافذ ہوا حکم ہے کہ ملزم شخص یا اس کی زوجہ یا شوہر کی شہادت چار قیود کے ساتھ قابل ادخال ہوگی۔ یعنی (۱) شہادت جبری نہیں ہوگی (۲) ملزم کی زوجہ یا اس کا شوہر بغیر منظوری ملزم بطور گواہ طلب نہیں کیا جاسکے گا (۳)

اس قانون میں جس کے پہلے دفعہ کو حفظ کر لینا شاید مفید ہوگا۔ یا کم از کم اس کو گھڑی گھڑی پڑھنا چاہیے۔ اس میں حکم ہے کہ ہر شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہے اور ایسے شخص کی زوجہ یا شوہر (اپنے یا اپنے ساتھی مدعی علیہم کی جواب دہی میں) کارروائی کی ہر نوبت پر شہادت دینے کے قابل ہوگا۔ لیکن ان آخری جملوں کا مطلب یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ بڑی چوری کے سانحے یا تخفیف سزا کے لیے عذر وا قبال جرم پیش کرنے اور حکم سزا سے پہلے شہادت دے سکے گا۔[1] لیکن اس حکم پر سات قیود ہیں۔ اور
۵۳۹ پانچویں قید کے خود بھی تین قیود ہیں) یہ سب حسب ذیل ہیں۔
۱۔ ملزم کو بطور گواہ طلب نہیں کیا جا سکے گا۔ سوائے اس کے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ (اگر ملزم کے لیے کوئی وکیل نہ ہو) تو اس کے شہادت دینے سے پہلے عدالت کو تحریری طور پر اسے تنبیہ کر دینا چاہیے کہ شہادت دینا اس کا اختیاری فعل ہے۔ اور یہ کہ اس پر جرح کی جائیگی۔ اور (۴) کسی ملزم کے اپنی جانب سے گواہی نہ دینے پر کوئی تنقید نہیں کی جانی چاہیے۔ دوسری نوآبادیات کے اسی قسم کے قوانین حسب ذیل ہیں:۔ کنیڈا: قانون شہادت کنیڈا سنہ ۱۸۹۳ء۔ آسٹریلیا: نیو ساوتھ ویلز۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات و شہادت سنہ ۱۸۹۱ء نشان ۵۔ ساوتھ آسٹریلیا ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا ۲۴۵ سنہ ۱۸۸۲ء اور قانون ترمیم مزید شہادت سنہ ۱۸۸۸ء نشان (۵۴۴)۔ کوینس لانڈ۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات سنہ ۱۸۹۲ء نشان (۳) مغربی آسٹریلیا۔ قانون شہادت بمقدمات فوجداری سنہ ۱۸۹۱ء نشان (۸) نیوزی لانڈ: قانون تحقیقات سرسری بمقدمات قابل چالان سنہ ۱۸۹۳ء نشان ۷۔ ہندوستان میں ملزم سے عدالت سوال کر سکتی ہے۔ لیکن مجموعۂ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء (نشان ۱۔ سنہ ۱۸۸۲ء) کی رو سے اسے حلف نہیں دیا جا سکتا۔ قانون شہادت فوجداری سنہ ۱۸۹۸ء کو اس کتاب کے ضمیمہ میں چھاپا گیا ہے۔ متون دیگر قوانین مذکورہ بالا کے لیے دیکھیے ضمیمہ قانون شہادت فوجداری مطبوعہ بٹروتھ صفحات ۹۳ تا ۱۰۷۔

[1] ملکہ بنام ماکڈونل ۲۵ ٹائمز لا رپورٹ ۸۰۸۔
[2] ملکہ بنام رہوڈس سنہ ۱۸۹۹ء۔ اکوینس بنچ ۷۷۔
[3] ملکہ بنام ہلکنس ۶۴ جسٹس آف دی پیس ۸۰۰ از ڈارلنگ جسٹس۔

اس نے خود درخواست کی ہو۔

۲۔ شہادت دینے سے قاصر رہنے پر استغاثہ کی جانب سے کوئی تنقید نہیں کی جائے گی۔ یہ قید جج سے متعلق نہیں ہے۔ جج کو حق تنقید ہے اور وہ کلیتہً اس کی صوابدید پر منحصر ہے[1]۔

۳۔ زوجہ یا شوہر کو سوائے ان صورتوں کے جو فہرست کے صرحہ قوانین موضوعہ میں سے کسی کے تحت آتے ہیں[2]۔ اور باوجودیکہ ان میں دو زوجی (دگلی) یعنی ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کا جرم داخل نہیں ہے۔ (زیادہ تر عورتوں کے خلاف جرائم کی صورتیں ہیں) بغیر درخواست ملزم گواہی دینے طلب نہیں کرنا چاہئے۔

۴۔ دوران ازدواج کی اطلاعات کو فاش کرنے مجبور نہیں کرنا چاہئے یہ قید ترمیم قانون شہادت سنہ ۱۸۵۳ء ۱۶ و ۱۷ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ ۳ سے نقل کی گئی ہے۔

لہ ملکہ بنام رہوڈس۔ دیکھو اوپر۔ کاپس بنام ملکہ سنہ ۱۸۹۴ء۔ مقدمات مرافعہ ۶۵۱۔ یہ اعلیٰ عدالت نیوساؤتھ ویلز سے ایک مرافعہ تھا۔

لہ یہ اصل قوانین حسب ذیل تھے:۔ قانون آوارگان سنہ ۱۸۲۴ء ۵ جارج چہارم باب ۸۳۔ اور قانون غربا (اسکاٹ لینڈ) سنہ ۱۸۴۵ء ۸ و ۹ وکٹوریا باب ۸۳ دفعہ ۸۰۔ (زوجہ یا خاندان کو چھوڑ دینا) قانون جرائم خلاف جسم سنہ ۱۸۶۱ء ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰ دفعات ۴۸ تا ۵۵۔ (زنا بالجبر وغیرہ۔ لیکن دفعات ۴۹ تا ۵۱ منسوخ کئے گئے ہیں)۔ قانون جائداد زنان منکوحہ سنہ ۱۸۸۲ء ۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵، دفعات ۱۲ و ۱۶۔ قانون ترمیم قانون تعزیرات سنہ ۱۸۸۵ء ۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹ (مختلف جرائم صنفی) و قانون انسداد بیرحمی اطفال سنہ ۱۸۹۴ء ۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۴۱۔ لیکن بعد میں ان میں سے بعض قوانین میں ترمیمات کی گئی ہیں۔ اور اس فہرست میں بعض اور قوانین کا اضافہ کیا گیا ہے مثلاً ایک زوج کی زندگی میں دوسرے سے نکاح کرنے کے جرم کے الزامات میں ملزم کی زوجہ یا شوہر استغاثہ یا جواب دہی کے لیے بغیر رضامندی ملزم گواہی میں طلب کیا جا سکتا ہے۔ (قانون دادرسی فوجداری سنہ ۱۹۱۴ء دفعہ ۲۸) اور گو ترکن (قانون

۵۔ کوئی ایسا سوال نہیں کیا جا سکے گا جس سے سوائے عاید کردہ الزام کے کوئی اور جرم یا ملزم کا[1] برا چال چلن ظاہر ہوتا ہو سوائے اس کے کہ یا تو

(الف) اس کا ایسا ارتکاب جرم یا ایسے جرم کی بنا پر مجرم ٹھیرایا جانا اس کو فی الوقت عائد کردہ الزام جرم کا مجرم ثابت کرنے کے لیے قابل ادخال شہادت ہو[2]۔ یا

(ب) اس نے شخصی طور پر یا اپنے وکیل کے ذریعے سے چالان کے گواہوں پر اپنے چال چلن کو اچھا ظاہر کرنے سوالات کیے ہوں یا اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دی ہو[3]۔ یا جواب دہی کی نوعیت یا اس کا طریقہ ایسا ہو کہ چالان یا چالان کنندہ کے گواہوں کے چال چلن پر الزام عاید ہوتا ہو۔ یا

(ج) اس نے کسی اور شخص کے خلاف جس پر اسی جرم کا الزام ہو شہادت دی ہو[4]۔ ۵۴۰

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ منزاہی گو ترگمن (۱۹۰۸ء) دفعہ ۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے شہادت از فیمس طبع ششم ۴۵۵۔ ۴۵۷۔

[1] دیکھیے ملک بنام چٹسن ۱۹۰۶ء ۲ کنگس بنچ ۹۴۵۔ نیز داشتن مال مسروقہ کے الزام میں دیکھیے قانون سرقہ ۱۹۱۶ء دفعہ ۴۳۔ (جس کی رو سے قانون انسداد جرائم ۱۸۷۱ء دفعہ ۱۹ کو منسوخ کیا گیا ۳۴ و ۳۵ وکٹوریا باب ۱۱۲ دفعہ ۱۹ کو منسوخ کیا گیا۔) اور دیکھیے پیچھے دفعہ ۵۴۲۔

[2] دیکھیے پیچھے دفعہ ۲۵۷ وغیرہ۔

[3] ملزم کا مستغیث کو جرح میں جھوٹا کہنا ان الفاظ کے بموجب الزام لگانا نہیں ہے۔ وغیرہ۔ ملک بنام روس ۱۹۰۴ء۔ ا کنگس بنچ ۱۰۴۔ ۷۳ لاجرنل کنگس بنچ ۶۰ کراون کیسیس ریزرو ڈ۔ اور دیکھیے ملک بنام برنج واٹر ۱۹۰۵ء۔ ا۔ کنگس بنچ ۱۳۱۔

[4] جب دو مشترک چالان شدہ اشخاص میں سے ایک گواہی دے اور دوسرے کو مجرم بتلائے تو دوسرے کو حق جرح ہوگا۔ ملک بنام ہاڈسن ۱۹۱۲ء۔ ا کنگس بنچ ۸۵۲۔ ۸۱ لاجرنل کنگس بنچ ۱۸۱۔

۶۔ شہادت کٹہرۂ گواہان سے دی جائے گی بجز اس کے کہ عدالت کوئی اور حکم دے۔

۷۔ ملزم کو غیر حلفی بیان دینے کا اختیار ہوگا (جیسا کہ اس کو اس قانون کے پہلے تھا)۔

یہ ہے دفعہ اول۔ اور یہ ہیں قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء ۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶ کے اعظم احکام — اور یہ ایسا قانون موضوعہ ہے جو قانون سازی کا نہایت ہی کامیاب نمونہ ثابت ہوا ہے۔ دوسرے دفعات کی رو سے حکم ہے کہ جب جواب دہی کی جانب سے جو گواہ طلب ہو وہ صرف ملزم ہی ہو تو چالان کی شہادت ختم ہوتے ہی اس کو طلب کرنا چاہیئے۔ (دفعہ ۲)۔ حق جواب دہی میں توسیع نہیں ہوگی۔ (دفعہ ۳) کوئی صورت جس میں قانون عمومی کی رو سے شوہر یا زوجہ دوسرے کی منظوری بغیر طلب کئے جا سکتے ہوں اس قانون سے متاثر نہ ہوگی۔ (دفعہ ۴ ضمن ۲)۔ قانون ہذا باوجود اس کے نفاذ کے وقت متعدد قوانین کے نافذ ہونے کے تمام فوجداری کارروائیوں سے متعلق ہوگا۔ لیکن وہ ان کارروائیوں سے متعلق نہ ہوگا جو کسی شاہراہ کی مرمت نہ کرنے کے جرم خفیف کی بنا پر کسی ضلع کے باشندوں کے خلاف کی گئی ہوں۔ اور نہ وہ فوجی عدالتوں سے متعلق ہوگا۔ (بجز اس کے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ کراون کیسس ریزرفڈ۔ اور ایسے گواہ پر استغاثہ کی جانب سے بھی نہ صرف اس کی گواہی کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے بلکہ اس کو مجرم ظاہر کرنے کے لیے بھی جرح ہو سکتی ہے۔ ملکہ بنام رونالڈ۔ ۴ جسٹس آف دی پیس ۱۴۴۔

لہ دیکھیے "ٹائمز" مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۷ جس میں اورا سٹون چیف جسٹس نے کہا ہے کہ اس قانون کو باقی رکھنے کی حمایت میں آزار کی نہایت زیادہ اکثریت ہے۔

ٹہ دیکھیے ملکہ بنام میئر آف لندن ۱۶ کوئنس بنچ۔ ڈیویژن برصفحہ ۷۷۲۔ اور راو پر دفعہ ۱۱۷۔

ٹہ دیکھیے قانون فوج (جو ۱۸۸۱ء میں وضع ہوا تھا) قوانین موضوعہ انچیٹی عنوان "آرمی"

احکامِ قوانین موضوعہ کی رو سے وہ فوجی عدالتوں سے متعلق کیا گیا ہو)۔ اور یہ قانون آیرستان سے بھی متعلق نہ ہوگا۔ (دفعہ ۷)

وہ تجربہ جو دفعہ (۲۰) قانون ترمیم تعزیرات ۱۸۸۵ء جس کی رو سے ملزم اشخاص کو زنا بالجبر وغیرہ جرایم کے الزامات پر شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ کے تحت حاصل ہوا تھا۔ اور اس سے کم حد تک وہ تجربہ جو دوسرے کم اہم قوانین موضوعہ۔ جن کی رو سے ملزموں کو کم سنگین جرایم میں شہادت دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ سے حاصل ہوا تھا۔ عام قانون شہادت فوجداری کے نفاذ و اطلاق میں بہت مفید ثابت ہوا۔ اور گو موخر الذکر قانون کے متعلق پھر بھی بہت مباحثے ہوئے ہیں لیکن اس سے کم جو مذکورۂ بالا تجربہ نہ ہونے کی صورت میں ہوتے۔ بہت جلد یہ امر عدالتی طور پر تصفیہ پا گیا کہ ملزم بڑی جوری کے روبرو گواہی نہیں دے سکتا[1]۔ و نیز یہ امر بھی کہ اس قانون کا اطلاق عام ہوگا۔ اور اسی لیے کسی ایسے شخص کی گواہی کے متعلق جس پر ان خاص قوانین مثلاً قانون انسداد بیرحمی اطفال کے تحت کوئی الزام ہو جن کی رو سے اس کو گواہی دینے کے قابل بنایا گیا تھا۔ سمجھا جائے گا کہ وہ عام قانون کے تحت دی گئی ہے[2]۔ ۱۴۵
اور یہ کہ جب ملزم خود گواہی دے لیکن گواہوں کو طلب نہ کرے تو وکیل چالان کو چاہیئے کہ ملزم کی شہادت کے بعد ہی اپنے مقدمے کا خلاصہ بیان کر دے۔ اور اپنی اس تقریر میں وہ ملزم کی گواہی پر تنقید بھی کر سکتا ہے[3]۔

اس امر پر قرار دادیں ہیں کہ مستغیثہ کو مخمور[4] فاحشہ کہنا۔ یا یہ کہ الزام اقدام

---

[1] ملکہ بنام رھوڈس ۱۸۹۹ء۔ ۱۔ کوینس بنچ ۷۷، کراؤن کیسس ریزرفڈ
[2] چارناک بنام مرچنٹ ۱۹۰۰ء۔ ۱۔ کوینس بنچ ۴۷۴۔
[3] ملکہ بنام گارڈنر ۱۸۹۹ء۔ ۱۔ کوینس بنچ ۱۵۰۔ کراؤن کیسس ریزرفڈ
[4] ملکہ بنام ہومس ۱۸۹۶ء ۴۳ سالیسٹر جرنل ۲۱۹۔ از ڈے جسٹس۔

میں اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جو کچھ کہ اس کے ساتھ کیا گیا اس پر راضی تھی[1] اس کے چال چلن پر دفعہ ۱۔ (الف) کے تحت الزام عائد کرتا ہے۔ و نیز یہ امر بھی قرار دے دیا گیا ہے کہ جب چار اشخاص کو قانون تلبیس سنہ ۱۸۷۵ء کے تحت مشترکاً چالان کیا گیا ہو۔ اور ان میں سے ایک شخص گواہی دے تو اس پر ان معاملات کے متعلق جرح ہو سکے گی جو اس معاملہ کے جس پر چالان مبنی ہو چند دنوں کے اندر واقع ہوا ہو۔[2]

اس قانون کے دفعہ (۴) کے تحت جس کی رو سے شخص ملزم جس پر اس قانون کی فہرست کے مصرحہ قوانین کے تحت کوئی جرم لگایا گیا ہو کی زوجہ یا شوہر کو چالان یا ملزم کی جانب سے رضا مندی ملزم کے بغیر طلب کیا جا سکتا ہے۔ ایک عجیب سوال مقدمہ ملکہ بنام بریزل (Reg v. Branzil) میں پیدا ہوا۔ اس مقدمے میں ملزم کو دفعہ (۵) قانون ترمیم تعزیرات سنہ ۱۸۸۵ء کے تحت ایک تیرہ سال سے زیادہ لیکن سولہ سال سے کمسن لڑکی سے مجامعت کرنے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ ملزم اور لڑکی ایک میلے سے دو تین ہفتوں کے لیے چلے گئے تھے اور متعدد مقامات میں مل کر رہے تھے۔ ان کے گھر واپس آنے پر لڑکی کے باپ نے ملزم سے کہا تھا کہ اس کو لڑکی سے شادی کر لینی چاہئے اور ملزم نے اس سے اتفاق کر لیا تھا۔ اور گرجے میں ان کی نسبت کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ نکاح کا دن بھی مقرر ہوا تھا۔ لیکن ملزم اس دن آیا نہیں

۱؎ ملکہ بنام فشر سنہ ۱۹۰۹ء از ڈے جسٹس ۔ ۴۳ سالیسیٹر جرنل ۲۱۰ ۔ ملک بنام رائیٹ ۵ رپورٹ مقدمات مرافعہ ۱۳۴ ۔ از قلیمور جسٹس ۔ اس کے خلاف میں دیکھئے مقدمہ ملک بنام شیہان ۲۱ کاکس ۵۶۱ ۔ از جلف جسٹس ۱۲۰ ۔ اخبار لا ٹائمز صفحہ ۷۰ ۔ از لارڈ الورسٹون میر مجلس ۔ اور ملک بنام گگن سنہ ۱۹۲۰ء انگلس بنچ ۲۱۳ ۔ ۲۱۱ ۔ از ایوری جسٹس

۲؎ ملکہ بنام سینیر ۔ فبروری سنہ ۱۸۹۹ء صدر عدالت فوجداری از سر فارسٹ فولٹن ۔ کیوسی ۔ قانون شہادت فوجداری از جلف ۶۸

۳؎ ملکہ بنام بریزل سنہ ۱۸۹۹ء ۔ اجلاس سسکس از ولس جسٹس ۔ لا جرنل مورخہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء ۔

اس پر فوجداری کارروائی شروع کر دی گئی تھی۔ اس کے شروع ہونے کے بعد دوران تحقیقات میں ملزم نے لڑکی سے نکاح کر لیا تھا۔ چالان کے لڑکی کو گواہی میں پیش کرنے پر ملزم کی جانب سے حجت کی گئی کہ لڑکی (جو اب ملزم کی زوجہ بن گئی تھی) ملزم کے خلاف صرف گواہی دینے کے قابل ہے۔ اسے گواہی دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ولس جسٹس (Wills, j.) نے کہا کہ "وہ نہیں جانتے کہ پارلیمنٹ کے قانون کا منشا کیا تھا۔ اور وہ نہیں سمجھتے کہ کوئی اور شخص بھی اس کو جانتا ہے"۔ قابل جج کے دریافت کرنے پر لڑکی نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ اور انھوں نے اس سوال کا تصفیہ کرنے کے بغیر اس کو کٹہرے سے جانے کی اجازت دے دی۔ اور جوری نے ملزم کو بری کر دیا۔ اس ۴۲ ھ
مقدمے کے بعد قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں بھی جب کہ زوجۂ ملزم کو بغیر رضامندی ملزم چالان کی جانب سے بطور گواہ طلب کیا گیا ہو۔ اس کو بغیر خود اس کی رضامندی کے شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ قانون موضوعہ کی رو سے ایسا حکم صراحتاً دیا گیا ہو۔ جیسا کہ قانون جائداد زنان منکوحہ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ (۱) میں دیا گیا ہے[۲]۔

ملزم کے اپنی جانب سے حلفاً شہادت دینے کے استحقاق سے استفادہ کرنے میں قاصر رہنے پر چالان کی جانب سے تنقید کو قطعاً منع کر دیا گیا ہے۔ (اسی سلسلے میں ملحوظ رکھئے کہ ملزم کو ہمیشہ حق تھا اور اب بھی ہے کہ وہ ایک غیر حلفی بیان دے جس کے متعلق اس پر جرح نہیں کی جا سکتی)۔ گو اگر ایسی تنقید کی جائے تو حکم سزا جو بعد سرسری تحقیقات یا چالانی کارروائی کے صادر ہوا ہو لازمی طور پر نادرست نہیں سمجھا جائیگا۔

---

[۱] لیچ بنام ملک سنہ ۱۹۱۲ء مقدمات مرافعہ ۳۰۵ - ملک بنام کاسٹر R. v. Acaster ۱۰۶ لا ٹائمز ۳۸۴ - اس کے خلاف دیکھئے مقدمہ ملک بنام السن ۴۳ لا جرنل ۶۴۶ - جواب قانون نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ملحوظ رکھئے کہ انگریزی قانون کی رو سے بارہ سال کی لڑکی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔

[۲] ملک بنام ڈکمان ۲۶ ٹائمز لا رپورٹ ۶۴۰ - راس بنام باٹڈ (۱۰) اسکاٹش لا رپورٹ ۵۰۷ - مائی بنام ہاگ

لیکن انگلستان و اسکاٹ لینڈ میں گو بہت سی برطانوی نوآبادیات میں نہیں[1]۔ جج کو تنقید کا قطعی اختیار تمیزی حاصل ہے اور اس صواب دید کے متعلق کوئی عام اصول قرار نہیں دیا جا سکتا[2]۔ گو یہ صائب رائے دی گئی ہے کہ جج کو اس وقت تنقید کرنی چاہیئے جب کہ ملزم استغاثہ کے گواہوں پر دروغ حلفی کا الزام لگائے۔ اور جج جانتا ہو کہ اصلیت کیا ہے؟ جج کی تنقید کرنے کے خطرہ اور اس امکان کے لحاظ سے (جو مرورِ زمانہ کے ساتھ زیادہ ہوتا جائے گا) کہ جوری (یا اس کے ارکان میں سے بعض یا کوئی ایک) ملزم کی گواہی دینے کی قانونی قابلیت[3] سے واقف ہو جائے گی۔ اور اس کے شہادت دینے میں پس و پیش کرنے سے اس کے خلاف نتائج نکالے گی۔ ملزم کے مشیروں کا موقف ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی دشواریوں میں مبالغہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اسے کٹہرے میں بھیجتے ہیں تو دروغ حلفی میں چالان ہونے اور مضر جرح کے خطرات رہتے ہیں۔ کٹہرے میں اسے نہ بھیجے تو مضر تنقید جو ممکن ہے کہ جج کرے اور مخالفانہ رائے جو اگر یقیناً نہیں تو بہ گمان غالب جوری قائم کرے گی۔ کے خطرات سے سابقہ پڑتا ہے[4]۔ اس صورت حال کی عذرات عدم موجودگی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ M, Attee v Hogg ایضاً ۱۰۱۔ جس کو جاناک بنام مرچنٹ ۱۹۱۱ء۔ ۱۔ کوئینس بنچ ۴۷۴ میں ممیز کیا گیا ہے۔

[1] کینیڈا۔ نیوزی لانڈ اور وکٹوریا میں جج کے تنقید کرنے کو منع کیا گیا ہے۔

[2] ملکہ بنام رھوڈس ۱۸۹۹ء۔ ۱۔ کوئینس بنچ ۷۷۔ کراؤن کیسس ریزرفڈ۔ کا بس بنام ملکہ ۱۹۰۶ء مقدمات مرافعہ ۲۰۵۔

[3] اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب تقریباً ہر شخص جس کو بطور رکن جوری کام کرنے کے لیے طلب کیا جاتا ہے اچھی طرح واقف ہوتا ہے کہ قیدی اگر چاہے تو شہادت دے سکتا ہے۔ اور غالباً ہر روز جوریاں ان ملزمین کو جو شہادت دینے سے انکار کرتے ہیں روز افزوں شبہ کی نظر سے دیکھتے رہتے ہیں۔" سالیسٹر جرنل مورخہ ۹ مارچ صفحہ ۳۲۰۔ بعض تنقید بر مقدمۂ ملکہ بنام ہنٹ۔ آگے۔

[4] اس امر پر مفصل بحث کے لیے دیکھو قانون شہادت فوجداری از بٹروتھ (Butterworth's Crim. Evedence)

اچھی توضیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ ملک بنام بنٹ[1] (Reg v. Bennet) کے جدید مقدمے سے ظاہر ہے۔ قیدی کو یارموتھ (Yarmouth) میں اپنی زوجہ کو قتل کرڈالنے کی بنا پر چالان کیا گیا تھا۔ اور اصل جواب دہی جو تھی وہ ایک ایماندار لیکن بر خود غلط گواہ کی اس شہادت پر مبنی تھی۔ اور جس کی کوئی تائید بھی نہیں کی گئی تھی کہ اس نے قیدی کو اس وقت یا اس وقت سے قریب جب کہ ارتکاب قتل ہوا تھا کرایڈن (Croydon) میں دیکھا تھا۔ قیدی کے خلاف اس سے زیادہ کوئی امر موثر نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ اپنی عدم موجودگی کی اپنی شہادت سے تائید نہ کرے۔ اور اسی لیے وہ مجرم ٹھیرایا اور پھانسی چڑھایا گیا۔

اگر قیدی کی جانب سے کوئی وکیل نہ ہو تو جج کو چاہیئے کہ قیدی کو مطلع کردے کہ اسے شہادت دینے کا حق ہے۔ لیکن[2] اگر جج اس میں قاصر رہے تو یہ بیجا سماعت کی حد تک نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ ہر شخص کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ قانون سے واقف ہے۔

جو قیدی اس قانون کے تحت عمداً غلط گواہی دے اُس کو دروغ حلفی کی بنا پر چالان کیا اور مجرم ٹھیرایا جاسکتا ہے[3]۔ اور یہ بہت ہی احتیاط کی وجہ ہے کہ ایک جنوبی آسٹریلیائی قانون موضوعہ مصدرہ ۱۸۸۲ء نشان ۲۴۵ نے حکم دیا ہے کہ " وہ دروغ حلفی کے لیے اسی طرح چالان کیا۔ اور سزا پا سکے گا۔ جس طرح کہ کوئی دوسرا شخص جواب یا قبل ازیں گواہی دینے کے قابل ہوا" لیکن دروغ حلفی

---

[1] ملکہ بنام بنٹ مارچ ۱۹۰۸ء صدر عدالت فوجداری۔

[2] ملکہ بنام سانڈرس ۱۸۹۹ء ۶۳ جسٹس آف دی پیس ۲۴۔

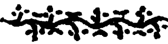
[3] کریمنل پلیڈنگس از آرچبولڈ طبع بست وچہارم از کریس و روم Archbold's Cr. pl by craies and Rooma بر صفحہ ۱۵۵۔ جہاں ملکہ بنام بارٹلے (میقات اسٹافرڈ ۱۸۹۹ء از ڈے جسٹس) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ دروغ حلفی کے لیے دیکھیئے اوپر دفعات ۵۵ تا ۵۹۔

کی بنا پر مجرم ٹھیرانے کا اثر یہ نہ ہوگا کہ دروغ حلفی کے ذریعے سے جو برات حاصل کی گئی تھی وہ منسوخ ہو جائے۔ اور اس میں بھی کوئی شبہہ نہیں ہے کہ دوبارہ چالان کرنا اس اصول کے خلاف ہوگا کہ ایک ہی امر کے لیے کسی شخص کو دوبارہ تکلیف نہیں دینی چاہیئے۔ جب نظماء نے ایک شخص کو جو گزشتہ میقات میں قانون ترمیم تعزیرات کے تحت ایک جرم کی بنا پر چالان کیا اور بری کر دیا گیا تھا۔ دروغ حلفی کے الزام پر چالان کئے جانے کا حکم دیا تو ولس جسٹس (Wills. J) نے بڑی جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "یہ کارروائی پوری غلط ہے اور ہمارے قانون کے ایک مشہور اصول کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ یہ وہ اصول ہے جو ہمارے نظام دادرسی کی بنیاد ہے کہ جب کسی امر کا تصفیہ ایک مرتبہ عدالت انصاف میں ہو جائے تو وہی امر انھیں فریقین کے درمیان پھر دوبارہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جس امر کی کوشش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کو دروغ حلفی کے لیے اس بنا پر چالان کیا جائے کہ اس نے کہا تھا وہ اس الزام سے بے قصور ہے جو اس پر لگایا گیا تھا۔ اور اس قصے کے واقعات سے اس نے انکار کیا تھا جو اس کے خلاف کہے گئے تھے۔ یہ کلیتہً نیا تجربہ ہے اور ایسا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ سختی سے اس کو ممنوع قرار دیں۔" بڑی جوری نے اس چالان کو نظر انداز کر دیا[۱]۔ لیکن اسی سال کچھ عرصے بعد وان ولیمس جسٹس (Vaughan Williams) نے ایک ایسے ہی چالان سے پوری طرح اتفاق ظاہر کیا۔ اور کہا کہ یہ اس لیے ضروری ہے کہ کہیں ملزمین یہ نہ سمجھنے لگیں وہ کسی سزا کے خوف بغیر جھوٹ کہہ سکتے ہیں[۲]۔ اور گو ممکن ہے ص۳۳۵
کہ ان صورتوں میں جہاں چالان دروغ حلفی کی تائید میں مزید یا بالکل

۱؎ لا ٹائمز مورخہ ۳۰ جولائی ۱۸۹۵ء بر صفحہ ۲۹۔

۲؎ لا ٹائمز یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء۔

مختلف واقعات پیش کیئے جائیں۔ اور ان صورتوں میں جہاں یہ نہ پیش کیئے جائیں فرق کیا جا سکے۔ لیکن عدل گستری میں زیادہ سہولت اس میں ہوگی کہ چالانات دروغ حلفی کی اجازت دی جائے۔ جن کی تائید کے لیے یاد رہے صرف ایک گواہ کی شہادت ناکافی ہوتی ہے[1]۔



[1] دیکھو پیچھے دفعہ ۶۰۳۔

{نوٹ:- قانون شہادت فوجداری کے مکمل متن کے لیے دیکھو آگے ضمیمہ بر صفحات ۷۰۶ تا ۷۰۹ الکل کاملم}

ص۴۲۵

کتاب چہارم

عدالتی عملدرآمد کے چند مشاہدات اور اظہار گواہان کے چند اصول

حصۂ اول

عدالتی عملدرآمد کے چند مشاہدات

دفعہ ۶۲۳:۔ قواعد شہادت خصوصاً وہ جو شہادتِ امور نزاعی[1] سے متعلق ہوتے ہیں۔ اصول قانون ہوتے ہیں۔ جن کو نظر انداز کرنے کا عدالت یا جج اتنا ہی حق نہیں رکھتے ہیں۔ جتنا کہ ملک کے قانون عمومی یا قانون موضوعہ کے کسی دوسرے حصے کو نظر انداز کرنے کا[2]۔ لیکن دوسرے وہ قواعد جو عدالتی عملدرآمد کو منضبط کرتے ہیں وہ کم غیر متبدل ہوتے ہیں۔ کیونکہ گو شہادت سننے اور منظور کرنے کے طریقے مستقل اصولوں سے منضبط

[1] اپر دفعات ۸۶ و ۸۷۔

[2] اپر دفعات ۸۰۔ ۸۱۔ ۱۱۶۔

ہوتے ہیں۔ تاہم مناسب مواقع پر ان میں تخفیف کرنے کا اختیار تمیزی عدالتوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور دراصل یہ نہایت ہی واضح حقیقت ہے کہ ان قواعد پر جو محض عدالتی ضابطے و طریقے ہوتے ہیں۔ ہر حالت میں عمل کرنے سے اغراض انصاف میں خلل ہی واقع ہوتا ہے۔ اور وہ پورے نہیں ہوتے ہیں۔

اس مضمون کو بیان کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک مقدمے کے مدارج بیان کئے جائیں۔ اور پھر ان کے اہم امور سے متعلق عملدرآمد پہ ہمارے پیش نظر مقصد کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک کام کو بھی کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ ہم سماعت مقدمے سے قبل کی چند کارروائیوں کی طرف توجہ منعطف کرائیں۔



باب اوّل

صـ۵۴۶

سماعت مقدمہ سے قبل کی کارروائیاں

دفعہ ۶۲۴: قانون عمومی نے یہ اصول قرار دیا تھا کہ "کوئی شخص اپنے مخالف کو اپنے خلاف مسلح کرنے پر مجبور نہیں[1]" اور اسی اصول کی پیش رفت میں وہ عام طور پر فریقین مقدمہ کو اجازت دیتا تھا کہ سماعت تک اس شہادت کو جس پر وہ بھروسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں

[1] لشٹن مطبوعہ گک ۳۶ الف اصول متعارفہ قانون از ونگیٹ ۶۶۵ـ

ایک دوسرے سے مخفی رکھیں۔ اور ان میں سے کسی کو بھی مجبور نہیں کرتا تھا کہ وہ دوسرے کو زبانی یا اور شہادت جس سے اس کو اس کے مقدمے میں مدد ملتی ہو بہم پہنچائے[1]۔ یہ اصول کم از کم جب اس کو اس حد تک بڑھایا گیا تھا۔ اس دانشمندی پر مبنی نہیں تھا جو قانون عمومی کے اکثر حصوں میں نظر آتی ہے[2]۔ لیکن اس نقص کی ایک حد تک اصلاح ہر فریق کی اس قابلیت سے ہو جاتی تھی جو انکشاف شہادت کے لیے نصفت میں درخواست پیش کرنے کے متعلق اس کو حاصل تھی ——
لیکن یہ طریقہ پیچیدہ ہی تھا اور گراں خرچ بھی۔ ازمنۂ جدیدہ میں قانون عمومی کی عدالتوں نے قدیم اصول کی سختی میں بہت کچھ کمی کرنا اپنے ذمے لے لیا اور آخر کار یہ مستقل عملدرآمد ہو گیا کہ جب کوئی دستاویز جس میں مقدمے کے دونوں فریقوں کا مشترک مفاد ہو ایک کی حفاظت یا قبضے میں ایسے حالات کے تحت ہو کہ وہ دونوں کے لیے امین سمجھا جائے تو عدالت فریق مخالف کو اگر وہ اس کے مقدمے یا جواب دہی کے لیے اہم ہو تو اس کا معائنہ کرانے اور اس کی نقل دینے کا حکم دے گی[3]۔
لیکن یہ بھی انصاف کی ضرورتوں کے لیے کافی نہیں تھا۔ اور صفحہ ۲۴۷

[1] دیکھیے از ہولٹ بیر مجلس ۲۰ سا کلڈ ۳۶۳۔

[2] قانون کا یہ اصول غالباً قانون روما سے ماخوذ ہے۔ مجموعۂ قانون موضوعہ روما کتاب ۲ عنوان ۱۔ دفعہ ۴ قانون اسکاٹ لینڈ بھی یہی ہے کہ "کوئی شخص مجبور نہیں کہ اپنے مخالف دستاویزات کو دیدے"۔ اصولِ متعارفۂ قانون از ہالکرٹن ۱۰۰۔ انسٹی ٹیوٹ از ارسکن کتاب ۴ عنوان ۱۔ دفعہ ۵۲۔

[3] چارناک بنام للے ۵ اسکاٹ ۴۳۸۔ اسٹڈمان بنام آرڈن ۱۵ میسن و ولزبی ۵۸۸ لے بنام بارلو اکسچیکر جلد ا ۸۰۰۔ بیٹر دیپا لی ٹن سالون آمنی بس کمپنی بنام ہاکنز ۲ ہرلسٹون و نارمن ۱۴۶۔ پرائس بنام ہاریسن ۸ کامن بنچ سلسلۂ نو ۶۱۷۔

اسی لیے آخر کار مقننہ نے دخل دیا اور قانون شہادت ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کے دفعہ ۶ کی رو سے قانون عمومی کی اعلیٰ عدالتوں اور ان کے ہر جج کو مجاز گردانا کہ کسی فریق مقدمہ کی درخواست پر اس کے فریق مخالف کو قانونی کارروائی سے متعلق تمام دستاویزات کو جو اس کی حفاظت یا قبضے میں ہوں درخواست گزار کو معائنہ کرانے پر مجبور کریں اور اگر ضرورت ہو تو اسے نقول مصدقہ لینے دے یا ان دستاویزات کو باضابطہ طور پر اسٹامپ لگوائے۔ اور یہ سب ان تمام صورتوں میں جن میں اس قانون موضوعہ کے نفاذ سے پہلے عدالت نصفت میں کارروائی کرنے سے انکشاف دستاویزات کا حکم حاصل کیا جا سکتا تھا اور اسی قانون کی تعبیر میں قرار دیا گیا کہ (۱) اس کی وجہ سے قانون عمومی منسوخ نہیں ہوا ہے۔ اور اسی لیے ہر اس صورت میں جس میں کوئی فریق اس قانون سے پہلے معائنہ کا حکم حاصل کر سکتا تھا۔ اب بھی بلالحاظ اس قانون موضوعہ کے حاصل کر سکتا ہے[ل]۔ اور (۲) قانون عمومی کی عدالتوں کو جو اختیار اس قانون کی رو سے دیا گیا ہے وہ صرف ان صورتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں معائنہ کا حکم عدالت نصفت میں کارروائی کرنے سے حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اور یہ کہ یہ عدالتیں مجاز نہیں کی گئی ہیں کہ کسی فریق کو مجبور کر سکیں کہ یہ ظاہر کرے۔ کہ آیا بعض دستاویزات اس کے قبضے میں ہیں یا آیا مقدمے سے متعلق کوئی اور کس قسم کے دستاویزات اس کے قبضے یا اختیار میں ہیں[ع]۔

دفعہ ۶۲۵: اس نقص کی اصلاح قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء

ل۔ بلک بنام گاہبرٹس ۷۔ اکسچیکر ۲۷۔ ڈوڈی چائلڈ بنام رو۔ ایلس و بلاکبرن ۲۷۹۔ شاڈول بنام شاڈول ۹ کامن بنچ۔ سلسلۂ نو۔ ۶۲۹۔

ع۔ ہنٹ بنام ہیوٹ ۷ اکسچیکر ۲۳۶۔ اسکاٹ بنام واکر (۲) ایلس و بلاکبرن ۵۵۵۔

۱۸۸۳ء وکٹوریا باب ۲۸ ادفعہ ۵۰ کی روسے کی گئی۔ اور اب "قواعد عالیہ عدالت[۱]" کی روسے عدالت یا جج کسی مقدمے یا امر کی سماعت کے دوران میں اس کے کسی فریق کو حلف اٹھا کر اس مقدمے یا امر سے متعلق ایسے دستاویزات کو پیش کرنے کا حکم دے سکتی ہے جو عدالت یا جج کی دانست میں مناسب ہوں۔ اور عدالت ان دستاویزات کے متعلق جب وہ پیش ہوں منصفانہ حکم دے گی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اس اصول کے تحت عدالت اپنے اختیار تمیزی کو کس طرح استعمال کرتی ہے ملاحظہ ہو مقدمات کرسلے بنام فلپس[۲] (Kearsley v. Phillips) پکرنگ بنام پکرنگ[۳] (Pickering v. piekering) گراہام بنام سٹن[۴] (Grahain vsutton) اور دوسرے مقدمات جو اس اصول کی تشریح میں "آنوول پراکٹس" (Annual Practice) مین بیان کئے گئے ہیں۔ پیشی دمعائنے کے عام حکم سے غیر متعلق حصوں کو مہر بند کردینے کی آزادی حاصل رہتی ہے۔ لیکن اگر مہر کرانے سے کام میں ہرج یا دشواری پیش آتی ہو تو حلف اٹھا کر ان حصوں کو چھپا دینا اس حکم کی کافی تعمیل سمجھی جاتی ہے[۵]۔

دفعہ ۶۲۵: (الف)۔ نیز قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۸ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ ادفعہ ۵۰ کی روسے عدالت یا کسی جج کو مجاز کیا گیا ہے کہ مقدمے کے کسی فریق کے لیے حکم دے کہ کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد کا معائنہ جوری کے ذریعے سے یا خود اپنے یا اپنے گواہوں کے ذریعے سے صفحہ ۵۴۷

---

[۱] سی دیکم قاعدہ ۱۴

[۲] کرسلے بنام فلپس (۱) کوئینس بنچ ڈیویژن ۴۶۵۔ ۵۲ لاجرنل کوئینس بنچ ۸۔ عدالت مرافعہ۔

[۳] پکرنگ بنام پکرنگ ۱۸۸۳ء ۲ چانسری ڈیویژن ۲۴۷۔

[۴] گراہام بنام سٹن ۱۸۹۷ء (۱) چانسری ۷۶۱۔ ۶۶ لاجرنل چانسری ۳۲۰ عدالت مرافعہ۔

[۵] گراہام بنام سٹن اوپر۔

کیا جائے۔ یعنی اگر ایسا معائنہ امر نزاعی کے اچھی طرح تصفیہ کرنے کے لیے اہم ہو۔ اور یہ بھی قرار دیا گیا کہ اس دفعہ کی رو سے حکم معائنہ دینے کے اختیار کے ضمن میں عدالتوں کو معائنے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کا وہ اختیار بھی دیا گیا ہے جس کو ایسی ہی صورتوں میں عدالتہائے نصفت استعمال کرتی تھیں[1]۔

معائنے کے اس اختیار کو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں "قواعد عالیہ عدالت" کی رو سے باقی رکھا اور اس میں اضافہ کیا گیا ہے[2]۔

دفعہ ۶۲۶: قانون پیٹنٹ و نقشہ جات "(the Patents & Desings Act)"

سنہ ۱۹۰۷ء ایڈورڈ ہفتم باب ۲۹ دفعہ ۳۴ میں جس کی رو سے سابقہ قوانین پیٹنٹ کے ایسے ہی احکام کو دوبارہ وضع کیا گیا ہے حکم دیا گیا ہے کہ خلاف ورزی حق پیٹنٹ کی نالش میں عدالت کسی فریق کی درخواست پر حسابات کے معائنے کے ایسے احکام دے سکتی اور ایسے شرائط عاید کر سکتی اور ان کے اور ان کی بنا پر کارروائیوں کے متعلق ایسی ہدایات دے سکتی ہے جو عدالت یا جج کی دانست میں مناسب ہوں۔

دفعہ ۶۲۷ تا ۶۲۹: سماعت سے پہلے فریقین کی جانب سے جبری انکشاف

شہادت کا حکم دینے سے قانون ضابطہ قانون عمومی سنہ ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ ۔ نے نہ صرف قانون شہادت سنہ ۱۸۵۱ء ۱۴ و ۱۵ وکٹوریا باب ۹۹ کی خامیوں کو پورا کیا بلکہ قانون عمومی کے نظام شہادت اور عدالتی ضابطے میں اعلیٰ عدالتوں کے مقدمے کے ہر فریق کو عدالت کی اجازت اور بمتابعت ان احکام کے جو اس خصوص میں

---

[1] بٹنٹ بنام گرففتس ۳ ایلیس و ایلیس ۶۷۰۔

[2] حکم ۳۱ قاعدہ ۳ تا ۸۔ دیکھیے دفعہ ۱۹۷۔

اس قانون موضوعہ میں دئے گئے ہیں[۱]۔ کسی ایسے امر کی بابت جس کا انکشاف مطلوب ہو تحریری سوال بندوں کے دوسرے فریق کو دینے کا مجاز کر کے ایک بالکل ہی نیا طریقہ ایجاد کیا۔

عالیہ عدالت کے قواعد کی رو سے جو ان احکام قوانین موضوعہ کے بجائے بنائے گئے پہلے[۲] پہلے ہر فریق کو اجازت دی گئی کہ ایک محدود وقت میں اجازت عدالت کے بغیر اور اجازت کے بعد کسی بھی وقت فریق مخالف کو سوال بند حوالے کرے اور انکشاف واقعات کرائے لیکن بعد میں[۳] جب یہ پایا گیا کہ سوال بندوں کی اس غیر محدود آزادی سے درمیانی کارروائیوں کے اخراجات بہت ہو جاتے ہیں تو بغیر اجازت کے سوال بند حوالہ کرنے کا حق فریب یا خلاف ورزی امانت کی نالشات تک محدود کیا گیا۔ اور باقی تمام صورتوں میں عدالت یا جج کی اجازت ضروری قرار دی گئی[۴]۔ اور سوال کرنے والے فریق پر سوائے اس کے کہ کوئی دوسرا حکم دیا جائے لازم کر دیا گیا کہ اس کے اخراجات کے لیے پانچ پونڈ عدالت میں داخل کرے۔ ان قواعد پر متعدد مقدمات کے لیے "آنوول پراکٹس" دیکھئے[۵]۔

قانون مقدمات ازدواجی ۱۸۵۷ء ۲۰ و ۲۱ وکٹوریا باب ۸۵ میں[۶] جس کی رو سے عدالت طلاق و مقدمات ازدواجی قایم ہوئی۔ فریقین مقدمہ کو بعض صورتوں

۹۴۵

---

[۱] دیکھئے دفعات ۵۱۔ ۵۷۔

[۲] ۱۸۷۵ء میں جب کہ قوانین محکمہ جات عدالتی اور ان کے تحت قواعد پہلی دفعہ نافذ ہوئے۔

[۳] ۱۸۸۳ء میں جب کہ ان قواعد کو جمع کیا اور ان میں ایک "کمیٹی ضابطۂ قانونی" کی سفارشات کی روشنی میں ترمیم کی گئی۔

[۴] حکم سی ویکم قاعدہ ۱۔

[۵] حکم سی ویکم قواعد ۲۵۔ ۲۷۔ الف۔

[۶] دفعات ۴۳۔ ۴۶۔

میں سوال کرنے کے احکام موجود ہیں۔

نالش عدالتِ ضلع میں[1] بھی بعض صورتوں میں سوال بند دئے جا سکتے ہیں۔ اور ان سوال بندوں کا ضابطہ ۱۸۶۶ء میں فی الجملہ اعلیٰ عدالت کے ضابطے کے مانند کر دیا گیا۔

حکم شانزدہم عدالت ضلع میں[2] پچیس قواعد ہیں قاعدۂ اول میں حکم ہے کہ:۔

"کسی نالش یا امر کا کوئی فریق بغیر حلف نامہ پیش کرنے کے باجازت عدالت ایک یا زیادہ فریق مخالف کے اظہار کے لیے تحریری سوال بند دے سکتا ہے۔

اور ایسے سوال بند جب دئے جائیں تو ان کے نیچے ایک نوٹ ہونا چاہئے کہ ان فریقوں میں سے کن کن کو ان سوال بندوں کے جواب دینا چاہئے لیکن جو سوال بند نالش یا امر کے کسی سوال سے متعلق نہ ہوں غیر متعلق سمجھے جائیں گے گو وہ کسی گواہ کی زبانی جرح میں قابل ادخال بھی ہوں"۔

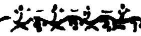
قاعدہ ۲۳ کی رو سے اس فریق کی جانب سے ۲۰ شلنگ عدالت میں داخل کئے جانے چاہئیں جو سوال بندوں کے ذریعے سے انکشاف چاہتا ہو۔ "اور اگر صفحوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو تو ہر صفحے کے لیے مزید دو شلنگ کی رقم داخل کی جانی چاہئے"۔

دفعہ ۶۳۰: ایسے دستاویزات کو ثابت کرنے زیر بار ہونے کی جن کا نزاعی بنایا جانا غیر اغلب ہو اور جو باضابطہ قسم کے ہوں عرصے سے اہل مقدمہ کو شکایت تھی۔ جس کی اصلاح کے لیے میقات ہیلری (Hilary Term) کے عام قواعد۔ ۴ ولیم چہارم[3] میں بعض احکام وضع ہوئے اور اس کے بعد قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۲ء ۱۵ و ۱۶ وکٹوریا باب ۷۶، دفعہ ۱۱۷۔ میں بھی۔ اور اب قواعدِ عالیہ عدالت[4] کی رو سے

[1] قواعد عدالت ضلع حکم ۱۶۔
[2] دیکھو ہول کومبی پراکٹس ماہتہ ۱۹۱۲ء۔ جہاں اگرچہ یہ بھی بتایا گیا ہے قریب اور خلاف ورزی امانت کی صورتوں میں عدالت عالیہ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے عدالت عالیہ میں پانچ شلنگ جمع کرانا ہوتا ہے اور قواعد عدالت ضلع میں سوال بندوں کو خارج کرنے یا مسترد کرنے کے احکام نہیں ہیں۔
[3] دیکھیے پراکٹس ۳۱ قاعدہ (۲۰)
[4] حکم ۳۲ قاعدہ ۲۰۔

ہر فریق دوسرے فریق سے بعض دستاویزات کے تمام جائز مستثنیات کے ساتھ اقبال کر لینے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور ایسی اطلاع کے بعد اقبال کرنے سے انکار یا غفلت کرنے کی صورت میں ایسے دستاویزات کو ثابت کرنے کے اخراجات چاہے مقدمے کا فیصلہ کچھ ہو انکار یا غفلت کرنے والے فریق کو ادا کرنے ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ سماعت یا تحقیقات کے وقت عدالت اس کی توثیق کرے کہ انکار کرنا معقول و درست تھا۔ اور کسی دستاویز کو ثابت کرنے کے اخراجات نہیں دلائے جائیں گے جب تک کہ ایسی اطلاع نہ دی گئی ہو۔ سوائے اس کے کہ ایسی اطلاع دینے کو ترک کرنا اخراجات لگانے والے عہدہ دار کی رائے میں اخراجات کا بچانا ہو۔ لہ

اور ایک دوسرے قاعدے کی رو سے ہر فریق مقدمہ اپنی پلیڈنگ سے یا اور طرح پر دوسرے فریق کو اطلاع دے سکتا ہے کہ وہ دوسرے فریق کے مقدمے کو کلاً یا جزءً صحیح تسلیم کرتا ہے۔



لہ حکم ۱۲ قاعدہ (۱)

ص ۵۵۰

باب دوم

سماعت مقدمہ اور اس کے اہم امور

دفعہ ۶۳۱: ہمارے قانون عمومی کی سماعتِ واقعات کے لیے عدالت کی ماہیت اور ربج و جوری کے اعلیٰ ترتیب وظایف کو کتاب اول میں بیان کر دینے کے بعد[1] اب ہم مختصر طور پر سماعتِ مقدمہ کو بیان کریں گے کارروائیوں کی ابتدا مختصر طور پر ارکان جوری سے ان امور کو بیان کرنے سے ہوتی ہے۔ جن کی وہ سماعت کرنے والے ہوتے ہیں۔ دیوانی مقدمات میں یہ بیان مدعی دیتا ہے اگر وہ خود حاضر ہو۔ یا اس کا کونسل اگر وہ کونسل (Counsel) کے ذریعے سے حاضر ہو۔ یا اس کا جونیر کونسل اگر اس کے ایک سے زیادہ کونسل ہوں۔ اور اس کو اصطلاحاً "افتتاح پلیڈنگ" کہتے ہیں۔ فوجداری مقدمات میں ملزم کے خلاف الزام کے خلاصے۔ ملزم کی جوابدہی اور امر نزاعی کو جوری سے عہدہ دار عدالت اور بعض صورتوں میں[2] کونسل

[1] دیکھیے دفعات ۲۵ ومابعد

[2] یعنی جرائم خفیفہ میں۔

چالان بیان کرتا ہے۔ اگر اس امر کے متعلق نزاع ہو کہ متنازعین میں سے کون فریق مقدمہ شروع کرے تو اس کا فیصلہ جج کرتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ فریق جس کو شروع کرنے کا حق ہو یا تو خود یا کونسل کے ذریعے سے اپنے مقدمے کو جوری سے بیان کرتا۔ اور پھر اس کی تائید میں شہادت پیش کرتا ہے۔ فوجداری مقدمات میں جب چالان کی جانب سے کوئی کونسل نہ ہو تو مستغیث جوری کو مخاطب نہیں کر سکتا۔ اور فوراً ہی شہادت سنی جاتی ہے۔ کیونکہ قانون ایسے مقدمے کو بادشاہ کا مقدمہ تصور کرتا ہے[1]۔ اس کے بعد فریق مخالف کی بھی اسی ترتیب سے سنوائی ہوتی ہے۔ اگر وہ شہادت پیش کرے تو شروع کرنے والے کو جواباً جوری کو مخاطب کرنے کا حق ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ تاج کے ان مقدمات میں جن میں اٹارنی جنرل یا سالیسیٹر جنرل خود آتے ہیں۔ (اور ان کے سوائے کسی اور مقدمے میں نہیں) ان عہدہ داروں کو جواب کا حق ہوتا ہے چاہے شہادت پیش کی گئی ہو یا نہیں[2]) جوری کو مخاطب کرتے ہوئے کسی فریق کو حق نہیں ہوتا ہے کہ ایسے واقعات بیان کرے جن کو ثابت کرنے وہ شہادت پیش کرنے کا ارادہ نہ رکھتا[3] ہو۔ اور جب اس اصول کی خلاف ورزی کی گئی ہو تو جج اپنے اختیار تمیزی کو استعمال کرتے ہوئے جواب کی اجازت دے سکتا ہے[4]۔ جب کوئی جدید مقدمہ یعنی ایسا مقدمہ جو محض شروع کرنے والے فریق کے جواب پر مشمول نہ ہو۔

---

[1] دیکھیے دفعات ۱۶۹-۳-۱۸۲۔

[2] ججوں کی قراردادیں۔ دسمبر ۱۸۸۴ء جن کو (۵) اسٹیٹ ٹرائلس (سلسلہ نو) ۳ (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ کریمنل پلیڈنگ از آرچ بولڈ طبع بست و چہارم صفحہ ۲۲۲۔

[3] دیکھیے دفعہ ۹۴ و آگے دفعہ ۶۳۵۔

[4] ایکسر برابر بنام سوڈو (ercrar v. Sodo) ۱ موڈی و ماکن رپورٹس ۵۰۔ فیت بنام ماکن ٹیر (Faith v. M' lntyre) ۷ کارنگٹن مین ۴۴۔ یہ خیال کہ اس کو استحقاقاً طلب کیا جا سکتا ہے ٹھیک نہیں۔

جواب دینے والے فریق کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کی تائید میں شہادت پیش کی جاتی ہے۔ تو شروع کرنے والا فریق تردیدی شہادت پیش کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کے مخالف کو ان نئی پیش کردہ شہادت پر جواب کا حق ہوتا ہے۔ اور شروع کرنے والا پورے مقدمے پر عام طور سے جوابی تقریر کا حق رکھتا ہے۔ عالیہ عدالت کے قواعد حکم ۳۶ کی رو سے جو قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۵۹ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵ کے دفعہ ۱۸ کے بجائے نافذ ہوا ہے حکم ہے کہ "سماعت بذریعہ جوری کی صورت میں شروع کرنے والے فریق یا اس کے کونسل کو شروع کرنے والے فریق کے بیان مقدمے کے ختم ہونے پر فریق مخالف کے شہادت نہ پیش کرنے کے ارادے کو ظاہر کرنے پر اجازت ہوگی کہ دوسری مرتبہ جوری کو شہادت کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے مخاطب کرے۔ اور فریق ثانی یا اس کے کونسل کو اپنا مقدمہ بیان کرنے اور اپنی شہادت (اگر کچھ ہو) کا خلاصہ بیان کرنے اور جواب دینے کے حق حسب سابق حاصل ہوں گے" اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ دفعہ ۲ کی رو سے حکم ہے کہ:-

"جب کسی قیدی یا قیدیوں۔ مدعی علیہ یا مدعی علیہم کی جانب سے کوئی کونسل مقرر نہ ہو تو صدر نشین جج کا فرض ہوگا کہ چالان کے بیان مقدمہ کے ختم ہونے پر ہر قیدی یا ہر مدعی علیہ کے جن کی جانب سے اس طرح پر کونسل (وکیل) ہو۔ وکیل سے پوچھے کہ آیا وہ یا وکلا شہادت پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کوئی بھی شہادت پیش کرنے کا ارادہ ظاہر نہ کریں تو وکیل چالان کو دوسری مرتبہ ایسے قیدی یا قیدیوں مدعی علیہ یا مدعی علیہم کے خلاف شہادت کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے جوری کو مخاطب کرنے کا حق ہوگا۔ اور جرم سنگین یا جرم خفیف کی ہر سماعت میں چاہے قیدیوں یا مدعی علیہم یا ان میں سے کسی ایک کو ان کی جانب سے کوئی وکیل ہو یا نہ ہو اجازت ہوگی کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اپنے یا ان کے مقدمے کو بیان کریں۔

اور اس افتتاح یا ایسے افتتاحات کے اگر ایک سے زیادہ ہوں ختم ہونے پر ایسے قیدی یا قیدیوں مدعی علیہ یا مدعی علیہم یا ان کے وکلا کو حق ہوگا کہ ان گواہوں کا اظہار دلوائیں جو ان کی دانست میں مناسب ہوں۔ صد ۵۵۳

اور جب تمام شہادت پیش ہو جائے تو اپنی اپنی جانب کی شہادت کا خلاصہ کردیں۔ اور حق جواب۔ عملدرآمد اور طریق کارروائی وہی رہیں گے جواب میں سوائے اس تغیر کے جو بذریعہ ہذا کیا گیا ہے"

عدالت ضلع میں مثل عدالت عالیہ کے جب مدعی علیہ شہادت پیش کرے تو مدعی کو ایک عام اور قطعی حق جواب حاصل ہوتا ہے[1]۔

وہ فریق جس کے خلاف مادی یا دستاویزی شہادت پیش ہوتی ہے اس کے معائنے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ایسی شہادت صرف اسی وقت جوری کے سامنے پڑھی یا پیش کی جا سکتی ہے جب کہ اس پر کوئی صحیح اعتراض عاید نہ ہوتا ہو۔ وہ فریق جس کے خلاف کوئی گواہ پیش ہوا اس پر جرح کرنے کا مستحق ہوتا ہے۔ اور جرح کے بعد وہ فریق جس کی جانب سے وہ گواہ پیش ہوا ہو اس پر دوسرے سوالات کر سکتا ہے۔ لیکن صرف انھیں امور کے متعلق جو جرح سے پیدا ہوئے ہوں۔ عدالت اور جوری بھی گواہوں پر سوالات۔ اور فریقین کی جانب سے پیش شدہ تمام ابواب شہادت کا معائنہ کر سکتے ہیں عام طور پر عدالت نہ صرف گواہوں پر سوالات کرنے اور سماعت شہادت کی ترتیب میں اصول ہائے عملدرآمد کی پابند نہیں ہے۔ بلکہ اپنی صواب دید سے فریقین یا وکلا کے فائدے کے لیے ان سے درگزر بھی کر سکتی ہے۔ سماعت مقدمہ کے کل دوران میں جج قانون و عملدرآمد کے تمام سوالات کا جو پیدا ہوں تصفیہ کرتا ہے اور اگر کسی شہادت کا قابل ادخال ہونا کسی مختلف فیہ واقعے پر مبنی ہو تو جج کو اس کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ اور اس کے لیے اگر ضرورت ہو تو شہادت بھی سن سکتا ہے[2]

[1] کلاک بنام کلاک ۱۸۶۰ء ۱ لا جرنل کنگس بنچ ۲۔

[2] دیکھیے دفعات ۸۲۔

دفعہ ۶۳۲: کسی فریق کے کونسل کے ذریعے سے حاضر عدالت ہونے کے قانون عمومی کے عطا کردہ حق کا جب کہ یہ حق دوسرے فریق کو عطا کیا گیا ہو ایک عجیب استثناء عرصۂ دراز سے رہا ہے۔ یعنی ان اشخاص کی صورتوں کا جنھیں بغاوت یا جرم سنگین کے لیے چالان کیا گیا ہو۔ جرم خفیف کے استغاثوں سے یہ استثنا متعلق نہیں تھا[1]۔ اور نہ خفیف قسم کے جرم سنگین کی درخواستوں سے[2]۔ اور بغاوت و جرم سنگین کے چالانات میں بھی یہ استثنا صرف ان صورتوں سے متعلق تھا۔ جن میں ملزم اصل امر نزاعی کی جواب دہی کرتا تھا۔ اور وہ ابتدائی یا ضمنی امور سے مثلاً عذرات اختیار سماعت[3]۔ عبادت گاہوں میں پناہ گزیں ہونے[4]۔ یا سابق میں بری قرار دئے جانے کے عذرات[5] یا طریقہ قانونی قرار دینے والے حکم میں غلطی ہونے کی بنا پر اس کے منسوخ کرنے کی سماعت[6]۔ یا فیصلہ سننے کے لیے حاضر کئے جانے پر ملزم کے عذرات کہ وہ وہی شخص نہیں ہے جس کو سزا دی گئی ہے[7]۔ وغیرہ سے متعلق نہیں تھا۔ نیز اصل امر نزاعی کی سماعت کے وقت بھی اگر قانون ۵۵۴
کا کوئی مشکوک امر پیدا ہوتا تو عدالت ملزم کے لیے ایک وکیل مقرر کرتی

عہ یعنی ان جرائم میں ملزم کو وکیل کے ذریعے سے جواب دہی کا حق نہیں ہوتا تھا۔ (مترجم)

[1] (۶) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۷۹۔

[2] ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ۲ باب ۴۸۔ ۹ ایڈورڈ چہارم ۱۲ الف حصہ چہارم۔ (۸) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۲۲۷، پلیس آف دی کراؤن از اسٹان فورڈ کتاب ۲ باب ۶۳۔

[3] (۱۱) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۵۲۳۔ ۵۲۶۔

[4] ہمفری اسٹافرڈ کیس (۱) ہنری ہفتم ۲۶ الف۔

[5] ۴۱ لبراسا یم حصہ نہم۔

[6] مقدمہ برگس عہد کروک ۳۶۵۔

[7] مقدمہ راٹ کلف کراؤن لاز فاسٹر ۴۰۔ (۱۸) ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۴۳۴۔

تاکہ وہ اس امر کو اس کی طرف سے بحث کرے۔[1]

دفعہ ۶۳۳: اس عملدرآمد کے ماخذ پر غور کرنا۔ کہ آیا وہ ہمارے قدیم قانون عمومی کا جزو تھا یا مثل اور بہت سے برائیوں کے آہستہ آہستہ ہمارے قانون میں داخل ہو گیا۔ بیکار ہوگا۔[2] اتنا تو یقینی امر ہے کہ یہ عملدرآمد ہنری چہارم کے عہد حکومت سے پایا جاتا ہے۔[3] اور اس وقت سے انقلاب ۱۶۸۸ء کے بعد تبدیل قانون تک قیدی کی استدعا کہ اس کو وکیل کے ذریعے سے جواب دہی کرنے کی اجازت دی جائے اور عدالت کا اس سے انکار سرکاری مقدمے کی ہمیشہ تمہید ہوتی تھی۔[4] انقلاب کے بعد مقررہ عملدرآمد پر قانون موضوعہ ۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳ کے ذریعے سے ایک کاری ضرب لگائی گئی۔ اس قانون میں پہلے یہ ذکر کیا گیا کہ "اس سے زیادہ کوئی امر معقول و منصفانہ نہیں کہ وہ اشخاص جن کو بغاوت سنگین یا اخفائے بغاوت کے لیے چالان کیا گیا ہو جس کی وجہ سے رعایا کی آزادی جان۔ آبرو۔ جائداد۔ خون و اولاد تلف و تباہ ہو جاتی ہیں منصفانہ و مساویانہ طور پر سماعت کیے جائیں۔ اور یہ کہ جن اشخاص پر ان جرایم کا الزام لگایا گیا ہو ان کو ان سے اپنی بیگناہی کے ثابت کرنے کے لیے تمام منصفانہ و مساوی ذرائع سے

---

[1] (۹) ایڈورڈ چہارم ۱۲ الف حصۂ چہارم۔ ۱ہنری ہفتم ۲۶ الف پلیس آف دی کراؤن از اسٹان فورڈ کتاب ۲ باب ۶۳ (۲) پلیس آف دی کراؤن ۱۰۴۔

[2] مراۃ نظم (Mirrour of justice) باب ۳ دفعہ ۱۔ اور ڈاکٹر و اسٹوڈنٹ مکالمہ ۲ باب ۴۸۔

[3] (۹) ایڈورڈ چہارم ۲ حصۂ چہارم۔ نیز دیکھیے فیصلہ گاسگائین جسٹس بمقدمہ ۷ ہنری چہارم ۳۵ ب حصۂ چہارم۔

[4] دیکھیے اسٹیٹ ٹرائلس۔ آخری حصہ۔ ان میں سے متعدد مقدمات (۵) ہووال اسٹیٹ ٹرائلس

محروم نہیں کیا جانا چاہیئے" اور اس کے بعد حکم دیا گیا کہ ہر شخص جس پر اس طرح کا الزام لگایا گیا ہو وکیل کے ذریعے سے اپنی جواب دہی کا پوری طرح مستحق ہوگا اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۰۰ء ۳۹ و ۴۰ جارج سوم باب ۹۳ اور قانون بغاوت سنہ ۱۸۴۲ء ۵ و ۶ وکٹوریا باب ۵۱ دفعہ (۱) کی رو سے حکم ہے کہ بغاوتیں جن میں فعل مجرمانہ بادشاہ کا واقعی قتل یا اس کی ذات کے خلاف کوئی اور فعل ہو ان کی سماعت ہر لحاظ سے اسی طرح کی جائے گویا ملزم پر قتل کا الزام عاید ہے۔

دفعہ ۶۳۴: گو قانون ۷ و ۸ ولیم سوم کا باب سوم جرم سنگین کی صورتوں پر جاری نہیں تھا۔ تاہم پچھلی صدی میں رفتہ رفتہ یہ عملدرآمد پڑ گیا اور ولیم چہارم کے زمانے تک جاری رہا کہ قیدی کے وکیل کو دوران سماعت میں مدد دینے کی اجازت دی جاتی تھی۔ وہ اس کی جانب سے سوالات قانونی اٹھا سکتا تھا اس کی جانب سے گواہوں پر سوالات ابتدائی اور فریق مخالف کے گواہوں پر جرح کر سکتا تھا۔ اور مختصر یہ کہ اس کی جواب دہی میں سب کچھ سوائے جوری کو مخاطب کرنے کے کر سکتا تھا لیکن قانون سماعت جرایم سنگین سنہ ۱۸۳۶ء ۶ و ۷ ولیم چہارم باب ۱۱۴ کی رو سے یہ ساری بے قاعدگی دور کر دی گئی۔ اس قانون کی تمہید میں یہ بیان کرنے کے بعد کہ "یہ معقول و منصفانہ امر ہے کہ وہ لوگ جن پر جرایم کا الزام ہو اس قابل ہوں کہ جو کچھ ان کے خلاف بیان کیا جائے۔ اس کا مکمل جواب دیں اور اپنا بچاؤ کر سکیں" دفعہ اول میں حکم دیا گیا ہے کہ "تمام ان اشخاص کو جن پر جرایم سنگین کا الزام ہو اجازت ہوگی کہ
چالان کی جانب سے پیش سازی مقدمہ ختم ہونے کے بعد اپنی جواب دہی کو ص ۵۵۵
قانون دان کونسل یا اٹرنی کے ذریعے سے یعنی ان عدالتوں میں جہاں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۔ ۴۶۴ و مابعد (ا ۔ ز ۔ نوٹ) میں جمع کئے گئے ہیں۔

اٹرنی بھی مثل وکلا کے وکالت کرتے ہوں پوری طرح پیش کریں۔"

دفعہ ۶۳۵: اس قانون موضوعہ کی تعبیر کرتے ہوئے متعدد ججوں نے قرار دیا کہ جب کوئی ملزم اپنی جواب دہی خود کرے تو اس میں وہ جو مناسب سمجھے کہہ سکتا ہے۔ اور گو وہ اپنے بیان کے ثبوت میں کوئی شہادت پیش نہ کرے تب بھی جوری کو چاہیئے کہ اس کے بیان کی وقعت کا اندازہ لگائیں۔ لیکن وکلا جو ملزموں کی جانب سے جواب دہی کریں وہ دیوانی مقدمات کے عملدرآمد کے اس اصول کے پابند ہوں گے کہ وہ صرف ایسے ہی واقعات بیان کر سکتے ہیں جن کو وہ اپنی دانست میں شہادت سے ثابت کر سکتے ہیں۔ اس تعبیری اصول کی وجہ سے جب کسی ملزم کی جواب دہی بادی النظر مجرم بنانے والے حالات کی توضیح پر مبنی ہو جیسا کہ لازماً اکثر صورتوں میں وہ مبنی ہوتی ہے تو اس کا وکیل اس جواب دہی کو دبا دیتا ہے ــــ یہ ایسی صورت حال ہے جو اس قانون کے واضعوں کے منشا کے مطابق نہیں ہو سکتی اور جو یقیناً قدرتی انصاف کے اصولوں کے مغایر ہے۔ اس بے قاعدہ کارروائی کی حمایت اس بنا پر کرنے کی کوشش کی گئی ہو کہ وکیل ملزم اپنے موکل کی جواب دہی کو ایک فرضی شکل میں پیش کر سکتا ہے۔ لیکن بہ نسبت ایک سیدھی سادی توضیح کے یہ کتنی کمزور ہوتی ہے۔ بعض ججوں نے اس اصول کو اس طرح محدود کرنے کی کوشش کی کہ انھوں نے ملزم کو ان واقعات کے بیان کرنے کی اجازت دی جن کو وہ اہم سمجھتا ہو ــــ اور اس کا وکیل اپنی تقریر میں اس کا ذکر کر سکتا تھا۔ لیکن دوسرے جج اس طریقے پر عمل نہیں کرتے تھے اور گو ملزم کی موافقت میں زیادہ نظایر ہیں۔ تاہم

لے ملک بنام بیرڈ (۰) کیا رنگٹن و پین ۲ ۱۴۱۔ ملک بنام بچر (۲) موڈی و رابنسن ۲۲۹۔ ڈابلی بنام اوسلے (۱) ہرلسٹن و نارمن ۸۰۔

عرصۂ دراز تک اس موضوع پر عملدرآمد غیر متعین تھا[1]۔ لیکن اوایل ۱۸۸۲ء
میں ججوں نے ایک ایسے اصول پر اتفاق کیا جو ایسے ملزموں کے خلاف
تھا جن کی جانب سے وکلا جواب دہی کرتے تھے[2]۔ یہ امر بیان کر دینے
کے قابل ہے کہ بغاوت کے مقدمات میں ملزم کو نہ صرف اجازت ہوتی ۵۵۶
ہے۔ بلکہ جج اس سے کہتے ہیں کہ اس کے وکیل کی تقریر کے بعد وہ بھی جوری
کو مخاطب کرے[3]۔

[1] ملک بنام مالنگ (۸) کیارنگٹن ینیپین ۲۴۲۔ ملک بنام واک لنگ ایضاً ۲۴۳۔ ملک بنام کلفرڈ ۲ کیارنگٹن و کردن ۲۰۶۔ ملک بنام مان زانو۔ ۲ فاسٹر و فنانسن رپورٹس ۴۴۔ نیز دیکھیے ملک بنام ہینس (۱) فاسٹر و فنالسن ۸۶۔ ملک بنام ٹیلر ایضاً ۵۳۵۔ ملک بنام شمن (۵) کاکس کریمنل لاکیسس ۱۲۲۔ از کیف جسٹس۔ سالیسٹر جنرل مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۱ء۔

[2] یہ اصول جو ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا ہے نارتھ جسٹس کا وضع کردہ ہے۔ انھوں نے جنوری ۱۸۸۲ء کے اجلاس ریڈنگ میں اعلان کیا کہ "ملزموں کے بعض وکلا کا یہ عملدرآمد کہ ان کی جانب سے بعض ایسے واقعات کو وہ بیان کرتے ہیں جن کو شہادت سے ثابت نہیں کیا جاتا ہے۔ ججوں کے زیر غور رہا۔ اور انھوں نے اس پر اتفاق کیا کہ اس عملدرآمد کو پسند نہیں کرنا چاہئے۔ اور وکلا کو اس امر کی اجازت نہیں دینی چاہیے کہ وہ ایسے واقعات بیان کریں جن کو وہ قابل گواہوں کی شہادت سے ثابت نہ کر سکیں دیکھیے سالیسٹر جنرل مورخہ ۲۱ جنوری ۱۸۸۲ء اس اصول کے ماخذ کے متعلق خیال ہے کہ وہ ایک وکیل کا مجرد بیان ہے جو ایک شخص لیفرائے (Lefroy) کی سماعت پر نومبر ۱۸۸۱ء میں دیا گیا تھا یہ شخص ایک ریلوے قتل کے لیے چالان کیا گیا تھا۔ (جس میں اس کو مجرم ٹھیرایا اور پھانسی پر چڑھا دیا گیا تھا) وکیل کا مجرد بیان یہ تھا کہ قتل کے دن ملزم ایک نوجوان لیڈی سے (جس کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا) وقت مقرر کر کے ملنے والا تھا۔

[3] دیکھیے ملک بنام واٹسن ۳۲ ہووئل اسٹیٹ ٹرایلس ۵۳۸۔ ملک بنام تھسل وڈ ۳۳ ایضاً ۹۴۸۔ ملک بنام کالنس ۸ کیارنگٹن و پین ۲۱۱۔ ملک بنام فراسٹ ۹ ایضاً ۱۶۱۔ وغیرہ مقامات۔ ملک بنام اوکانیگلی ۲۶ ہووئل اسٹیٹ ٹرایلس ۱۱۹۱۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں بلر جسٹس نے ملزموں کو عدالت کو مخاطب کرنے کا ان کے وکلا کی تقریر سے پہلے یا بعد اختیار دیا۔

دفعہ ۶۳۶ : (۲) سماعت مقدمہ کے اہم اجزاء میں — جو ہمارے موضوع کا حصہ دوم ہے — پہلا قابل لحاظ واقعہ گواہوں کو عدالت سے باہر جانے کا حکم دینا ہوتا ہے جب گواہوں میں باہمی اتفاق یا سازش کا شبہ ہو یا جب اس خوف کی معقول وجہ ہو کہ ان میں سے کسی پر دوسرے کے بیانات کا یا دوسرے گواہوں کی شہادت کا اثر ہوگا تو اغراض انصاف کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کا علیحدہ علیحدہ اظہار لیا جائے۔ اور عدالت ازخود یا کسی فریق کی درخواست پر تمام گواہوں کو سوائے اس گواہ کے جس کا اظہار لیا جا رہا ہو یا ان عدالت سے ہٹ جانے کا حکم دیگی[1]۔ یہ عملدرآمد غالباً اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ ادارۂ عدالت یا عمل گستری۔ فارٹسکیو (Fortescue) کہتے ہیں کہ "اگر ضرورت متقاضی ہو تو گواہوں کو اس وقت تک کے لیے علیحدہ کردو جب تک کہ وہ اپنی اپنی گواہی نہ دے لیں۔ کیونکہ اس صورت میں ایک کی شہادت دوسرے کو اسی طرح شہادت دینا سکھائے گی نہیں[2]" لیکن غالباً قول راجح یہ ہے کہ اس کا مطالبہ بطور استحقاق نہیں ہوسکتا[3]۔ اور بعض صورتیں ایسی بھی ہوسکتی ہیں جن میں اس سے انکار کرنا دانشمندی ہوگی[4] کہتے ہیں کہ یہ اصول فریقین مقدمہ سے متعلق نہیں ہوتا ہے[5]۔ اور نہ کم ازکم عام طور پر مقدمے کے سالیسٹروں سے[6]۔ جو گواہ ایسے حکم کی

---

[1] کک ۲۶۔

[2] اس امر پر نظایر کو جمع کیا گیا ہے۔ دیکھئے ٹیلر کی شہادت طبع یازدہم ۱۴۰۰-۲- شہادت از فیبسن ۴۶۴-۵۔

[3] چارناک بنام ڈیوانگس (Charnock v. Dewings) ۳ کیار انگلش رپورٹس ۳۷۸- کانسٹیبل بنام بریتن (۲) جورسیٹ سلسلۂ نو ۱۱۲۴- سلف بنام ایسکن- افاسٹر و فناسن ۱۹۴-

[4] پامیرائے بنام باڈی لے دریان دمشوی ۳۰۴- ایوری رٹ بنام لون ۱۵م ۵ کیار انگلش رپورٹس ۹۱-

نافرمانی کرے وہ ہتک عدالت کا مرتکب ہوگا۔ لیکن جج اس کی شہادت سننے سے انکار نہیں کرسکتا[1]۔ گو اس واقعے کی طرف وہ جوری کو توجہ دلاسکتا ہے۔ اور ایسی صورتوں میں گواہوں کے درمیان گفت و شنید نہ ہونے دینے کے لیے یہ ایک قاعدہ ہے کہ وہ گواہ جن کی گواہی قلمبند ہو چکی ہے عدالت میں اس وقت تک رہیں۔ جب تک کہ ان گواہوں کا اظہار بھی نہ ہو جائے جن کی گواہی ابھی لی نہ گئی ہو۔ لیکن ایک مقدمے میں جب پہلی گواہ ایک معزز خاتون تھی۔ اور توقع یہ تھی کہ دوسرے گواہ ناشائستہ گواہی دینے والے ہیں تو اس کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ اس کو عدالت سے باہر ایک دوسرے کمرے میں زیر نگرانی ٹھیرایا گیا[2]۔

دفعہ ۶۲۷: اب شروع کرنے کی ترتیب پر غور کیجیے عملدرآمد میں ص۵۵
اس کو "شروع کرنے کا حق" کہتے ہیں۔ یہ کوئی بہت صحیح جملہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ شروع کرنا ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ مضر بھی ہوسکتا ہے۔ عملدرآمد کے بہت ہی کم موضوع ایسے ہوں گے جن پر اس سے زیادہ متضاد فیصلے ہوئے ہوں۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ چونکہ مدعی وہ فریق ہوتا ہے جو مقدمے کو عدالت میں پیش کرتا ہے یہ قدرتی امر ہے کہ اس کی فریاد پہلے سنی جائے۔ اور ایک معنی کرتے مدعی ہی ہمیشہ شروع کرتا ہے۔ کیونکہ بغیر ایک بھی استثنا کے پلیڈنگ کی افتتاح مدعی یا اس کا وکیل ہی کرتا ہے۔ اور مدعی علیہ یا اس کا وکیل کبھی نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ ثابت کرنے کی

---

[1] چانڈلر بنام ہارن ۲ موڈی و رابنسن ۴۲۳۔ کلک بنام نیدرکوٹ و کیارنگٹن۔ و پین ۴۴۲-۴۰ رسل و ریان ۵۵۴۔ اور وہ مقدمات جن کا وہاں ذکر کیا گیا ہے اور دیکھیے فیصلۂ عدالت بر مقدمۂ کابٹ بنام ہڈسن (۱) الیس و بلاکبرن ۱۱-۱۴۔ جس کو لارڈ کیامبل نے سنایا۔

[2] اسٹرٹین بنام بلاک۔ گلڈفرڈ اجلاس گرما سنہ ۱۸۴۶ء۔ لارڈ ابنگر۔ سی۔ بی۔ (قلمی نسخہ)۔

ترتیب بارِ ثبوت پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے اگر پلیڈنگ وغیرہ کے بیانات سے ظاہر ہو کہ مدعی کو کچھ ثابت کرنا نہیں ہے بلکہ مدعی علیہ نے مدعی کے بیان کردہ ہر واقعے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور وہ کوئی دوسرا ایسا امر ثابت کرنا چاہتا ہے جس سے مدعی کے دعوے کی تردید ہو جائے گی۔ تو ظاہر ہے کہ اس کو شروع کرنے کی اجازت دینی چاہیے۔ کیونکہ اس صورت میں بارِ ثبوت اس پر ہوتا ہے۔ اس موضوع پر نظائر سخت افراتفری کی حالت میں ہیں۔ صرف اتنا یقینی ہے کہ اگر امور تنقیح طلب یا بعض امور تنقیح طلب کو چاہیے ان کی تعداد کتنی بھی ہو ثابت کرنے کا بار مدعی پر ہوتا ہے تو شروع کرنے کا مستحق وہی ہوتا ہے[1]۔ اور اگر تمام امور تنقیح طلب کا بارِ ثبوت مدعی علیہ پر ہوتا ہے۔ یا وہ ہرجہ جو مدعی کو قانوناً دلایا جا سکتا ہے برائے نام ہرجہ یا ایسا ہرجہ ہوتا ہے۔ جس کا آسانی سے تعین ہو سکتا ہے تو اس صورت میں بھی مدعی علیہ شروع کر سکتا ہے[2]۔ لیکن دشواری تو اس وقت پیدا ہوتی ہے جب امر تنقیح طلب یا اگر یہ ایک سے زیادہ ہوں تو تمام امور تنقیح طلب کو ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر ہوتا ہے اور ہرجے کی مقدار کا بارِ ثبوت مدعی پر۔ نظائر کے ایک سلسلے نے (گو یہ ایک مربوط سلسلہ نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف میں بھی بہت سے نظائر ہیں) جس کے آخر میں ۱۸۳۰ء کا کاٹن بنام جیمس[3] (Cotten v. james) کا مقدمہ آتا ہے قرار دے دیا ہے کہ مقدار ہرجہ کے بارِ ثبوت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور اسی لیے ان حالات میں مدعی علیہ ہی کو شروع کرنا چاہیے۔ ان مقدمات میں سب سے

---

[1] وڈ بنام پرنگل (۱) موڈی ورابن سن ۷۷ ۔ ۲ جیمس بنام سالٹر ایضاً ۱۰۵ ۔ کرش بنام ویلر ہو کیارنگٹن وپین ۱۹۶ ۔ ویمس بنام ٹاس ایضاً ۲۲۴ ۔

[2] فاؤلر بنام کوسٹر (۱) موڈی ورابکن ۲۴۲ ۔

[3] کاٹن بنام جیمس ۱۸۳۰ء ۳ کیارنگٹن وپین ۵۰۵ ۔ ۳۵ رسل وریان ۲۴۴ ۔

زیادہ قابل لحاظ مقدمۂ کوپر بنام ویکلے[1] (Cooper v. Wakley) ۱۸۲۸ء کا ہے۔ جس میں ٹنٹرڈن میر مجلس (Tenterden. C. J.) بیلی (Bayley) لٹل ڈیل اور پارک ججس (Littledale and Parke, J. J) نے قرار دیا ہے کہ ایک سرجن کی نالش توہین تحریری میں کہ عمل جراحی میں اس نے مہارت نہیں دکھلائی اگر مدعی علیہ کی جوابدہی یہ ہو کہ یہ سچ ہے تو اسی کو شروع کرنے کا حق ہوتا ہے۔ یہی حالت ۱۸۳۳ء تک تھی۔ یہ بھی کے مقدمۂ کارٹر بنام جونس (Carter v. Jones) توہین تحریری کی نالش تھی۔ اور اس میں بھی جوابدہی یہی تھی کہ جو ۵۵۸ کچھ کہا گیا ہے وہ سچ ہے۔ اور جب مدعی علیہ نے شروع کرنے کے حق کا مطالبہ کیا تو میر مجلس ٹنڈل نے جن کے اجلاس پر یہ مقدمہ پیش تھا۔ کہا کہ اس موضوع پر ججوں نے ایک اصول قرار دے دیا تھا۔ جس کو انھوں نے زبانی بیان کیا۔ لیکن ان کے الفاظ کو اس مقدمے کی دو رپورٹوں میں بالکل ہی مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کیارنگٹن وپین (Carrington and Payne) میں یہ الفاظ اس طرح پر دیے گئے ہیں کہ "ججوں نے یہ قرار دے دیا ہے کہ اس خصوص میں عملدرآمد کا جو اصول ہے اس کو بدل دینے سے عدل گستری زیادہ بہتر طریقے پر ہو سکے گی۔ اس لیے آیندہ سے تمام شخصی مضرت کی نالشات اور توہین تحریری و تقریری کی نالشات میں مدعی کو شروع کرنا چاہئے گو عام امر تنقیح طلب کی جوابدہی نہ کی گئی ہو۔ اور گو امر مثبت کا ثبوت مدعی علیہ ہی پر ہو"[2] اور موڈی ورابن سن (Moody v. Robinson میں اس کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حال حال میں تمام ججوں نے قرار دیا ہے۔ کہ توہین زبانی۔ توہین تقریری

---

[1] ۳ کیارنگٹن وپین ۴۷۴۔ اموڈی وماکن ۲۴۸۔

[2] ۶ کیارنگٹن وپین ۴۲۔ اموڈی ورابن سن ۲۹۱۔

اور دوسری ان نالشات میں جن میں غیر متعین مقدار کے ہرجے کا مدعی نے دعویٰ کیا ہو تو اسی کو شروع کرنے کا حق ہوگا۔ گو نحوی ترکیب کے لحاظ سے امر تنقیح طلب مثبت شکل میں ہو اور اس کے ثابت کرنے کا بار مدعی علیہ پر ہو" حسب توقع اس اصول کی وسعت کے متعلق بہت سے سوالات پیدا ہوئے۔ خصوصاً معاہدے کی نالشات سے اس کے اطلاق کے متعلق لیکن مرسر بنام وہال (Mercer v. Whall)[1] کے مقدمے سے جو ۱۸۴۵ء میں عدالت کوئنس بنچ میں پیش آیا اس پورے موضوع پر نئی روشنی پڑی۔ اور اس میں لارڈ ڈنمان میر مجلس نے عدالت کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ۔ کارٹر بنام جونس کے مقدمے میں میر مجلس ٹنڈل نے جو اصول قرار دیا تھا۔ وہ ابتدائً ضبط تحریر میں لایا گیا تھا۔ اور متعدد ججوں کے اس پر دستخط ہوئے تھے۔ اور وہ اس وقت ان کے قبضے میں تھا۔ اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "توہین تحریری و توہین زبانی و ضرر شخصی کی نالشات میں مدعی کو شروع کرنا چاہئے۔ گو نحوی ترکیب کے لحاظ سے امر تنقیح مثبت شکل میں ہو اور اس کا بار ثبوت مدعی علیہ پر ہو" اور یہ کہ اس اصول کا مقصد کسی نئے عملدرآمد کو قایم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ قدیم عملدرآمد کو جو کوپر بنام ویکلے اور اسی قسم کے مقدمات سے[2] جو عملدرآمد توڑا گیا تھا۔ اسی کا دوبارہ قیام اور اعلان کرنا تھا۔ مرسر بنام وہال کے مقدمے کے بعد سے اس مضمون کو زیادہ بہتر طریقے پر سمجھا گیا ہے۔ اور چاہیے۔ کارٹر بنام جونس کے مقدمے کے

---

[1] ۵ کوئنس بنچ ۴۴۷۔

[2] ایضاً ۴۶۲۔

[3] یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ان تمام مقدمات میں جو ۱۸۳۳ء اور ۱۸۴۵ء کے درمیان اس اصول کی تعبیر کے متعلق فیصل ہوئے اور ان کی تعداد بہت ہے کسی بھی جج کا ایک بھی جملہ نہیں ہے جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ اصول اپنی نوعیت کے لحاظ سے استقراری ہے۔

اصول کو استقراری سمجھیں یا توضیعی وہ یقیناً صحیح راستے پر ایک بڑا قدم ہے کیونکہ اس سے مدعی کو جب کبھی اس کو کچھ ثابت کرنا ہو" شروع کرنے کا قدرتی حق" واپس کیا گیا ہے۔

دفعہ ۶۳۸: اس موضوع پر خلط بحث اور متغائر فیصلہ جات کی وجہ

زیادہ تر ایک تصور تھا جو پہلے رائج تھا۔ یعنی یہ کہ شروع کرنے کی ترتیب کا تصفیہ کرنا خالصتہً عدالتِ تحت کا کام ہے۔ اسی لیے عدالت بالادست کے اجلاس کامل کی طرف سے اس خصوص میں کسی غلطی کی چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اصلاح کرنے کے لیے کوئی مداخلت نہ کی جائے گی۔ حجت یہ تھی کہ اگر اس بنا پر دوبارہ سماعتوں کے لیے درخواستیں قبول کی جائیں تو مقدمہ بازی بہت زیادہ ہو جائے گی جس کی وجہ سے عوام کو بہت تکلیف ہوگی۔ خصوصاً اس لیے کہ چونکہ جج کے غلط فیصلے کی وجہ غالباً بارِ ثبوت کے متعلق غلط فہمی ہوگی۔ اور وہ اسی غلطی کی بنا پر جوری کو بھی غلط ہدایت کرے گا۔ تو اس صورت میں تو غلط ہدایت اور بارِ ثبوت کے التادینے کی بنا پر دوبارہ سماعت کا استحقاقاً حکم دینا پڑے گا۔ لیکن یہ بھی ہے کہ بہت سے صورتوں میں غلط فریق کو شروع کرنے دینے سے بہت نقصان پہنچ سکتا ہے گو جوری کو ہدایت میں کوئی غلطی نہ کی گئی ہو۔ اور اسی لیے اب نظایر کے ایک سلسلے کے ذریعے سے یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ جب شروع کرنے کے حق کے متعلق جج کا فیصلہ اجلاس کامل کی دانست میں غلط ہو ـــــ اور اس کی وجہ سے" صاف وعلانیہ نقصان" پہنچا ہو تو عدالت دوبارہ سماعت کا بطور استحقاق نہیں بلکہ اپنی صوابدید کے

۱؎ برڈ بنام ہگن سن ۔ ۱۲ اڈالفس وایلس ۱۶۰ ۔ برل بنام نکل سن ۔ (۱) موڈی ورابن سن ۳۰۴ (Ashby v. Bates) آشبی بنام بیٹس ۱۵ امین ودلزبی ۵۹۶ ۔ از روئے بنچ

لحاظ سے حکم دے گی۔[۱]

دفعہ ۶۳۹: شروع کرنے کا حق اس فریق کے لیے مفید ہے جس کا مقدمہ قوی اور شہادت اچھی ہو۔ کیونکہ اس سے وہ عدالت پر پہلا نقش جما سکتا ہے۔ اور اگر فریق مخالف کی جانب سے شہادت پیش ہو تو اس کو جواب کا حق بھی ہوتا ہے۔ اور اس طرح آخری قول بھی اسی کا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی فریق کا مقدمہ کمزور ہو اگر اس کے پاس اس کی تائید میں بہت ہی خفیف شہادت ہو۔ یا کچھ شہادت ہی نہ ہو۔ اور وہ مدعی علیہ ہونے کی صورت میں سماعت مقدمہ پر اس لیے حاضر ہو رہا ہو کہ ممکن ہے کہ مدعی کا مقدمہ خارج ہو جائے یا یہ کہ فریق مخالف کا مقدمہ خود اس کی ذاتی کمزوری کی وجہ سے شکست ہو جائے یا یہ کہ اس نے بھروسا صرف جوری سے خطاب پر کیا ہو — تو ان صورتوں میں یہ واقعہ کہ اس کو شروع کرنا ہے اس کے مقدمے کے لیے فوراً ہی مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایڈورڈس بنام جونس (Edwards v. Jones) کے مقدمے میں جو ایک پرامیسری نوٹ لکھنے والے پر اس کے منتقل الیہ کی جانب سے ایک نالش تھی مدعی علیہ نے ایک طویل جواب دعویٰ پیش کیا تھا۔ جس کا

---

[۱] گیج بنام انگال۔ ۱۴۔ میسن و ولز بی ۹۵۔ ایڈورڈ بنام ماتھیوس۔ ۱۱۔ جورسٹ ۳۹۸۔ برانڈفرڈ بنام فریان۔ ۵۔ اکسچیکر ۱۲۔ لیٹ بنام دی گریشام لایف انشورنس سوسائٹی۔ ۱۵۔ جورسٹ ۱۱۶۱۔ آشبی بنام بیٹس ۱۵۔ میسن و ولز بی — ۵۸۹۔ بوتھ بنام ملنس ایضاً ۶۶۹۔ ہکمان بنام فرلی۔ ۳ میسن و ولز بی ۵۰۵ (یعنی) بمطابق اس تصیح کے جو بوتھ بنام ملنس۔ ایڈورڈ بنام ماتھیوس اور برانڈ بنام فریان میں کی گئی ہے) مرسر بنام وہل۔ ۵ کوینس بنچ ۴۴۷۔ ڈوڈی ورسٹر ٹرسٹیس بنام رولانڈس۔ ۹ کیارنگٹن وپین ۷۳۶۔ ڈوڈی بیتھر بنام برین۔ ۸۔ کامن بنچ ۶۲۵۔

[۲] کیارنگٹن وپین ۶۳۳۔

خلاصہ یہ تھا کہ نوٹ کے لیے کوئی بدل نہیں تھا۔ اس کے ایک حصے کے متعلق مدعی نے جواب دیا تھا کہ نوٹ کے لیے اچھا بدل دیا گیا تھا۔ اور باقی کے متعلق یہ عذر پیش کیا تھا کہ جواب دینا ضروری نہیں۔ ان پلیڈنگس پر جب جج نے قرار دیا کہ مدعی علیہ کو شروع کرنا چاہیئے تو اس کے کونسل کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہیں۔ اور جج نے فوراً ہی جوری کو ہدایت کی کہ اس کے خلاف فیصلہ کریں۔ صفحہ ۶۰

دفعہ ۶۴۰: ہم عملدرآمد کے اس اصول کی جانب اشارہ کر چکے ہیں۔ جس کی رو سے دیوانی مقدمات[1] میں وکیل یا فریقین (اور عدالتی قرارداد ۱۸۸۲ء کے بموجب فوجداری مقدمات میں وکیل ملزم[2] کو جوری کے سامنے ایسے واقعات بیان کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جن کو وہ شہادت سے ثابت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن اس اصول کی بہت سختی سے تعبیر نہیں کرنی چاہیئے کسی وکیل یا فریق مقدمہ کو ان واقعات کی طرف اشارہ کرنے کا حق ہوتا ہے جن کا عدالتوں کو خود علم ہوتا ہے یا جو اتنے مشہور ہوتے ہیں کہ ان کو ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا ہے[3]۔ لیکن تاریخی واقعات کے متعلق زیادہ دشواری ہے کسی ایسے امر کو ثابت کرنے کے لیے جو عام طور پر مملکت سے متعلق ہو[4]۔ عام و مشہور تاریخ شہادت میں قابل ادخال ہوتی ہے۔ غالباً اسی بنا پر جس پر کہ قانون غرض عام سے متعلق امور کو ایسے متوفی اشخاص کے بیانات سے ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے جن کے ان سے اچھی طرح واقف ہونے کا قیاس

---

[1] اوپر دفعات ۶۳۱ -

[2] اوپر دفعہ ۶۳۵ -

[3] اوپر دفعات ۲۵۲ تا ۲۵۴ -

[4] ریڈ بنام بشپ آف لنکن ۱۸۹۲ء متفرقات مرافعہ ۶۴۴ - ۶۵۴ -

کیا جا سکتا ہے۔ یا ایسے قدیم دستاویزات کے ذریعے سے ان کو ثابت کرنے کی اجازت دیتا ہے جو معمولی حالات میں اصلی نہ ہونے کی بنا پر مسترد کیے جاتے۔[۱] گو کتابوں میں ایسے بھی مقدمات ملتے ہیں۔ جن میں تواریخ شہادت میں منظور کی گئی ہیں۔ اور جن کے اس اصول کے تحت قابل ادخال ہونے کی تائید مشکل ہی سے کی جا سکتی ہے۔[۲] لیکن کسی حق یا رواج خاص کو ثابت کرنے کو کوئی تاریخ ناقابل ادخال شہادت ہوتی ہے۔[۳] ایک جدید مقدمے[۴] میں عدالت انسپیکر نے قرار دیا ہے کہ وکیل یا فریق مقدمہ سماعت مقدمے کے وقت عام تاریخی امور کی طرف اشارا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس اجازت کا استعمال سمجھ سے کیا جائے۔ لیکن وہ امر تنقیح طلب سے متعلق کسی واقعے کو ثابت کرنے کے لیے تاریخ کے خاص کتابوں کا حوالہ دے سکتا ہے۔ اور نہ ان سے خاص خاص فقرے پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح سماعت مقدمہ کے وقت وکیل یا فریق مقدمہ ادب کی مستند کتابوں کا حوالہ تصنیف یا تالیف کے عام رجحان یا یہ ظاہر کرنے کہ الفاظ کن معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ یا ایسے ہی دوسرے امور کو ظاہر کرنے بشرطیکہ اس اجازت کا استعمال احتیاط سے کیا جائے۔ حوالہ دے سکتا ہے لیکن وہ امر تنقیح طلب سے متعلق کسی امر کو ثابت کرنے ان امور کا استعمال نہیں کر سکتا۔ اور اسی معنی کرتے سر ایڈورڈ کاک قرار دیتے
ص۱۶۵ ہیں کہ ”قانونی مقدمات میں فلاسفہ۔ اطبا اور شعرا کے آرا کو

۱؎ اوپر دفعات ۴۹۷-۴۹۹-

۲؎ دیکھیے شہادت از فلپس ۱۵۵ تا ۱۵۶ جلد ۲ - شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعات ۱۷۸۵-
شہادت از فپسن طبع ششم ۳۷۸-۳۸۱-

۳؎ واکس پیریج کیس (Vaux Peerage Case) ۵ کلارک وفنلی رپورٹس (دارالامرا) ۵۲۶
شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ طبع دہم شہادت از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۷۸۵-

۴؎ ڈاربی بنام اوسلی - ۲ جوریسٹ (سلسلۂ نو) ۴۹۷-

پیش وقبول کی جاسکتی ہیں[1]۔"

دفعہ ۱۴۱: گواہوں سے سوالات کے متعلق عملدرآمد کا بڑا اصول وہ ہے۔ جس کی رو سے "سوالات ہدایتی" منع ہیں۔ یہ وہ سوالات ہوتے ہیں۔ جن سے صراحتاً یا معناً ان جوابات کی طرف ہدایت ہوتی ہے۔ جن کو گواہ کو دینا چاہئے۔ اصول یہ ہے کہ اہم امور کے متعلق فریق کو اپنے گواہوں سے سوالات ہدایتی نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن وہ فریق مخالف کے گواہوں سے ایسے سوالات کرسکتا ہے۔ بالفاظ دیگر سوالات ہدایتی کی جرح میں اجازت ہوتی ہے۔ لیکن سوالات ابتدائی میں نہیں ہوتی۔ اس کے دو وجوہات ہیں۔ پہلے اور زیادہ تر اس خیال سے کہ گواہ کو اس فریق کی طرف داری ہوتی ہے جس کی جانب سے وہ پیش ہوتا ہے۔ اور اس فریق سے اس کو مخالفت ہوتی ہے جس کے خلاف وہ پیش ہوتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ اس فریق کو جو کسی گواہ کو پیش کرتا ہے اپنے مخالف فریق پر یہ تفوق حاصل ہوتا ہے کہ وہ پیش از پیش جانتا ہے کہ گواہ کیا کہنے والا ہے یا کم از کم اس سے کس امر کو ثابت کرنے کی توقع ہے۔ اور اسی لیے اگر اس کو سوالات ہدایتی کی اجازت ہو تو وہ اس طریقے سے سوالات کرسکتا ہے کہ گواہ کے صرف انھیں معلومات کا اظہار ہوگا جو اس کے موافق ہوں۔ یا بلکہ ان سے کل واقعات غلط روشنی میں ظاہر ہونگے[2]۔ لیکن تمام ایسے امور کی بابت جو محض تمہیدی ہی ہوں۔ اور اصل امر تنقیح طلب سے ان کو کوئی تعلق نہ ہو۔ فریق کو نہ صرف اجازت ہے۔ بلکہ یہ مناسب بھی ہے کہ وہ اپنے گواہوں سے سوالات ہدایتی کرے۔ کیونکہ وگرنہ بہت کچھ تضیع اوقات ہوتی ہے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ کسی سوال کے ہدایتی ہونے یا نہ ہونے کا معیار یہ

---

[1] فلاسفہ۔ اطبا و شعرا کی رائیں مقدمات میں پیش وقبول کی جاسکتی ہیں۔ نشلٹن از کلک ۲۹۲ا-الف۔

[2] شہادت از نلیس وایاس ۸۸۷۔ شہادت از نلیس جلد ۲ صفحہ ۱۱۲۶۔ طبع دہم۔

ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس کا "ہاں" یا "نہیں" میں جواب امر تنقیح طلب کے متعلق قطعی اثر رکھتا ہے یا نہیں لیکن گو ایسے تمام سوال اس اصول کے تحت آجاتے ہیں لیکن یہ اصول ان سوالات ہی تک محدود نہیں۔ اگر "ہاں" یا "نہیں" امر تنقیح طلب کے کسی جزو کے متعلق بھی تاہم ہوں۔ تو بھی سوال قابل اعتراض ہوگا۔ مثلاً جب کسی ... کے نہ سکار رہنے کی اطلاع کی تردید کے متعلق گواہ سے اطلاع دینے کے واقعے یا وقت کے متعلق سوال ہدایتی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سوال ہدایتی اس وقت بھی نہیں کرنا چاہئے جب کہ اہم و قریبی حالات کو ثابت کرنا مطلوب ہو۔ مثلاً بھونک کر قتل کرنے کے استغاثے میں کسی گواہ سے پوچھنا کہ کیا اس نے ملزم کو خون میں نہایا ہوا۔ اور خنجر بدست نعش سے واپس ہوتے ہوئے نہیں دیکھا حد درجہ نامناسب ہوگا۔ گو اس سوال کے تمام واقعات ملزم کی معصومی کے مخالف نہیں ہیں۔ ملحوظ رکھئے کہ عملاً بہت سے سوالات ہدایتی سے بعض وقت صریحی اور بعض وقت معنوی رضامندی کی بنا پر اعتراض کر لیا جاتا ہے۔ آخر الذکر صورت اس وقت واقع ہوتی ہے۔ جب کہ سوالات ان امور سے متعلق ہوتے ہیں جو گو امر تنقیح طلب ہوتے ہیں۔ لیکن وکیل سوال کنندہ کو علم ہوتا ہے کہ فریق ثانی ان کے متعلق نزاع کرنا نہیں چاہتا ہے۔ یا جب وکیل مخالف ان سوالات پر اعتراض کرنا بے سود سمجھتا ہے۔ ص۶۲

اس کے برخلاف اس بنا پر اکثر بے بنیاد اعتراضات بھی کئے جاتے ہیں۔ کوئی سوال ہدایتی ہونے کی وجہ سے اس وقت قابل اعتراض ہوتا ہے۔ جب کہ اس سے جواب کی طرف اشارہ ہو۔ اگر سوال سے محض اس مضمون کی طرف اشارہ ہو۔ جس کے متعلق گواہ سے سوال کئے جارہے ہیں تو یہ قابل اعتراض سوال نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً اس امر کے متعلق کہ کیا الف و ب شرکا تھے قرار دیا گیا ہے کہ یہ پوچھنا کہ کیا الف نے ب کے کاروبار میں مداخلت کی تھی۔ سوال ہدایتی نہیں

ہوگا[1]۔ کیونکہ بالفرض اگر اس نے مداخلت کی بھی ہو تو مداخلت کرنے سے وہ شریک نہیں بن جاسکتا۔ ایک تاجر کے متعلق یہ کہنے کی بنا پر کہ ''وہ تقریباً دیوالیہ ہے۔ اُس کا نام عدالت دیوالیہ کی ایک فہرست میں دیکھا گیا ہے۔ اور اگلے گزٹ میں شایع ہوجائے گا'' توہین زبانی کی نالش[2] میں ایک گواہ سے جس نے مدعی علیہ سے ایک گفتگو ہونے اور اس میں پہلے دو جملوں کے کہے جانے کا حلف اٹھایا تھا۔ یہ سوال پوچھا گیا کہ ''کیا گزٹ کے متعلق بھی کچھ کہا گیا؟'' اُس پر ہدایتی سوال ہونے کا اعتراض کیا گیا۔ لیکن میر مجلس ٹنڈل (Tindal, C. J.) نے اس کی اجازت دے دی اسی طرح گو سوال ہدایتی سے باز رہنا کسی اور صورت میں اتنا ضروری نہیں ہے جتنا کہ اقبال جرم کے ثابت کرنے میں۔ تاہم اس میں بھی اس گواہ سے جو ملزم سے کسی گفتگو کے آنے کی شہادت دیتا ہو۔ پہلے اس کو اس سوال کے جواب میں حافظے پر زور دینے کا موقع دینے کے بعد کہ اس گفتگو میں کیا باتیں ہوئیں۔ یہ مزید سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیا فلاں مضمون پر کچھ کہا گیا یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ سوال ہدایتی ایک اضافی نہ کہ قطعی شئے ہے۔ نظری طور پر کوئی سوال ہدایتی نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک صورت یا بعض حالات میں جو سوال بدترین قسم کا سوال ہدایتی ہوسکتا ہے۔ دوسری صورت یا دوسرے حالات میں وہ نہ صرف قابل اعتراض ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ انسب طریقے کا سوال ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۴۲: ممانعت سوال ہدایتی کے بعض مستثنیات ہیں۔ (۱) اشخاص یا اشیا کی شناخت کے لیے گواہ کی توجہ صراحتاً ان کی طرف منعطف کرائی جاسکتی ہے۔ (۲) جب کوئی گواہ کسی دوسرے گواہ کے ان جملوں کی تردید کرنے

---

[1] نکولس بنام ڈوڈنگ۔ اسٹارکی جلد ۱ صفحہ ۸۱۔ رسل و ریان ۷۴۶ ۔

[2] ریورس بنام ہیگ۔ میقات ہیلری ۱۸۳۷ء کے بعد کا اجلاس کامن بنچ۔ (مخطوطہ)۔

طلب کیا جائے جن کو اس نے کہا ہو۔ لیکن جن سے وہ منکر ہو تو اس گواہ سے
صاف پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا اس گواہ نے یہ جملے کہے تھے[۱]۔ اس استثنیٰ کے
وجوہات کے متعلق اساتذہ متفق نہیں ہیں[۲]۔ اور بعض نے قوی حجت پیش
کی ہے کہ پہلے دوسرے گواہ کو یہ سوال کرکے کہ اس موقع پر کیا کہا گیا۔ حافظے پر
۵۶۳ زور دینے کا موقع دینا چاہئیے[۳]۔ (۳) ممانعت سوالات ہدایتی کرنے والا اصول
چونکہ زیادہ تر اس مفروضے پر مبنی ہے کہ گواہ اس فریق کا طرفدار ہوتا ہے جس کی
جانب سے وہ طلب کیا جاتا ہے۔ جب کبھی حالات سے ظاہر ہو کہ یہ صورت
نہیں ہے اور یہ کہ وہ یا تو اس فریق کا مخالف ہے یا شہادت دینے پر راضی
نہیں نظر آتا ہے تو جج اپنی صوابدید سے اس اصول کو نظر انداز کر سکتا ہے[۴]۔
اور اسی وجہ سے ہونا تو یہ چاہئیے کہ اگر گواہ جرح کرنے والے فریق سے علانیہ
طرفداری ظاہر کرے تو اس پر سوالات ہدایتی کرنے کے حق کو محدود کر دیا جائے۔
لیکن اس کے متعلق اساتذہ کی کوئی واضح قرارداد نہیں ہے[۵]۔ (۴) اس ممانعت
میں تخفیف کر دی جائے گی اگر گواہ صحیح طریقے پر کئے ہوئے سوالات کا جواب
قصور حافظہ یا اس وجہ سے نہیں دے سکتا ہو کہ جس موضوع پر اس سے
سوالات کئے جا رہے ہیں وہ بہت پیچیدہ ہے۔

دفعہ ۶۴۳: جب اپنے گواہ پر سوالات ہدایتی کرنے کی اجازت ہو تو
سوالات ہدایتی نہ کرنا گو اتنا برا ہے نہیں جتنا کہ غلط طور پر سوالات ہدایتی

---

۱ ایڈمنڈس بنام والٹر۔ ۳ اسٹارکی ۷۔
۲ کورٹین بنام ٹوس۔ ۱ کیمبل ۴۳۔ ہالٹ بنام کوزنس۔ ۲۔ موڈی وریان ۲۳۸۔
۳ شہادت از فلپس: ایاس ۸۹۰۔ شہادت از فلپس جلد ۱ صفحہ ۲۶۴۔ طبع دہم۔
۴ شہادت از فلپس و ایاس ۸۸۰۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۴۶۱۔ طبع دہم۔
۵ شہادت فوجداری از راسکو طبع سیزدہم ۱۱۷۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۴۷۲۔ ۴۷۳ طبع دہم۔ شہادت
از ٹیلر طبع یازدہم دفعہ ۱۴۳۱۔ شہادت از فیپسن طبع ششم ۴۷۶۔

کرنا۔ تاہم وہ ایک نقص ہے ضرور۔ کیونکہ اس سے عدالت کی تضیع اوقات ہوتی ہے۔ گواہ پریشان بھی ہو جاسکتا ہے۔ اور اڈوکیٹ کی عدم مہارت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں سوالات ہدایتی کی اجازت کے باوجود ان کا نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مثلاً کسی فوجداری سماعت میں جب سوال شناخت ملزم کا ہو تو گو ملزم کو بتا کر گواہ سے پوچھنا کہ کیا یہ وہی شخص ہے جس سے شہادت متعلق ہے بالکل صحیح و درست ہوگا۔ تاہم اگر گواہ اپنے سے ملزم کی شناخت کر دے تو اس کی گواہی زیادہ وقعت رکھے گی۔

دفعہ ۶۴: جیسا کہ ثابت کیا جاچکا ہے شہادت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ کسی ایسی شہادت کو قابل ادخال نہیں ٹھیرانا چاہئے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طریقے پر امور تنقیحی سے متعلق نہ ہو[1]۔ اسی کی ایک فرع یہ ہے کہ تمام سوالات کو جن سے ضمنی تنقیحات قایم ہوتے ہوں اور ان کی تائید میں تمام شہادت کو مسترد کر دینا چاہئے۔ لیکن اس امر کے تعین میں کہ گواہوں کے اعتبار کے متعلق کونسی تنقیحات ضمنی قرار دیے جائیں عملدرآمد میں بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ گواہ فریق مخالف کی گواہی کو ناقابل اعتبار ٹھیرانے کے لیے علاوہ تردیدی شہادت پیش کرنے اور جرح کرنے کے تین طریقے ہوتے ہیں[2]:-

(۱) صداقت کے متعلق اس کے عام برے چال چلن کی شہادت پیش کرنے سے۔
یعنی ان لوگوں کی شہادت پیش کرنے سے جو حلفیہ بیان کریں کہ وہ ان کی دانست میں حلف اٹھانے ۵۱۴
کے باوجود قابل اعتبار نہیں ہے۔ اور یہاں صرف گواہ کے عام چال چلن کی شہادت قلم بند کی جاسکتی ہے۔ فیصلے کو اسی پر مبنی کرنا چاہئے۔ ۔۔۔

[1] اوپر دفعات ۲۵۱-۲۵۲۔

[2] نیز دیکھیے اوپر دفعات ۱۳۰۔ و ۲۶۲۔

برے افعال کی شہادت قلم بند نہیں کی جا سکتی[1]۔ پارک بنچ (Park, B) نے اٹارنی جنرل بنام ہچکاک[2] (Att. General v. Hitch-cock) میں کہا کہ "وہ وجوہات ہیں جن کی بنا پر ضمنی سوالات مثلاً آیا گواہ نے فلاں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ کی تنقیح قایم نہیں کی جا سکتی۔ ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے پیچیدہ تنقیحات قایم ہو جائیں گی۔ اور اطلاع کے بغیر طول طویل دریافتیں کرنی ہوں گی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی شخص سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اپنی زندگی کے تمام افعال کی جواب دہی کر سکے" اور اسی مقدمے میں آلڈرسن بنچ (Alderson, B) نے اپنے فیصلے[3] میں کہا کہ "کسی گواہ سے خاص معاملات کے متعلق سوال کرنا جن کی وہ ممکن ہے کہ توضیح کر سکتا تھا اگر اس کو اطلاع ہوتی کہ ان کی توضیح اس سے طلب کی جائے گی سخت باعث تکلیف امر ہے۔ انسان گواہ کے کٹہرے میں اس پر تیار ہو کر نہیں آتا ہے کہ اپنی زندگی کے ہر فعل کو کامل طور پر پاک ثابت کر سکے گا۔ اور اسی لیے آپ فریق ثانی کو اس پر مجبور کرتے ہیں کہ الزام کے متعلق اس کے جواب کو تسلیم کر لے کیونکہ ورنہ آپ ایک ضمنی تنقیح کی سماعت کرنے لگیں گے۔ اور اگر آپ کو کسی گواہ کے کسی جرم کے ارتکاب کی ضمنی تنقیح کی اجازت سماعت دی جائے۔ تو آپ اس کے ثبوت کے لیے گواہ طلب کریں گے۔ اور ان گواہوں پر بھی اسی طرح ان کے چال چلن کے متعلق جرح ہو گی۔ اور اس طرح پر آپ اصل امر تنقیح طلب کا تصفیہ کرنے سے پہلے بے انتہا ذیلی تنقیحات کا فیصلہ کرتے جائیں گے۔ اصول شہادت ایسی عدل گستری کے مدنظر جس میں سہولت عامہ بھی ہو۔ اس کی ممانعت کر دیتے ہیں۔ اور اسی لیے آپ کو گواہ کے

[1] اوپر دفعہ ۲۶۳۔

[2] اٹارنی جنرل بنام ہچکاک۔ ۱۱ جورسٹ ۴۷۸-۶۷۹-۷، رسل دریان ۵۶۲۔

[3] پر دبیث ۱۴۸۰۔

جواب پر قانع رہنا اور اگر وہ جواب جھوٹا ہو تو اس کو دروغ حلفی کے لیے چالان کرنا پڑتا ہے۔"

(۲) یہ ثابت کرنے سے کہ اس نے سابقہ مواقع پر جو بیانات دیئے ہیں وہ اس کی موجودہ شہادت کے مغائر ہیں لیکن یہ حق ایسی شہادت تک محدود ہے جو مقدمے سے متعلق ہو ضمنی امور پر گواہ کی تردید نہیں کی جاسکتی[1] قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ جس نے اب منسوخ شدہ قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۵۴ء دفعہ ۲۴ کے اطلاق کو وسیع۔ اور دیوانی و فوجداری تمام عدالتوں سے متعلق کر دیا دفعہ (۴) کی رو سے حکم دیا ہے کہ:۔

"اگر کوئی گواہ موضوع چالان یا کارروائی سے متعلق اس کے کسی سابقہ بیان پر جو اس کی موجودہ گواہی کے مغایر ہو جرح کے جواب میں صراحتاً اقرار نہ کرے کہ اس نے ایسا بیان دیا ہے تو اس امر کی شہادت دی جا سکے گی کہ اس نے فی الواقع ایسا بیان دیا ہے۔ لیکن ایسی شہادت پیش کرنے سے پہلے اس مبینہ بیان کے اتنے حالات کو جن سے وہ موقع ظاہر ہو جائے جس میں کہ وہ بیان دیا گیا تھا گواہ سے بیان کر دینا چاہئے۔ اور اس سے پوچھنا چاہئے کہ کیا اس نے ایسا بیان دیا ہے یا نہیں۔"

(۳) مقدمے سے متعلق کوئی بدچلنی یا دوسرے ایسے حالات ثابت کرنے سے جن سے ظاہر ہو کہ وہ غیر جانبدار نہیں ہے[2]۔ مثلاً یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ گواہ کو شہادت دینے رشوت دی گئی ہے[3]۔ یا یہ کہ اس نے ۱۵۶

[1] شہادت از اسٹارکی جلد ا صفحہ ۱۸۹ طبع سوم۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۱۷ و مابعد طبع دہم۔
[2] بعض نظایر اس کے خلاف ہیں۔ لیکن اٹارنی جنرل بنام ہچکاک ۱۸۴۷ء ۱۔ اکسچیکر ۹۱۔ ۱۱ جورسٹ ۴۷-۴۸۷۔ رسل دریان ۵۹۲۔ اور ان مقدمات کے ذریعے سے جن کا وہاں حوالہ دیا گیا ہے برقرار نہیں رکھے گئے ہیں۔ اور اصولاً ان مقدمات کی تائید بھی نہیں کی جاسکتی۔
[3] مقدمۂ لانگ ہارن، ہوول اسٹیٹ ٹرائلیس ۲۶ ۴۴۔ جس کو اٹارنی جنرل بنام ہچکاک میں تسلیم کیا گیا ہے۔

دوسروں کو اس فریق کے لیے شہادت دینے جس کا وہ طرفدار ہے۔ رشوت دینے کا اقدام کیا ہے[1] یا یہ کہ اس نے اس فریق کے متعلق جس کے خلاف وہ گواہی دے رہا ہے دشمنی و انتقام کے جملے کہے ہیں[2]۔ وغیرہ ہم کو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک کے مقدمے میں پارک بنچ کے حسب ذیل مقولے کی طرف بھی توجہ دلانی ضروری ہے[3]۔ قدیم قانون کے تحت جب گواہ کی قابلیت پر کوئی اعتراض کیا جاتا تھا تو اس کے متعلق "ابتدائی اظہار متعلق قابلیت گواہ" میں اس سے پوچھا جا سکتا تھا۔ اور اس طرح پر جو تنقیح قائم ہو جاتی تھی اس کا تصفیہ جج کیا کرتا تھا۔۔۔۔ اس زمانے میں یہ اعتراض گواہ کی قابلیت کے متعلق ہوتے تھے۔ لیکن اب یہ ایک اہم سوال ہو جاتا ہے کہ کیا یہی طریقہ اب بھی اختیار کیا جائے گا۔ کیونکہ قانون شہادت ۱۸۴۳ء ۶ و ۷ وکٹوریا باب ۸۵ نے قرار دے دیا ہے کہ کسی شخص کو ناقابلیت جرم یا غرض کی بنا پر گواہی دینے سے باز نہیں رکھا جائے گا ــــــ کیا اس کو مقدمے میں غرض ہونے کی تمام شہادت کو جوری کے سامنے پیش ہونے نہیں دیا جائے گا؟ مگر عملدرآمد میں اس مشورے پر عمل نہیں ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۴۴: **الف**۔ بہت سی صورتوں میں شہادت کو بجائے مسلسل سوال و جواب کی صورت میں حاصل کرنے کے ضروری ہوتا ہے کہ گواہ سے صرف یہ سوال کیا جائے کہ "وہ جو کچھ واقع ہوا ہو بیان کر دے"۔ ایسے بیانات کے متعلق مسٹر جسٹس ولس (Mr, Justice wills) کا حسب ذیل

---

[1] مقدمہ لارڈ اسٹافرڈ۔ ۷۔ ہوول اسٹیٹ ٹرائلس ۱۴۰۰۔ جس کو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک میں تسلیم کیا گیا ہے۔ گواہوں کو جھوٹے بیانات دینے کی ترغیب کے اثر کے لیے دیکھو موریارٹی بنام یل بی اینڈ ڈی ریلوے کمپنی لا رپورٹ ۵ کوئنس بنچ ۳۱۴۔

[2] ایونس کیس ۲ کیمپبل ۶۳۰۔ اس کے متعلق نیز دیکھو اٹرنی جنرل بنام ہچکاک۔

[3] ۱۱ جورسٹ ۴۷۸ و ۴۸۰۔

قول جو "قرائنی شہادت" پران کے والد کی قابل قدر تصنیف کی چھپی طباعت میں پایا جاتا ہے۔ نہایت قابل لحاظ ہے:-

"عدالتی تحقیقات میں دشواری ہمیشہ اس ایک امر کی وجہ سے پیش آتی ہے۔ اور یہ فطرت انسان کا ایک ایسا رجحان ہے جس کو دبایا نہیں جاسکتا یعنی گواہ کا یہ جذبہ کہ کسی واقعے کے متعلق وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے حالانکہ وہ صرف اس کے ایک حصے ہی سے واقف ہوتا ہے مجھے اس حقیقت سے اکثر سابقہ دو گاڑیوں کی ٹکر کے واقعے میں ہوا ہے۔ ٹکر چاہے کتنی ہی آناً فاناً ہوئی ہو۔ گواہ سوائے اس کے کہ بیہوش سے ہوگئے ہوں ہمیشہ ہر تفصیل کے متعلق واقفیت کا اظہار کرتے ہیں "میں نہیں جانتا" کہنے کے لیے غالباً اخلاقی جرأت درکار ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ گواہ فریب دینا چاہتے ہیں لیکن جن امور کو انھوں نے دیکھا نہ ہو سمجھ جاتے ہیں۔ اور اس کو ان امور سے جن کو انھوں نے فی الواقع دیکھا ہے۔ مخلوط کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ خود مجھے گاڑی کی ایک بری ٹکر کا حادثہ پیش آیا۔ اتفاق سے مجھے دیکھنے کا بہت اچھا موقع تھا۔ اور میں چند ثانیوں سے زیادہ کے لیے حیران نہیں ہوگیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ میں جانتا ہوں کہ ٹکر کس طرح ہوئی لیکن میں اس سے بھی واقف ہوں کہ میرا یہ علم تھوڑا بہت جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسی پر قیاس کرنے اور نتائج نکالنے سے حاصل ہوا ہے اگر مجھے اپنے پیشے کے تجربے کی تنبیہ نہ ہوتی تو مجھے کوئی شبہ نہیں کہ میں سمجھ لیتا کہ میں نے پورا واقعہ دیکھا ہے۔"

دفعہ ۶۴۵: فریق کے خود اپنے گواہ کے اعتبار کو ساقط کرانے کے متعلق

ہم پہلے قانون عمومی کا ذکر کریں گے۔ اور بعد میں قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا باب ۱۲۵۔ اور قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸ کی رو سے جو کچھ تبدیلی ہوئی ہے اس کو بیان کریں گے۔ سو پہلے قانون عمومی کو لیجئے۔ مسلمہ اصول یہ تھا کہ کسی فریق کو

اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ اپنے گواہ کے اعتبار کو ساقط کرنے عام شہادت پیش کر سکے۔ یعنی یہ شہادت کہ حلف اٹھانے کے باوجود وہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ کسی گواہ کو طلب کرنے سے فریق عدالت کو باور کراتا ہے کہ وہ قابل اعتبار ہے۔ یا کم از کم اتنا بدنام نہیں ہے کہ کلیۃً ناقابل اعتبار ہو۔ اور اسی لیے اگر وہ بعد میں صداقت سے متعلق اس کے چال چلن پر حملہ کرے تو یہ نہ صرف عدالت سے بددیانتی ہوگی بلکہ کتابوں کے الفاظ میں "وہ اس کی وجہ سے فریق اس قابل ہو جائے گا کہ اگر گواہ اس کے خلاف گواہی دے تو اس کو تباہ کر دے۔ اور اگر وہ اس کے موافق گواہی دے تو اس کو اچھا گواہ ثابت کرے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں گواہ کے اعتبار کو ساقط کرنے کا یہ ہتھیار رہوتا ہے[1]" فریق ضمنی طور پر اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کر سکتا تھا۔ یعنی یہ شہادت پیش کرنے سے کہ جو گواہی اس نے دی ہے وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے[2]۔ اس سے بددیانتی کا خفیف سا قیاس بھی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ امر حد درجہ غیر منصفانہ و لغو ہوگا کہ فریقین کو ان کے گواہوں کے بیانات کا پابند کر دیا جائے حالانکہ ان کے اور ان گواہوں کے درمیان کوئی اشتراک حقیقت نہیں ہوتی ہے۔ اور گواہ محض ضرورۃً طلب کیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ امر کہ کیا کوئی فریق یہ ثابت کر سکتا ہے کہ خود اس کے گواہ نے عدالت سے باہر ایسے بیانات دیئے ہیں جو اس کی گواہی کے مغایر ہیں ایک ایسا امر تھا جس کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ گو اکثر نظایر سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ ایک طرف سے حجت کی جاتی تھی کہ یہ امر اس عام اصول کے تحت

---

[1] دیوانی مقدمات جوری از بگر ۷۹۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۵۔ طبع دہم۔

[2] شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۶۔ طبع دہم۔

[3] مقدمات کے لیے دیکھیئے شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۹۔ طبع اول۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۵۲۸ وبعد طبع دہم۔ ملہوئیش بنام کولیر۔ ۱۵۔ کوئینس بینچ ۸۷۸۔

آجاتا ہے[1] کہ کسی فریق کو خود اس کے گواہوں کا راست طور پر اعتبار ساقط کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ متضاد بیانات کی شہادت سماعت کرنے سے تنقیحات بڑھ جاتی ہیں۔ فریق اس قابل ہو جاتا ہے کہ گواہ کے مجرد بیان کو جوری کے سامنے پیش کرے جس کا اثر عملاً اصل شہادت کا ہو جاتا ہے[2] ص ۵۶۷
سازش و اختراع کا بھی کچھ خطرہ ضرور رہیگا۔ کیونکہ گواہ سے کہا جا سکتا ہے کہ عدالت سے باہر کوئی بیان محض اس غرض سے دے کہ اُس کو محفوظ کر لیا اور بعد میں اس کی تردید کرنے کے لیے پیش کر دیا جائے۔ اور ممکن ہے کہ جوری ایسے بیان کو مقدمے کی اصل شہادت تصور کرنے۔ نیز حلف اور صداقت کی دوسری تہدیدات کا فائدہ یہ ہے کہ ان واقعات کو ظاہر کرائے جن کو فریقین پوشیدہ رکھنا چاہتے ہوں۔ اور کسی گواہ کی اس طرح پر تردید کیئے جانے کی اجازت دینے سے اس کو ترغیب ہوتی ہے کہ وہ عدالت میں دروغ حلفی کے ذریعے سے اپنے ایسے غلط یا بے سوچے سمجھے بیانات پر اصرار کرے جن کو اس نے عدالت سے باہر دیا ہو۔ دوسری طرف کی حسب ذیل حجت ایک مستند کتاب سے لی گئی ہے[3]۔ "کہا جا سکتا ہے کہ ایسی شہادت پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تو عام شہادت کے ذریعے سے خود اپنے گواہ کا اعتبار ساقط کرنا ہے۔ کیونکہ گو کسی فریق کو جو جان بوجھ کر کسی بُرے چال چلن کے شخص کو بطور گواہ طلب کرے۔ اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ اگر اس کی گواہی اس کے موافق نہ نکلے تو گواہ کے عام بُرے چال چلن کی راست طور پر شہادت پیش کر کے اس کی گواہی کو بے اثر کر دے۔ تاہم یہ محض انصاف ہوگا کہ اس کو اجازت دی جائے کہ اگر وہ ثابت کر سکے تو ثابت کرے کہ گواہ کی شہادت بالکل خلاف توقع ہے۔

[1] شہادت از فلپس دا ایامس ۹۰۴۔

[2] شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۸۔ طبع اول۔

[3] شہادت از فلپس دا ایامس ۹۰۵۔

اور گواہ کے ان بیانات کے بھی خلاف ہے جو سماعت مقدمہ کے مدنظر دریافت کرنے پر اس نے دئے تھے۔ نیز یہ کہ یہ طریقہ کسی مکار گواہ کے فریب سے بچنے ضروری ہے۔ کیونکہ وگرنہ وہ کسی فریق سے اس کے موافق گواہی دینے کا وعدہ کرکے (اور دراصل فریق مخالف کا طرفدار رہ کر) بعد میں مخالفانہ گواہی سے اس کے مقدمے کو تباہ کر دے سکتا ہے۔ اور یہ کہ زیر غور اصول مع اس کے تردیدی شہادت پیش کرنے کے مذکورۂ بالا استثنیٰ کے ایک ہی ہونا چاہئے۔ چاہے گواہ ایک فریق کی جانب سے پیش ہو یا دوسرے فریق کی جانب سے۔ اور یہ کہ جوری کا تردیدی امور کو اصل شہادت سمجھنے کا خطرہ دونوں صورتوں میں اتنا ہی ہوتا ہے۔ رہا سازش کا بینہ خطرہ۔ سو یہ عددرجہ غیر اغلب ہے۔ اور اس کو آسانی سے معلوم کرلیا جاسکتا ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اس میں نہ صرف فریقین مقدمہ کے مفاد مضمر ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے زیادہ اہم مفاد۔ یعنی فوجداری و نیز دیوانی کارروائیوں میں دریافت صداقت کا مفاد بھی۔ ہمیں ملحوظ رکھنا چاہئے کہ شہادت کو جانچنے اور اس کی وقعت کا اندازہ لگانے آزادی دینے ہی سے اغراض انصاف بہترین طریقے پر حاصل ہوتے ہیں۔ اور خصوصاً فوجداری معدلت گستری میں شہادت سابقہ مخالف بیانات کی نامنظوری سے نہایت بڑے نتائج وقوع پذیر ہوسکتے ہیں" علاوہ ازیں یہ لازمی نہیں ہے کہ اپنے گواہ کی تردید کرنے سے فریق کا مقصد اس کی صداقت پر اعتراض کرنا ہو۔ ممکن ہے کہ وہ صرف اس کے قصور حافظہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہو[۵۱]

۵۶۸ قانون کی یہ حالت تھی جب کہ قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۴ء ۱۷ و ۱۸ وکٹوریا دفعہ ۲۲ نافذ کیا گیا۔ ابتداءً یہ قانون صرف دیوانی عدالتوں پر قابل پابندی تھا[۵۲]۔ لیکن بعد میں قانون ضابطۂ فوجداری

[۵۱] شہادت از ٹیلر دفعہ ۱۰۴۔ طبع اول۔
[۵۲] دیکھیے دفعہ ۱۰۳۔

سنہ ۱۸۶۵ء کی رو سے[1] اس کو تمام عدالت ہائے انصاف یعنی دیوانی و فوجداری عدالتوں پر واجب التعمیل کر دیا گیا۔ نیز ان تمام اشخاص پر بھی جو قانوناً یا بہ رضامندی فریقین شہادت سننے۔ منظور کرنے اور جانچنے کے مجاز ہوں۔ موخر الذکر کے قانون کے دفعہ (۳) نے اول الذکر قانون کے دفعہ ۲۲ کو منسوخ کیا۔ لیکن بعینہ انھیں الفاظ میں اس کو دوبارہ وضع بھی کر دیا کہ "اس فریق کو جس نے گواہ پیش کیا ہو اجازت نہیں ہوگی کہ اس کے اعتبار کو اس کے برے چال چلن کی عام شہادت پیش کر کے ساقط کرے۔ لیکن اگر جج کی رائے میں گواہ مخالف ہو گیا ہو تو فریق دوسری شہادت سے اس کی تردید کر سکیگا یا وہ عدالت کی اجازت سے یہ بھی ثابت کر سکے گا کہ گواہ نے دوسرے مواقع پر اس کی موجودہ شہادت کے مغایر بیان دیا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ موخر الذکر شہادت پیش ہو سکے۔ اس مبینہ بیان کے ان حالات کو جن سے وہ موقع جس پر یہ بیان دیا گیا تھا ظاہر ہو جائے گواہ سے بیان کر دینا چاہیئے۔ اور اس سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا اس نے ایسا بیان دیا ہے یا نہیں"۔ اس دفعہ کے لفظ "مخالف" کو اس معنی میں سمجھنا چاہیئے کہ گواہ کی ذہنیت ہی اس فریق کے متعلق جس نے اس کو طلب کیا ہو معاندانہ ہے۔ اس لفظ کے صرف یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اس کی گواہی اس فریق کے ناموافق ہو گئی ہے[2]۔ اور کسی گواہ کی گواہی کی تردید کرنے والا بیان ممکن ہے کہ متعدد دستاویزات میں ہو۔ جن میں کوئی ایک بنفسہ اس کی تردید کے لیے کافی نہ ہو[3]۔ اس دفعہ کے تحت جج کی صوابدید قطعی ہوتی ہے اور عدالت اس کی نظر ثانی نہیں کر سکتی[4]۔

---

[1] ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۸۔ قانون سنہ ۱۸۵۴ء کے دفعات ۱ ، ۲ و ۷ ، ۲ کو قانون نظر ثانی قانون موضوعہ کی رو سے منسوخ کیا گیا۔

[2] گرنیف بنام اکلس۔ ۵ کامن بنچ (سلسلۂ نو)۔

[3] جیکس بنام تھوماسن۔ ۱ ایسٹ و اسمتھ ۷۴۵۔

[4] ایس بنام ہوورڈ۔ ۱۶۔ کوئینس بنچ ڈیویژن ۶۸۱۔

دفعہ ۶۴۶: کہا جاتا ہے کہ فوجداری مقدمے کی سماعت میں یہ امر مضمر ہے کہ عدالت کافی وجہ کی بنا پر اس کو ملتوی کر سکتی ہے[1] لیکن ۱۸۵۱ء تک اس اصول کو دیوانی مقدمات میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اس سال قانون ضابطۂ قانون عمومی ۱۸۵۱ء و ۱۸۵۲ء وکٹوریا باب ۱۲۵ دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت کو اختیار التوا دیا گیا۔ اب اس دفعہ کو "قواعد عالیہ عدالت" میں فی الجملہ دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔ اور اس کی رو سے جج اگر اغراض انصاف کے مد نظر مناسب سمجھے تو کسی مقدمے کی سماعت کو ایسے وقت و مقام و شرائط پر جو اس کی دانست میں مناسب ہوں ملتوی کر سکتا ہے[2]۔

دفعہ ۶۴۷: دیوانی مقدمات میں شہادت کی بیجا منظوری یا نامنظوری کی بنا پر مقدمے کی از سر نو سماعت ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس عدالت کی رائے میں جس کو درخواست دی گئی ہو ایسا کرنے کی وجہ سے فی الجملہ ناانصافی ہوئی ہو۔ وگرنہ نہیں۔ اور اگر عدالت کی رائے میں یہ ناانصافی امور نزاعی کے ایک حصے یا بعض یا صرف ایک فریق کے خلاف ہی ہوئی ہے تو عدالت ایک حصے کے متعلق آخری فیصلہ سنا سکتی۔ اور دوسرے حصے یا دوسرے فریق یا فریقوں کے متعلق از سر نو سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔ ۵۶۹

قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۳ء دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت عالیہ کے کسی فیصلے سے عدالت مرافعہ میں مرافعے کا عام حق ہے۔ اور قانون عدالتہائے ضلع ۱۸۸۸ء کے دفعہ (۱۲۰) کی رو سے عدالت ضلع کے فیصلے سے

---

[1] از بلاکبرن جسٹس بمقدمۂ ملک بنام کیاسٹرو۔ لا رپورٹ و کوئنس بنچ۔ ۳۵۰-۳۵۶۔

[2] حکم سی و ششم قاعدہ ۳۴۔

عدالت عالیہ میں۔

دفعہ ۴۲۶: فوجداری مقدمات: پہلے کہا جاتا تھا کہ ان مقدمات کے فیصلہ جات کے متعلق درخواست ہائے اعتراض نہیں کی جا سکتیں[1]۔ اور یقیناً عملدرآمد یہی تھا۔ گو جرم خفیف[2] کی بعض صورتوں میں عدالت عالیہ از سر نو سماعت کا حکم دیتی تھی لیکن جرم سنگین کی صورتوں میں نہیں دیتی تھی[3]۔ نیز سابق میں جب کبھی صدر عدالت فوجداری یا عدالت دورہ کنندہ کے اس جج کو جس نے کسی فوجداری مقدمے کی سماعت کی ہو قانون یا شہادت کے کسی امر کے متعلق شبہ ہو تو وہ اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کے غور کرنے کے لیے اس امر کو محفوظ کر دیتا۔ ان کے سامنے اس امر پر بحث کی جاتی۔ اور اگر ان کی دانست میں ملزم کو بیجا طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے تو وہ معافی کی سفارش کرتے۔ لیکن ان ججوں کی جو اس طرح پر سماعت کرتے تھے حیثیت عدالت کی نہیں ہوتی تھی بلکہ مشورہ دینے کے لیے اس جج کے اسیسرس (assessors) کی جس نے کہ مقدمے کی سماعت کی۔ اور اس امر کو ان کے غور کرنے کے لیے پیش کیا تھا۔ قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸ کی رو سے یہ حالت بدل دی گئی۔ اور تمام ان امور کے فیصلے کے لیے جن کو ہر قسم کی عدالت ہائے دورہ کنندہ محفوظ کر دیں ایک مستقل عدالت جس میں کم سے کم پانچ جج ہوں مقرر کی گئی[4]۔ لیکن نہ تو قدیم عملدرآمد اور نہ اس قانون موضوعہ

---

[1] شہادت از فلپس و ایاس ۷۴۹۔ شہادت از فلپس جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ ۔ ۲۰۵ ۴۲۵۔ طبع دہم۔

[2] عملدرآمد جرایم فوجداری از آرچی بولڈ ۹۶ ۔ ۹۷۔ ملک بنام وائیٹ ہاوس ا ۔ ڈرسلی کرمنل کیس ، ملک بنام رسل ۳۔ ایلس و بلاکبرن ۹۴۲۔

[3] ملک بنام بٹہ ۔ لا رپورٹ ا ۔ پریوی کونسل ۔ ۵۲۔ ملک بنام ہکینہ ۱۸۵۱ء ۲ ڈینی سن مقدمات فوجداری ۱۸۱۔ اس مقدمے میں از سر نو سماعت کا حکم دیا گیا تھا۔ سوال اختیار سماعت اٹھایا نہیں گیا تھا۔ یہ مقدمہ اب قانون نہیں ہے۔ اس مقدمے پر اڈیٹر کا نوٹ دیکھیے رپورٹ صفحہ ۲۸۶۔

[4] مزید ملاحظہ ہوں دفعہ ۴۷ قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۳ء قوانین موضوعہ انجمنی عنوان (جوڈیکچر) اور

ہی کی تحت فوجداری کارروائی کے فریقین کو جج کے فیصلے کی نظرثانی کرانے کا کوئی لازمی و جبری حق حاصل تھا۔ اس خصوص میں خفیف سی تبدیلی کرنے کی ایک کوشش جو ۱۹۰۵ء میں کی گئی وہ ناکام رہی۔ (دیکھئے پیچھے صفحہ ۵۰۴-۱صل کتاب نوٹ ۱۴) لیکن مارچ ۱۹۰۶ء میں ایک نہایت ہی دور رس مسودہ لارڈ چانسلر لارڈ لوری برن (Lord Chancellor, Lord Larebarn) نے پیش کیا۔ اس کی رو سے ہر اس شخص کو جسے کسی جرم پر مجرم قرار دیا گیا ہو تمام امور تنقیحی پر چاہے یہ امور قانونی ہوں کہ واقعاتی یا دونوں قسم کے مرافعے کا غیر محدود حق تجویز کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی تجویز کیا گیا تھا کہ یہ مرافعہ ایک ایسی عدالت میں پیش کیا جائے گا جس میں عدالت عالیہ کے کم سے کم تین جج ہوں گے۔ آخرکار یہ نہایت ہی ضروری اصلاح قانون مرافعۂ فوجداری ۱۹۰۷ء (۷ ایڈورڈ ہفتم، باب ۲۳) کے وضع ہونے سے عمل میں آئی۔ اس قانون کے متن کو کلیۃً اس کتاب کے ضمیمہ ب میں درج کیا گیا ہے۔ ص۷۰۵



بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:- قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۳ء۔ ایضاً عنوان کریمنل لا۔

۵۷۱

حصۂ دوم

گواہوں پر سوالات ابتدائی و سوالات جرح کے ابتدائی قواعد

دفعہ ۶۴۹ :۔ حصہ ماسبق میں اس کتاب کا اصل موضوع ختم کر دیا گیا ہے حصہ دوم میں جواب زیر غور رہے ہم قانون یا عملدرآمد کا ذکر نہیں کریں گے۔ بلکہ ان ابتدائی اصولوں کو بیان کریں گے۔ جو اڈوکیٹ کے گواہوں کے ساتھ برتاؤ کے لیے مشعل ہدایت ہیں۔ ان امور کا تجربہ رکھنے والے قارئین کو یہ حصہ نہایت ہی پامال نظر آئے گا۔ لیکن یہ ان کے لیے نہیں لکھا گیا ہے[1]۔

[1] یہ حصہ چونکہ صرف ان لوگوں کے لیے لکھا گیا ہے جن کو ابھی عدالتوں کا تجربہ یا تو ہوا نہیں ہے یا بہت کم ہوا ہے اس لیے ہم کو شاید معاف کیا جائے گا اگر ہم بعض اساتذۂ ممالک غیر کے نوجوان اڈوکیٹ کے لیے حسب ذیل دانشمندانہ نصیحت کو یہاں نقل کر دیں "نوجوان شخص کے چہرے سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ وہ مشوش ہے اور اسے اپنی ذات پر بھروسا ہے۔ اس کو اپنا مقدمہ مضبوطی سے لیکن مودبانہ الفاظ و طرز سے بیان کرنا چاہیئے اس کو طول طویل طریقے سے اپنے مقصد کو بیان کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور اسے نفس مضمون سے کبھی نہیں ہٹنا چاہیئے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کے مقدمے کی توجہ سے سماعت کی جائے تو اسے متانت نہ کہ تکبر سے درخواست کرنی چاہیئے۔ اسے نہ اپنے کو بہت بڑھانا چاہیئے۔ اور نہ بہت گھٹانا۔ اور وہ جتنا اپنے متعلق کم بول سکے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ اگر اس کی بحث یا طرز بیان پر وجہ تنقید پائی جائے تو اس کو صبر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ بہترین تصانیف بھی اس سے بالا نہیں۔ اور خصوصاً اس نوجوان شخص کو اپنے متعلق یہ خوشخیالی نہیں رکھنی چاہیئے کہ وہ فوراً ہی اس تحریج کی ادائی سے بالا ہے۔ جس سے وہ اشخاص بھی جو وکالت کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے۔ مستثنیٰ نہیں ہیں" مختصر تاریخ جماعت وکلا از بوشے دارگس (Histoire Abrégée de l'ordre des Avocats, Par M Boucher d' Argis) باب ۱۔

قارئین کرام کو یہ نصیحت تصنیف موسیو ڈوپان "پیشہ وکلا۔ یعنی اس پیشے سے متعلق مجموعۂ نکات"

۵۷۷ **دفعہ ۶۵۰ ص**: یہ خیال بہت ہی عام ہے کہ اس موضوع پر تمام بحث و مباحثہ بے سود و لایعنی ہے۔ یہ خیال کچھ تو اس موضوع کو سطحی طور سے مطالعہ کرنے کی وجہ سے ہے اور کچھ کوانٹیلین (Quintilian) کے ایک فقرے کو غلط سمجھنے کی وجہ سے۔ اس فقرے کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی رائے میں گواہوں سے موثر طریقے پر سوالات کرنے کی قابلیت یا تو فطری ذہانت تیزی کا نتیجہ ہوتی ہے یا مشق کا۔ اگر اس رومن نقاد کا مطلب یہ تھا جو یقیناً اس کے الفاظ سے ظاہر نہیں ہے ـــــ اس کے الفاظ تو یہ ہیں کہ "یہ قابلیت تو فطری ذہانت یا مشق سے حاصل ہوتی ہے" ـــ کہ وکلا کی ہدایت کے لیے اس خصوص میں کوئی اصول نہیں قرار دیے جا سکتے۔ تو وہ بحد تضاد بیانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ اسی باب میں جس میں سے مذکورہ بالا فقرہ لیا گیا ہے[1]۔ وہ اس خصوص میں ایسے متعدد قواعد بیان کرتا ہے جن کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: (M. Dupin's Work Profession d'Avocat-Recucil de Pi eces contenant l'Excercise de cette Profession") میں ملے گی حسب ذیل تراشے ہیں بھی احتیاط کی اچھی نصیحت ہے۔ "بعض دوسرے وکلا سامعین کے حافظے پر بار نہ ڈالنے کے خیال سے صرف نتائج بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور ان نتائج کو بھی تو وہ بقول ان کے سلسلۂ نظائر کے تحت جمع کرتے ہیں اور کبھی سوالات کے تحت۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنا فرض نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے اگر وہ ان عنوانات کے تحت متعدد مقدمات خفیف سی توضیح کے ساتھ بیان کر دیں۔ وہ ہر چیز کو حافظے پر چھوڑتے ہیں۔ اور جو لوگ جدید نظائر بیان کرتے اور ہر سوال سے متعلق قوانین کے الفاظ تک دہرا دیتے ہیں۔ انھیں وہ عالم متبحر سمجھتے ہیں۔ جیسے بحد مقدمات اور متعدد فلسفیانہ اقوال یاد ہیں۔ اور جو ان آلات کے ذریعے سے اتنا شور مچاتا ہے کہ جج کانپ جائے" دیباچہ انسٹیٹیوٹ ارجینکس صفحہ ۹۔

[1] (Quintilian Inst orat) کتاب ۵ باب ۷ بر گواہ۔ کوانٹیلین سقراطی فلاسفہ کے مکالمات کو خصوصاً افلاطون کے مکالمات کو فن جرح کی اچھی مثالیں کہتے ہیں۔ "افلاطون کے" ان ہی مکالمات "

ہر زمانے میں پسند کیا گیا ہے۔ اور جن کو پڑھنے کی خود ہمارے قانون میں بھی اساتذہ نے سفارش کی ہے[1]۔ یہ باب در اصل زیادہ تر انھیں قواعد پر مبنی ہے۔ جیسا کہ ان کے مسلسل حوالوں سے ظاہر ہوگا۔ در اصل یہ عجیب بات ہوگی کہ دوسرے علوم وفنون میں تو کمال مطالعے و تجربے سے حاصل ہوسکتا ہو۔ لیکن گواہوں پر موثر طریقے سے سوال کرنے کی قابلیت ــــ جو بڑی حد تک فطرت انسان کے علم اور دروغ دفریب کے طریقوں سے واقفیت پر مبنی اور اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ ادارۂ عدالت ــــ کے حصول کے لیے کوئی مقررہ اصول ہی نہ ہوں۔

دفعہ ۶۵۱: "سوالات ابتدائی" و "جرح" کے الفاظ معمولاً گواہوں پر علی الترتیب اس فریق کے سوالات سے جو انھیں عدالت میں پیش کرتا اور اس کے مخالف کے سوالات سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ پچھلے حصے میں دکھایا گیا ہے[2]۔ ان دونوں سے متعلق عملدرآمد کے قانونی قواعد زیادہ تر اس اصول پر مبنی ہیں کہ ہر گواہ کے متعلق جو پیش ہو کم از کم ابتداءً یہ قیاس کر لیا جائے کہ وہ اس فریق کے موافق ہے جس کی جانب سے کہ وہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن بسا اوقات واقعہ بالکل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اس لیے ذیل میں لفظ جرح کو "سوالات برگواہ مخالف[3]" کے معنوں میں ۱۵۵ھ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ (ڈیوائن ڈیالاگس =Divine Dialogues) نیٹاغورث السیبیاڈس دوم ھیگس اور یوٹیفرن کے مکالمات (Protagoras, Second Alcibiades, Theages and Eulyphron) خصوصی طور پر دیکھیے۔

[1] شروحات بلاکسٹن جلد ۳ صفحہ ۳۷۴۔ شہادت از فلپس وآیاس ۹۰۸۔ شہادت از گرین لیف جلد ا دفعہ ۴۴۶۔ طبع شانزدہم۔ نوٹ ا

[2] اوپر دفعات ۶۴۱-۶۴۲۔

[3] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ا دفعات ۴۹۶ و ۵۰۰۔

بھی استعمال کیا جائے گا۔ یعنی وکیل کے ایسے گواہ پر سوالات کے لیے بھی جو اس کے مخالف ہو۔ اور بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ کس کی جانب سے عدالت میں پیش ہوا ہے۔

دفعہ ۶۵۲: پہلی صورت یعنی ان گواہوں پر سوالات کی صورت میں جو اس وکیل کے موافق ہوں جو اس سے سوالات کر رہا ہو۔ کوانٹیلین[1] کی حسب ذیل نصیحت اس کی تصنیف کے اس حصے سے لی گئی ہے جس کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔" اگر اس کا گواہ ایسا ہے جس کی بیحد طرفداری کی وجہ سے مقدمے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو وکیل کو احتیاط کرنی چاہئے کہ اس کی طرفداری ظاہر نہ ہو سکے۔ اس کو ایک دم امر تنقیحی کے متعلق سوال نہیں کر دینا چاہئے۔ بلکہ اس تک پیچ در پیچ طریقے سے پہنچنا چاہئے تا کہ وہ امر جس کو گواہ بے اختیار کہہ دینا چاہتا ہو ایسا معلوم ہو کہ پوچھ پوچھ کر کہلایا گیا ہے۔ ایسے گواہ پر بہت زیادہ دیر تک بھی سوالات نہیں کرنا چاہئے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے عام جوابات کی وجہ سے اپنی گواہی کو ناقابل اعتبار بنا دے۔ اس سے صرف اتنا پوچھنا چاہئے جتنا کہ ایک گواہ سے پوچھ کر حاصل کرنا کافی ہو[2]۔ اسی طرح جب اڈوکیٹ یا وکیل کو اپنے مقدمے کے متعلق گواہ کا رجحان معلوم نہ ہو۔" اگر چالان کنندہ کو گواہ کا رجحان معلوم نہ ہو تو آہستہ آہستہ یا جیسا کہ کہا گیا ہے قدم بقدم اس سے سوال کر کے اس کا رجحان معلوم کرنا۔ اور اس کی اس جواب کی طرف رہنمائی کرنی چاہئے جو مطلوب ہو۔ لیکن بعض وقت چونکہ گواہ چال چلتے ہیں۔ اور پہلے پہلے سوال کرنے والے کے موافق جواب دیتے ہیں۔ تا کہ بعد میں اطمینان سے اس کے خلاف میں گواہی دیں اسی لئے کونسل کا فرض ہے کہ مشتبہ گواہ کو نقصان پہنچنے سے پہلے خارج کر دے[3]۔" اسی باب کے ایک دوسرے حصے میں وہ کہتے ہیں کہ "یہ ۵۷۴

[1] کوانٹیلین۔ باب مذکورۂ بالا۔

[2] ایضاً۔

کمینہ چالیں ہیں کہ اپنے سے ملے ہوئے گواہ کو مخالف کی جانب بھیجے تاکہ وہ اس کی جانب سے طلب ہونے پر یا تو اس (ملزم) کے خلاف گواہی دے۔ یا بظاہر اس کے موافق شہادت دے کر لیکن عمداً حد اعتدال سے آگے بڑھ کر زیادہ نقصان پہنچائے۔ گواہ کے حد اعتدال سے بڑھ جانے سے نہ صرف اس کی گواہی پر اعتبار نہیں رہتا ہے بلکہ دوسروں کی مفید گواہی کا اثر بھی کم ہو جاتا ہے۔ ان امور کا میں اس لیے ذکر کر رہا ہوں کہ ان سے پرہیز کیا جائے گا۔ نہ یہ کہ ان پر عمل کیا جائے گا۔

دفعہ ۶۵۳: "جرح" یا "گواہ مخالف پر سوالات" کے موضوع سے متعلق اسی مصنف کا حسب ذیل مشہور عالم فقرہ توجہ سے پڑھنے کے قابل ہے۔ "ایسے گواہ کی صورت میں جو خوشی سے سچ نہیں کہے گا۔ سوال کنندہ کی پہلی خوش نصیبی یہ ہوگی کہ جو کچھ وہ نہیں کہنا چاہتا ہو اس کے منہ سے کہلوائے۔ اس کے کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انھیں سوالات کو دیر تک دہرایا جائے کیونکہ وہ ان کے ایسے جواب دے گا جن سے اس کی دانست میں کوئی نقصان نہیں۔ اسی طرح جب وہ بہت سی باتوں کا اقبال کر لے تو اب اس کو ایک ایسی جگہ پر پھنسا دیا جا سکتا ہے جہاں سے وہ اب اس امر کا انکار نہیں کر سکتا جن کو وہ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ جس طرح تقریر (بحث) میں منتشر دلایل کو جن سے بنفسہٖ جرم ثابت نہیں ہوتا۔ جمع کرتے ہیں۔ اور ان کے مجموعے سے جرم کا یقین پیدا کرتے اور اس کو ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح اس قسم کے گواہ سے جرم کے ماقبل و مابعد کے حالات۔ وقت، مقام و اشخاص وغیرہ کے متعلق بہت کچھ پوچھنا چاہئیے تاکہ وہ کوئی ایک ایسا جواب دے دے۔ جس کے بعد وہ مجبور ہو جائے کہ یا تو جو ہم چاہتے ہیں اس امر کا اقبال کرے یا جو کچھ وہ کہہ چکا ہے اس کی تردید کر دے۔ اگر نتیجہ یہ نہ ہو تو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ وہ بولنے سے انکار کر رہا ہے اور اس صورت میں اس پر مقدمے سے

ہٹ کر بھی ایسے سوالات کرنا چاہئیے کہ وہ ان کے متعلق کسی امر میں پکڑا جا سکے اور یہ سوالات اس پر اتنی دیر تک کرنا چاہئیے کہ ضرورت سے زیادہ ہر امر کو مان لینے سے وہ جج کی نظروں میں مشتبہ ہو جائے۔ اور اس طرح پر اپنے مقدمے کو اس سے کم نقصان نہ پہنچائے جو سچ بولنے کی صورت میں پہنچتا.......... سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم گواہ کو پہچانیں۔ کیونکہ اگر وہ بزدل ہو تو گھبرا دیا جا سکتا ہے۔ اگر بے وقوف ہو تو گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر جوشیلا ہو تو بھڑکا دیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ خود ستا ہے تو تعریف سے خوش کیا جا سکتا ہے۔ اگر اکتا دینے والا ہے تو اس سے کام کی بات کہلوائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ سمجھدار اور ایک ہی قول کا شخص یا مخالف و ضدی ہے تو اس کو فوراً ہی چلا دینا چاہئیے۔ یا اس کی تردید کرنی چاہئیے لیکن سوالات کے ذریعے سے نہیں بلکہ کونسل کے اس سے کم از کم سوالات کرنے۔ یا شاید ٹھنڈا کرنے والے کسی شایستہ جملے یا اگر اس کی زندگی کی کوئی غلطی معلوم ہو تو اس کو اس الزام کی برائی سے پریشان کر دینے سے ایک ایماندار و معزز گواہ پر سختی سے حملہ کرنا مفید نہیں ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اکثر وہ لوگ جو اپنے پر حملہ کرنے والوں سے جنگ پر آمادہ ہو جاتے ہیں ضبط سے کام لینے سے نرم پڑ جاتے ہیں۔ گواہوں پر تمام سوالات جو کئے جا سکتے ہیں وہ یا تو نفس مقدمہ کے متعلق ہوتے ہیں یا اس سے ہٹ کر نفس مقدمہ پر کونسل کے بار بار سوالات کرنے۔ زیادہ دور رس سوالات کرتے جانے ایسے نقطۂ نظر سے سوالات کرنے سے جس کے متعلق کوئی شبہہ نہ ہو اور گزشتہ واقعات کا بعد کے واقعات سے مقابلہ کرنے سے گواہوں کی اکثر ایسی حالت کر دی جا سکتی ہے کہ کونسل کو ان کی مرضی کے خلاف مفید معلومات حاصل ہو جاتے ہیں۔ بعض وقت حسن اتفاق سے گواہ مغائر بیانی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ بعض وقت (اور نسبتہً یہ زیادہ پیش آتا ہے) ایک گواہ دوسرے کی تائید کرتا ہے۔ نیز ذہانت و ہوشیاری سے سوالات کرنے سے یہی نتیجہ جو بالعموم حسن اتفاق سے وقوع پذیر ہوتا ہے استدلال کے ذریعے

سے بھی نکل سکتا ہے۔ نفس مقدمہ سے ہٹ کر جو سوالات کئے جاتے ہیں۔
ان میں بہت سے ایسے سوالات ہیں جن سے مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً
دوسرے گواہوں کی زندگی کے متعلق اور ہر گواہ سے خود اس کی زندگی کے
متعلق۔ آیا ان سے کمینہ پن۔ رزالت ظاہر ہوتی ہے یا ان کو مستغیث
۵۰۵ سے دوستی اور ملزم سے دشمنی ہے۔ ان سوالات کے جواب میں وہ یا تو
کچھ کام کی بات کہہ دیتے ہیں یا غلط بیانی کرتے ہوئے۔ یا ضرر رسانی کی
خواہش کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ گواہوں
پر سوالات نہایت احتیاط و ہوشیاری سے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ گواہ بعض وقت
اپنے دوستوں کے خلاف شایستہ الفاظ میں گواہی دیتے ہیں۔ ایسے گواہ پر
سوال کنندہ کی جانب سے خاص مہربانی کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن گواہ اچانک
اپنی گواہی کو بیچ میں روک دیتا ہے تاکہ وہ (جو عام طور پر غیر ماہر بھی ہوتا ہے)
سمجھ سکے۔ یا اس سے انکار نہ کر سکے کہ وہ اب سمجھتا ہے۔ اس واقعے سے سوال
کنندہ کو کچھ کم خفت اٹھانی نہیں پڑتی ہے[1]۔

دفعہ ۶۵۴: گواہ مخالف پر سوالات کی بحث میں ہم حسب ذیل
صورتوں پر علیحدہ علیحدہ غور کریں گے (۱) جب کہ گواہ کی شہادت کلیتہً
۵۰۶ غلط ہو۔ (۲) جب کہ اس کا صرف ایک جزو صحیح ہو لیکن گواہ نے کل معاملے
پر یا تو بعض واقعات کے ترک کر دینے یا بعض کے اضافے یا دونوں طریقے
سے ایک غلط رنگ چڑھا دیا ہو۔ اول الذکر کی سب سے ظاہر گو نہایت
ہی شاذ مثال یہ ہوگی کہ گواہ کے جواب سے جو واقعہ ثابت ہوتا ہے وہ
ناممکن واقعہ ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۵۵: لیکن مذکورۂ بالا صورتیں لازماً بہت ہی شاذ ہوتی ہیں۔

[1] گو انیٹلین باب مذکورۂ بالا

اکثر صورتوں میں اڈوکیسٹ کی کوشش اس امر پر صرف ہونی چاہیئے کہ وہ اس واقعے کو جس کو گواہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا ہے غیر اغلب یا اخلاقی طور پر ناممکن ثابت کرے۔ سوسانہ وشیوخ (Susannah and the Elders) کا قصہ جو انجیل کے ناقابل اعتبار حصے میں بیان کیا گیا ہے اس کی نہایت ہی قدیم اور نہایت ہی اچھی مثال ہے۔ اس میں دو جھوٹے گواہوں کا علٰحدہ علٰحدہ اظہار لیا گیا۔ اور ان سے پوچھنے پر کہ کس قسم کے درخت کے نیچے فعل مجرمانہ کا ارتکاب کیا گیا تو ایک نے کہا کہ ماسٹک (Mastick) درخت کے نیچے اور دوسرے نے کہا کہ "ہوم" (holm) درخت کے نیچے۔ مقدمۂ ایوانس بنام ایوانس[1] (Evans v. Evans) میں لارڈ اسٹوول (Lord Stowell) کے فیصلے سے بھی یہ امر ظاہر ہے کہ کس طرح ایک مبینہ معاملہ ماحول سے اس کی مغایرت کی وجہ سے غلط ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک جدید مقنن پوچھتے ہیں کہ "تم نے شام کے کھانے پر کیا کھایا"۔ نفس مقدمہ کے لیے شام کے کھانے کے اشیا کی فہرست قطعاً غیر متعلق و بیکار تھی۔ لیکن اگر کسی تازہ و اہم موقع کی دعوت کے کھانوں کی بابت چند اشخاص جو سب کے سب شریک سمجھے جاتے ہوں۔ الگ الگ فہرست بتائیں تو یہ مغایرت کم از کم ان میں سے بعض شریک نہیں ہونگے کافی قابل اطمینان کو قرائنی قسم کی شہادت ہوگی[2]"۔ اس کا اطلاق اکثر عذر عدم موجودگی کی تکذیب کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ عذر بہت ہی شاذونادر کامیاب ہوتے ہیں۔ اگر گواہوں پر ایک دوسرے کے غیاب میں ہوشیاری سے جرح کی جائے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ عدالتیں و جوریاں جانتی ہیں کہ مجرموں کے پاس عذر عدم موجودگی نہایت ہی پسندیدہ عذر ہے۔ اور اسی لیے وہ ایسے صحیح عذر کو بھی شبہے کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

---

[1] ہاگرڈ کرمنل رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۰۵۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ۲ صفحہ ۹۔

دفعہ ۶۵۶: سرتا سر جھوٹ بہ نسبت غلط بیانی کے بہت کم کہی جاتی ہے۔ اسی عنوان کے تحت مبالغہ بھی آتا ہے۔ جس کے خطرات کو مقدمے[1] میں بیان کردیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دوسرے اشکال بھی ہیں[2]۔ مثلاً:- سوال: اس لکڑی کی موٹائی کتنی تھی جس سے تم نے رئیس (Reus) کو اپنی زوجہ کو مارتے ہوئے دیکھا؟ جواب۔ وہ لکڑی کرن انگلی کے اتنی موٹی تھی درصل وہ انسان کی کلائی کے اتنی موٹی تھی۔ اس قسم کی جھوٹ کو دروغِ کمیت کہہ سکتے ہیں۔ سوال۔ رئیس داروغۂ مجلس نے متوفی قیدی کو کیا کھانا کھلایا تھا۔ جواب دریائی بسکٹ دئے تھے جو اچھے کھانے کے قابل تھے۔ دراصل بسکٹ بدمزہ ہوگئے تھے اور ان پر بہت پھپوند آگئی تھی۔ اس قسم کی جھوٹ کو دروغ کیفیت کہہ سکتے ہیں۔

صفحہ ۵۷۷ دفعہ ۶۵۷: اس کی بیشمار صورتوں میں نہایت ہی صاف و معمولی صورتیں عموم و عدم وضاحت کی ہوتی ہیں " مکار شخص عام الفاظ بہت استعمال کرتا ہے[3]" مکار شخص عام الفاظ سے بہت واقف ہوتا ہے[4]" "بہت سے عام الفاظ کا استعمال کرنا غلط بحث پیدا کرنے کے مساوی ہے[5]" جھوٹے گواہ نیز نہیں سوچنے والے اشخاص ایسے الفاظ کہتے ہیں۔ جن میں متعدد تصورات مضمر ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ واقعات اور اپنے نتائج کو مخلوط کردیتے ہیں۔ مثلاً جب سوال یہ ہو کہ الف۔ ب (یعنی

---

[1] دیکھو دفعہ ۲۶۔

[2] عدالتی شہادت از بنتھم جلد ا صفحہ ۱۴۱۔

[3] ۲ کک ۲۴۔ الف۔ ۳ کک ۱۸۔ الف۔ اصول متعارفۂ قانون از ونگیٹ۔ ۶۳۶

[4] ۲ بلسٹرود ۲۲۶۔ ۱ رول ۱۵۷۔

[5] بہار ڈیپورٹس ۲۳۵۔ دیکھو عدالتی شہادت از بنتھم ۱۴۷۔

مدعیٰ علیہ وغیرہ جو بھی ہو) نے کیا کیا۔ یا کیا کہا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس نے "اقرار کیا" "وعدہ کیا" "مجاز گردانا" "توثیق کی" "اقبال جرم کیا" "اقبال کیا" "یہ سمجھ لیا گیا تھا" وغیرہ وغیرہ۔ اس صورت میں جھوٹ کو پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار سوال کر کے یہ معلوم کریں کہ فی الواقع گزرا کیا تھا۔ یعنی اس طرح پر مرکب تصور کو اس کے اجزاء میں تحلیل اور واقعات کو نتائج سے علیحدہ کر دینا چاہئے۔ ایک اور صورت ایہام کی ہے۔ اور اس کے اکثر وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں جنھیں اپنی قسموں کا پاس نہیں۔ نیز وہ لوگ جو اپنے نفس کو دھوکا دے کر یہ یقین کرنے لگتے ہیں کہ اس شکل میں جھوٹ کہنا مذہبی و اخلاقی نقطۂ نظر سے یا تو اتنا مجرمانہ نہیں۔ یا اگر ہے تو صاف طور پر جھوٹ کہنے سے کم مجرمانہ ہے۔ "دروغ حلفی کے مرتکب وہ لوگ ہیں جو الفاظ کی حد تک تو اپنے حلف کا لحاظ کرتے ہیں لیکن دراصل اپنے سننے والوں کو دھوکا دیتے ہیں" اس کی عام مثال "کیا تم نے کیا؟ کے صاف سوال کا یہ جواب ہے کہ "شاید میں نے کیا"۔ —— جو اقبال جرم کے برابر بھی ہوتا ہے"۔

دفعہ ۶۵۸: اس اصول کو کہ "ایک جھوٹ لاکھ جھوٹ برابر ہیں"[۲]

حد سے بڑھایا جا سکتا ہے۔ یہ فرض نہیں کر لینا چاہئے کہ عدالتوں میں ساری جھوٹی گواہی جھوٹ کہنے یا دھوکا دینے کے ارادے سے دی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک فریق کی طرفداری کا گواہوں کے دل پر اثر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نہ جانتے ہوئے اپنی شہادت میں واقعات کو بگاڑ کر بیان کر دیتے ہیں نیز بعض گواہ اپنی ضمیر کو سے ایک خاص طریقے پر سمجھوتہ بھی کر لیتے ہیں۔ وہ صاف جھوٹ نہیں کہتے ہیں۔ لیکن سچ گویا اس کے ایک حصے کو چھپا دیتے ہیں۔ اور بعض دوسرے گواہ

---

[۱] ۲۱ اسٹیفیوٹ ۱۶۶۔

[۲] اصول متعارفہ قانون از برووم۔ دیکھئے فہرست اور اس اصول کی نوٹ۔ طبع ہشتم

جن کے اصول درست اور جن کی گواہی فی الجملہ صحیح ہوتی ہے خاص خاص امور پر عمداً جھوٹ کہتے ہیں۔ خصوصاً جب یہ امور مخصوص یا نازک قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن جرح کے ذریعے سے سچ کہلوانے کا طریقہ ان تمام صورتوں میں تقریباً ایک ہی ہے یعنی پہلے دور از کار امور کے متعلق سوالات کرنا۔ اور ان سے جو واقعات ثابت ہوں۔ ان کی روشنی میں گواہ کی شہادت کو غلط ثابت کر دینا۔ ۶۵۸

دفعہ ۶۵۹: گو کوانٹیلین نے مخالف گواہوں سے مقابلے کے طریقوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے کہا ہے کہ "بزدل گواہ کو ڈرایا جا سکتا ہے[1]۔ تاہم اس مقصد کے لیے ڈرانے والے الفاظ۔ یا درشت برتاؤ بہت کارگر ہتھیار نہیں ہیں۔ کیونکہ گو بعض صورتیں ایسی بھی ہیں۔ جن میں ان کو فائدے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تاہم اکثر صورتوں میں جھوٹے ٹال مٹول کرنے اور صحیح نہیں کہنے والے گواہ کے ساتھ بہ نسبت اس کو ڈرا کر اپنے ارادوں سے واقف کر دینے کے اپنے سے خوش رکھنا کارآمد برتاؤ ثابت ہوا ہے۔ جس خوف کا کوانٹیلین یہاں ذکر کر رہے ہیں۔ اس سے ان کی مراد ملامت ضمیر۔ احساس شرم۔ ذلیل ہونے اور سزا پانے کے خوف سے ہے۔ و نیز اس ناقابل تعریف خوف سے جو ان تمام باتوں سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جھوٹی گواہی دینے والا گواہ شاذ و نادر ہی ان ذرایع سے واقف ہوتا ہے جو سوال کنندہ کے پاس اس کی گرفت اور جھوٹا ثابت کرنے کے ہوتے ہیں۔ اور ان ذرایع سے تو وہ بہت ہی کم واقف ہو سکتا ہے۔ جو دوران سماعت مقدمہ میں اچانک پیدا ہو جا سکتے ہیں[2]۔ ایسا پکا بدمعاش جو گواہ کے کٹہرے میں سرتاسر جھوٹ بولنے

[1] اوپر دفعہ ۶۵۳۔

[2] دیکھو پیچھے دفعہ ۱۰۰۔

کے لیے تیار ہو کر آئے۔ اور جو اپنے اس ارادے پر باوجود رکاوٹوں اور تنبیہوں کے قایم رہے۔ نسبتاً بہت کم نظر آتا ہے اکثر اشخاص کے قلوب پر سچ کی تہدیدات[1] مسلسل کو خاموش طور پر کار فرما رہتی ہیں۔ اور گواہ کے عدالت کو گمراہ کرنے یا دھوکا دینے کے غیر منصفانہ منصوبے ہوشیاری سے ان کی طرف اس کی توجہ منعطف کرانے سے بسا اوقات مغلوب ہو جاتے ہیں۔ یہاں اور مخالف گواہ پر سوالات میں عام طور پر گواہ سے اپنا وہ مقصد چھپانا جس کے لیے سوالات کئے جا رہے ہوں بہت بڑا فن ہے۔ اس کے کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ گواہ سے غیر متعلق امور پر سوالات کریں تا کہ وہ اپنا وہ جواب بھول جائے جس کی تردید کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ قتل کے ایک مقدمے میں جواب دہی یہ کی گئی تھی کہ ملزم مجنون ہے۔ اور ایک ڈاکٹر نے جو گواہی میں ملزم کی جانب سے پیش ہوا تھا حلف اٹھایا کہ اس کی دانست میں ارتکاب قتل کے وقت ملزم مجنون تھا۔ اور وہ اس کا مرتکب ایک ان روک جذبے کے تحت ہوا ہے۔ جج کو اس سے اطمینان نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس نے پہلے ڈاکٹر سے دوسرے امور کے متعلق سوالات کئے اور پھر پوچھا کہ "کیا تمہاری رائے میں ملزم یہ فعل کرتا اگر ایک پولس کا جوان بھی موجود ہوتا" اس کا جواب ڈاکٹر نے فوراً منفی میں دیا جس پر جج نے کہا کہ "پھر تو تمہارے ان روک جذبے کی تعریف یہ ہوئی کہ وہ ایسا جذبہ ہے جو ہر وقت ان روک ہے سوائے اس وقت کے جب کہ کوئی پولس والا موجود ہو" ص ۵۷۹

دفعہ ۶۶۰: لیکن اگر جرح ایک طاقتور انجن ہے تو ساتھ ہی وہ نہایت خطرناک بھی ہے۔ اور اس سے ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے جو اس سے کام لینا اچھی طرح جانتے ہیں۔ نوجوان اڈوکیٹ کو غور کرنا چاہیئے کہ

[1] دیکھو اوپر دفعات ۱۹ ـــ ۲۰۔ ۵۵ تا ۵۹۔

اگر وہ معاملہ جس کی گواہ گواہی دے رہا ہو۔ در اصل واقع ہوا ہے تو سیج کی قدرتی تہدید[1] کا عمل اتنا بہم ہوتا ہے کہ یہ امر تقریباً یقینی ہے کہ گواہ کو اس معاملے کے تمام اہم حالات یاد آجائیں گے۔ اور اس کے متعلق جتنا اس کے حافظے کا امتحان لیا جائے گا اتنے ہی زیادہ حالات ظاہر ہو جائیں گے۔ جن سے اس کی گواہی کی تصدیق ہو گی نہ کہ تردید۔ اور گواہوں کا ایسے غیر اہم حالات کو بھول جانا جو قابل توجہ نہ ہوں بلکہ ان کے متعلق ان کی گواہیوں میں قدرے اختلاف بھی ان کے اعتبار میں کمی کرنے کے بجائے اضافہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر مشتبہ نہیں کہ ایک طول طویل قصے کو متعدد گواہ جزئیات کی حد تک بھی بلا کم و کاست بیان کریں۔ اسی لیے یہ ایک بہت ہی مشہور و معروف اصول ہے کہ جرح کرنے والے اڈوکیٹ کو عام طور پر ایسے سوالات نہ کرنا چاہئیے جن کے ناموافق جواب اس کے خلاف قطعی ہوں گے۔ مثلاً شناخت کے معاملے میں اس کو نہ پوچھنا چاہئیے کہ کیا گواہ کو یقین ہے۔ یا یہ کہ وہ قسم کھا کر کہے گا کہ ملزم وہی شخص ہے جس کے متعلق وہ گواہی دے رہا ہے۔ دانشمندانہ طریقہ یہ ہوگا کہ اس سے ماحول۔ بلکہ دور دراز امور کے متعلق سوالات کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان سے متعلق اس کے جوابات سے ظاہر ہو کہ اس نے پہلے جو گواہی دی تھی۔ اس میں یا تو جھوٹ کہا تھا یا غلطی پر تھا۔ لیکن بعض حالات میں خطرناک سوالات کرنا ہی پڑتا ہے۔ خصوصاً جب کہ جواب اگر موافق ہو تو بہت مفید ہوگا۔ اور جرح کرنے والے اڈوکیٹ کے خلاف حالات اتنے بہت ہو گئے ہیں کہ ایک ناموافق جواب سے شاید ہی نقصان میں کچھ اضافہ ہو۔

دفعہ ۶۶۱: کوائنٹیلین کے بعض نسخوں میں یہ الفاظ کہ " الکتا دینے والے

---

[1] اوپر دفعہ ۱۶ -

گواہ سے کام کی بات کہلوائی جا سکتی ہے[1]" نہیں پائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے بہترین نسخوں میں موجود ہیں۔ اور اغلب یہ ہے کہ اصلی ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو گواہ اپنے کو بہت سمجھنے کی وجہ سے یا فریق مخالف کو فائدہ پہنچانے کے لیے یا کسی اور وجہ سے باتونی ہو جاتا ہے تو اس کو بولنے دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے منہ سے متضاد باتیں نکل جائیں۔ یا وہ کوئی ایسی بات کہہ جائے جو فریق سوال کنندہ کے کام کی ہو۔ ایک معقول[2] رسالے کے مصنف کہتے ہیں کہ " اس برے قسم کے گواہ وہ لوگ ہیں جو ضرورت سے زیادہ

۵۸۰ امور " ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ایک گھوڑا جس میں وہ عیوب وہ برائیاں ہوں جن کو دنیا برا کہتی ہے۔ ان عیوب ہی کی وجہ سے اچھا ہے۔ فریق ثانی کے اڈوکیٹ کو ایسے گواہ کی شہادت سے زیادہ کوئی اور گواہی مطلوب نہیں ہوتی۔ وہ گواہ کو اپنے دوست کی طرف سے مبالغے کے بعد مبالغے سے کام لینے دیتا ہے۔ اور اس سے طرفداری میں کمی کرنے کی خواہش کے بجائے اس میں اضافہ کرنے پر مجبور کرتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس کو کسی ایسے تضاد کے دلدل میں پھنسا دیتا ہے۔ جو عدالت وجوری کی فہم سلیم کے خلاف ہوتا ہے۔ اور اڈوکیٹ بخوبی جانتا ہے کہ

---

[1] اوپر دفعہ ۶۵۴۔

[2] نکات برائے گواہان عدالت انصاف" ازیک بیرسٹر (بارن فیلڈ) لندن ۱۸۱۵ء Hints to witnesses in courts of justice' by a Barrister Baren field ہم لاء میگزین جلد ۲۵ صفحہ ۳۶۱ سے نقل کرتے ہیں جب کچھ دنوں پہلے فوج میں جسمانی تعزیر پر گرم مباحث شروع ہوئے تھے — ایک فریق اس کو بے معنی بیرحمی کہتا تھا تو دوسرا فریق اس کو نظم ونسق فوج کے لیے ناگزیر قرار دیتا تھا۔ راقم کی ملاقات ایک فوجی عہدہ دار سے ہوئی جو اس کا سرگرم حامی تھا۔ اس نے پہلے دریافت کر لیا کہ ہم میں سے کسی نے فوج کے تازیانوں کی سزا نہیں دیکھی ہے۔ اور پھر نہایت متانت سے ہم کو یقین دلانے لگا۔ کہ یہ کچھ بھی سخت نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے ایک سو کجر کا ۵۰۰۔ ۹ کوڑے کھاتے اور اس کی پروا نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس جوشیلے شخص نے غور ہی نہیں کیا کہ اگر یہ صحیح ہے تو ۵۰۰۔ ۱۰۰ یا ۲۰۰ تازیانوں کی معمولی سزا سے فوجی ڈسپلین قائم نہیں ہو سکتی۔

اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں اس کی گواہی کی کوئی وقعت نہیں رہے گی۔

دفعہ ۶۶۲ : ہر مقدمے میں جرح کو کسی ایسے منصوبے کے تحت ہونا چاہیئے جو اس کے متعلق اڈووکیٹ نے اپنے ذہن میں بنایا ہو۔ عدالتی قانونی لڑائیوں کی اکثر جنگ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ اور فن حرب کے اساتذہ نے اصول ہی بنا دیا ہے کہ ہر حملہ کسی خاص مقصد کے لیے کرنا چاہیئے۔ یا انہیں کے الفاظ میں کسی فوج کو بغیر اس کے خط جنگ کے نہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ کسی فوج کا خط جنگ لڑائی شروع ہو جانے کے بعد مشکل ہی سے بدلا جا سکتا ہے۔ برخلاف اس کے دوران سماعت میں جو امور ظاہر ہوتے رہیں۔ ان سے اکثر حملے یا مدافعت کے ایسے مقامات معلوم ہو جاتے ہیں جو ابتدا میں معلوم نہیں رہتے۔ ان سے کام لینے اور ان کو اپنے موافق کر لینے کے لیے زود فہم۔ سریع العمل و بیدار دماغ ضروری ہوتا ہے۔ اور اڈووکیٹ کے لیے ایسے ہی دماغ کو کوانٹیلین نے ایک دوسری جگہ ناگزیر قرار دیا ہے[له]۔ لیکن ایک امر میں مشابہت بہت قریبی ہے۔ اڈووکیٹ کو مثل جنرل کے ہمیشہ غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ حملہ کرنے والا فریق ہے یا مدافعت کرنے والا۔ اور جب تک وہ کافی طاقتور نہ ہو۔ اس کو حملہ کرنے یا بار ثبوت کو بدوش خود لینے سے احتیاط کرنی چاہیئے۔ اس اصول کی خلاف ورزی اس کے قدرتی ہونے کی وجہ سے فوجداری مقدمات میں ایک نہایت ہی عام نقص ہوتا ہے۔ اکثر صورتوں میں بچاؤ کی یہ ایک ہی صورت ہوتی ہے کہ ملزم کے خلاف کافی ثبوت نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کے اڈووکیٹ کی تمام قوت اسی کو ناکافی ثابت کرنے پر صرف ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر وہ اس مدافعانہ پہلو کو ترک کر کے جارحانہ پہلو اختیار کرتا ہے۔ اور ملزم کو ایک ایسا معصوم شخص ظاہر کرتا ہے۔ جس پر زبردستی ظلم کیا جا رہا ہے۔

له (Inst orat) از کوانٹیلین کتاب ۶ باب ۴۔

استغاثے کو کمینے اور شہادت استغاثے کو دروغ حلفی پر مبنی کہتا ہے۔ اور عدالت کو ان کا یقین دلانے میں ناکام رہتا ہے۔ کیونکہ شہادت یا واقعات کے بغیر وہ اس میں لازماً ناکام رہے گا تو اس کے موکل کو سزا سنائی جانا یقینی امر ہوتا ہے۔

دفعہ ۶۶۳: گواہوں کا موثر طریقے پر اظہار دلانا بلاشبہ قانونی پیشے کا ایک راز ہے۔ اور کم از کم اکثر صورتوں میں سالہائے سال کے عدالتی تجربے کے بعد ہی سیکھا جا سکتا ہے۔ انکشاف صداقت کے تمام طریقوں میں جرح یا سوالات بر گواہ مخالف ہی نہایت موثر طریقے ہیں۔ اس کے خوف سے بہت سی جھوٹی گواہی پیش ہونے نہیں پاتی اور دریافت جرم یا ثبوت معصومی میں اس کے کامیابی کے ساتھ استعمال کو دیکھنے کی خوشی سے زیادہ کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ سوالات ابتدائی میں معمولی درجے کی قابلیت زیادہ آسانی سے پیدا ہو جا سکتی ہے۔ گو اس میں کمال شاید اور بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ کوئی کم درجے کی قابلیت کا کام نہیں ہے کہ ہر قسم کے گواہ پر چاہے وہ قابل ہو کہ نالائق۔ ذہین ہو کہ ہٹھس۔ ٹھوس ہو کہ خیالی۔ راست باز ہو کہ فریبی اس طرح سے سوالات کریں کہ اس کا بیان عدالت کے سامنے قابل فہم موثر اور قدرتی طریقے پر پیش ہو جائے۔ اس باب میں اس اہم مضمون کی تشریح کرنے کی کوشش کرنے کے بعد ہم اس کو ایک تنبیہ کے بغیر ختم نہیں کر سکتے۔ قانون کے ہر قسم کے اصول و مقولات ہمارے رہنما ہونے چاہئیں ——— تاکہ ان کی وجہ سے جیسا کہ خوب کہا گیا ہے تجربے کی کڑی منزلیں آسان ہو جائیں ——— ان کو ہمارے سخت گیر آقا بننے نہیں دینا چاہئے کہ خداداد ذہانت کے الہامات کا گلا ہی گھونٹ دیا جائے سب سے بڑا اڈوکیٹ وہ ہے جو اپنے فن کے مسلمہ اصولوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود یہ بھی جانتا ہے کہ کب ان کو سلامتی و فایدہ کے ساتھ توڑا جا سکتا ہے۔

دفعہ ۶۶۳: الف) قواعد گواہان از براؤن۔ ذیل میں ہم ڈیوڈ پال براؤن (Daviel Paul Brown) کے "زرین اصول اظہار گواہان" بیان کریں گے۔

"پہلے خود آپ کے گواہوں کے متعلق: (۱) اگر وہ نڈر ہوں۔ اور
ان کی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے تمھارے مقدمے کے خراب ہونے کا
اندیشہ ہو تو ان سے سوالات ایسی متانت و سنجیدگی سے کرو کہ وہ
گستاخی و بے ادبی سے کام نہ لے سکیں۔ (۲) اگر وہ گھبرائے اور شرمائے
ہوئے ہوں۔ اور ان کے خیالات منتشر ہوں۔ تو ان پر سوالات کی
ابتدا ایسے امور سے کرو جن سے وہ اچھی طرح واقف ہوں۔ اور جن کا
تعلق ان کے خوف کے موضوع یا امر تنقیحی سے بہت بعید ہو۔ مثلاً
تم کہاں رہتے ہو۔ کیا فریقین سے واقف ہو۔ کتنے زمانے سے واقف
ہو۔ وغیرہ۔ اور جب ان کی پریشانی دور اور انھیں دلجمعی حاصل ہو جائے
صہ۲۸۵ تو اس کے بعد مقدمے کے اہم خصوصیات کا ذکر چھیڑو۔ اور اپنے سوالات
میں نرمی و وضاحت سے کام لینے کا خیال رکھو۔ تا کہ کہیں ایسا نہ ہو
کہ تم پھر اس چشمے میں طوفان مچا دیں جس سے تم پینا چاہتے ہو۔ (۳) اگر
تمھارے گواہ کی شہادت تمھارے موافق نہ ہو تو پریشانی ظاہر نہ کرو۔
کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ نوعیت شہادت اور اس کے
سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق اپنی رائیں کونسل پر اس کے اثر کو دیکھ کر
قایم کرتے ہیں۔ (۴) اگر تمھیں محسوس ہو کہ گواہ کے دل میں تمھارے موکل
کے خلاف تعصب ہے تو پھر اس سے کم توقع رکھو۔ اور سوائے اس کے
کہ اس گواہ کو چند ایسے واقعات معلوم ہوں جو تمھارے موکل کی حفاظت
کے لیے ضروری ہوں۔ اور ان واقعات کو صرف وہی گواہ ثابت کر سکتا
ہو یا تو اس کو طلب ہی نہ کرو۔ یا جہاں تک جلد ممکن ہو اسے رخصت
کر دو۔ اگر مخالف کونسل مذکورہ بالا تعصب کو سمجھ لے تو وہ اس کو تمھارے

تباہ کر دینے استعمال کر سکتا ہے۔ عدالتی تحقیقات میں تمام ممکنہ برائیوں میں سب سے خوفناک اور ایسی برائی جس کا بہت ہی کم مقابلہ کیا جا سکتا ہے وہ دوست نما دشمن کی ہے۔ آپ اس پر الزام نہیں لگا سکتے۔ اس پر جرح نہیں کر سکتے۔ اس کو بے ہتھیار نہیں کر دے سکتے۔ اس پر بالواسطہ بھی حملہ نہیں کر سکتے اور اگر آپ اپنا واحد استحقاق استعمال کر کر توضیح کے لیے دوسرے گواہوں کو طلب کریں تو یاد رکھئے کہ بجائے دشمن کے ملک میں جنگ کرنے کے جنگ خود آپ کی فوج کے مختلف حصّوں میں ہے اور شاید خود آپ کے کیمپ کے عین قلب میں لڑی جا رہی ہے۔ پھر ہیچ ایسا نہ ہونے دو۔ (۵) ایسے گواہ کو کبھی طلب نہ کرو جس کو تمھارا مخالف طلب کرنے پر مجبور ہوگا۔ ایسا کرنے سے تمھیں جرح کا استحقاق حاصل ہوگا ـــــ اور یہی استحقاق جو تم کو حاصل ہوگا تمھارے مخالف کو حاصل نہیں ہوگا۔ ونیز نہ صرف گواہ جو کچھ ناموافق باتیں کہے وہ طلب کرنے والے فریق کے خلاف دو گونہ موثر ہو جاتے ہیں بلکہ وہ اس گواہ کی گواہی کی تردید کرنے کی طاقت سے بھی محروم ہو جاتا ہے (۶) کبھی کوئی سوال بغیر مقصد اور اس قابل ہونے کے نہ کرو کہ اگر اس پر غیر متعلق ہونے کا اعتراض کیا جائے تو تم اس کے مقصد کا مقدمے سے متعلق ہونا ثابت کر سکیں۔ (۷) اس کی احتیاط کرو کہ کہیں تم اپنے سوال کو اس شکل میں نہ کریں کہ اگر اس پر بے ضابطہ ہونے کا اعتراض کیا جائے تو تم اس کو درست ثابت نہ کر سکیں۔ یا کم از کم اس کی تائید میں قوی حجت نہ پیش کر سکیں۔ سوالات شہادت کی بحث میں متعدد ناکامیوں سے جوری کی نظر میں تمھاری وقعت کم ہو جاتی۔ اور مقدمہ جیتنے کے توقعات بھی کمزور ہو جاتے ہیں۔ (۸) مخالف کے کسی سوال پر اعتراض نہ کرو۔ جب تک تم اپنے اعتراض کو منوانے کے قابل اور اس پر آمادہ بھی نہ ہوں مسلسل اعتراض کرنے اور ان کو واپس لینے سے زیادہ کوئی امر برا نہیں۔ اس سے یا تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا کرنا کم فہمی کی وجہ

سے تھا یا یہ کہ ان کے درست ثابت کرنے کی حقیقی یا اخلاقی جرأت نہیں ہے۔ (۹) اپنے گواہ سے صاف طور پر اور وضاحت سے گفتگو کرو۔ جس سے ظاہر ہو کہ تم ہوشیار اور ایک دلچسپ معاملے میں مصروف ہیں۔ یہ کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ جج دجوری سینگے بھی جب کہ واحد کشمکش یہ ہو کہ کونسل و گواہ میں ۵۸۲
کون پہلے سو جاتا ہے۔ (۱۰) حالات کی مناسبت سے اپنی آواز کو گھٹاؤ یا بڑھاؤ۔ ''خوف زدہ گواہ کا دل بڑھاؤ۔ اور نڈر گواہ کو دبائے رکھو'' (۱۱) کبھی شروع نہ کرو جب تک کہ تم تیار نہ ہو۔ اور ہمیشہ ختم کرو جب تمھیں کوئی کام کی بات پوچھنا نہ ہو۔ بالفاظ دیگر محض سوال کی خاطر سوال نہ کرو۔ بلکہ جواب حاصل کرنے کے لیے۔

جرح: سوائے غیر اہم امور کے گواہ پر سے اپنی آنکھ نہ ہٹاؤ۔ یہ دل کے دل تک پہنچنے کا ایسا راستہ ہے کہ جس کے ترک کر دینے سے جو نقصان ہو گا اس کی تلافی نہیں ہو سکتی ------ ''سچ۔ جھوٹ۔ نفرت غصہ۔ حقارت ناامیدی اور تمام جذبات ------ انسان کی خود روح وہاں موجود رہتی ہے'' (۲) اور نہ گواہ کی آواز کا خیال رکھنا ترک کرو۔ آنکھ کے بعد شاید یہی اس کے قلب کی بہترین ترجمان ہے۔ ضمیر کو جرم سے بچانے کا منصوبہ ------ گواہ کا پہلو بچا کر جواب دینا ------ اکثر اس کی آواز کے بڑے چھوٹے ہونے۔ کسی لفظ پر زور دینے یا لہجے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہ معلوم کرنا ضروری ہونے کی وجہ سے کہ آیا گواہ ایک خاص وقت چھ بجے چیسٹ نٹ کوچے (Chestnut street) کے کونے پر تھا اگر اس سے یہ سوال کیا جائے کہ کیا تم چھ بجے چیسٹ نٹ کوچے کے کونے پر چھ بجے تھے؟ تو ایک سچا گواہ کہے گا کہ شاید میں اس سے قریب کہیں تھا۔ لیکن ایسا گواہ جو وہاں موجود تھا۔ لیکن جو اس واقع کو چھپانا اور تمھارے مقصد کو پورا ہونے دینا نہیں چاہتا ہو۔ سوال کے الفاظ نہ کہ اس کے مطلب کا جواب دیتے ہوئے کہے گا کہ نہیں۔ گو وہ اس مقام سے دس گز کے فاصلے یا خود اس مقام پر دس منٹ پہلے یا بعد موجود رہا ہو۔ ایسے گواہ

کا معمولی جواب یہ ہوتا ہے کہ میں کو نے پر چھ بجے نہیں تھا۔ ان دونوں الفاظ
پر زور دینے سے بات چھپانا اور پہلو بچا کر بات کرنا صاف ظاہر ہے۔
اور ہوشیار سوال کنندہ پوچھ لیتا ہے کہ تم کونے پر کتنے بجے تھے۔ یا چھ بجے تم
کہاں تھے۔ اور دس میں سے نو صورتوں میں ظاہر ہو جائے گا کہ گواہ اس
مقام پر قریب قریب اسی وقت یا اس وقت اسی مقام
سے قریب موجود تھا۔ مزید مثالوں کی گنجائش نہیں لیکن میں
کہتا ہوں کہ آواز کا خیال رکھو۔ اور یہ اصول آسانی سے اطلاق دیا جائیگا
(۳) بردبار شخص کے ساتھ بردبار۔ چالاک کے ساتھ چالاک رہو۔ ایماندار پر
بھروسہ کرو۔ کم عمر۔ کمزور و خوف زدہ گواہ کے ساتھ مہربانی سے برتاؤ کرو۔
بدمعاش کے ساتھ سختی کرو۔ اور جھوٹے پر رعد آسا گرجو۔ لیکن ان تمام
صورتوں میں اپنے رتبے کا خیال رکھو۔ اپنی دماغی قابلیت کو استعمال کرو۔
اس لیے نہیں کہ تمھاری قابلیت ظاہر ہو بلکہ اس لیے کہ سچ کی فتح ہو۔ اور
تم مقدمہ جیتو۔ (۴) فوجداری مقدمے میں خصوصاً جس کی سزا موت ہو۔
جب تک تمھارے مقدمے کی اچھی حالت ہو بہت کم سوال کرو۔
اور اس کا تمھیں یقین ہونا چاہیئے کہ تم کبھی ایسا سوال نہ کرو گے۔ جس کا
جواب اگر تمھارے مخالف ہو تو تمھارے موکل کو تباہ کر دے گا۔ سوائے اس کے کہ تم گواہ اور
اس امر کو اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کا جواب تمھارے موافق ہوگا۔ یا تم صـ ۵۸
اس پر تیار رہو کہ اگر گواہ سچ اور تمھارے توقعات سے بغاوت کرے تو
تم اس کو شہادت پیش کر کے تباہ کر دیں گے۔ (۵) مبہم سوال سے بھی اتنا ہی
پرہیز کرنا چاہیئے اور وہ اتنا ہی برا ہے جتنا کہ مبہم جواب اور اس کا نتیجہ
ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جواب بھی مبہم ملتا ہے۔ یا یہ مبہم جواب۔ کے لیے
عذر مقصود ہوتا ہے گواہوں پر سوالات کرنے والے کونسل میں بہترین صفت
یہ ہے کہ وہ ایک واحد غیر مبہم مقصد کو واضح الفاظ میں ظاہر کر دے۔ چاہے
گواہ ایماندار ہوں کہ بے ایمان جھوٹ مکر سے نہیں پکڑی جاتی ہے بلکہ سچ کی
روشنی سے۔ یا اگر وہ مکر سے پکڑی جاتی ہے تو گواہ کے نہ کہ کونسل کے مکر سے۔

(۶) اگر گواہ نے ارادہ کر لیا ہو کہ تمھارے ساتھ مذاق کرے یا تمھیں بہن لے۔ تو بہتر ہے کہ تم اس کے ساتھ پہلے اسی امر کا فیصلہ کر لیں۔ وگرنہ دوران اظہار میں اس کا حساب بڑھتا چلا جائے گا۔ اس کو موقع دو کہ وہ پہلے اس امر کا اطمینان کر لے کہ یا تو اس نے تمھاری طاقت کا غلط اندازہ کیا ہے یا اپنی طاقت کا لیکن بہر صورت اس کی احتیاط کرو تمھیں غصہ نہ آجائے۔ ہر علمی لڑائی میں غصہ یا تو یقینی شکست کا پیش خیمہ یا اس کی شہادت ہوتا ہے۔ (۷) ہشل ماہر شاطر کے ہر چال کے وقت کل بساط اور مہروں کے تعلقات کا خیال رکھو۔ وگرنہ جزئی و عارضی کامیابی کا بالآخر نتیجہ کامل ولاعلاج شکست ہوگا (۹) کبھی اپنے حریف کو کم نہ سمجھو۔ بلکہ ہمیشہ باخبر و ہوشیار رہو۔ کبھی ایک اٹکل پچو حملہ بھی اتنا ہی مہلک ہو سکتا ہے جتنا کہ کوئی نہایت ماہرانہ حملہ۔ ایک فریق کی غفلت کا اکثر دوسرے کی غلطیوں سے علاج ہو جاتا ہے بلکہ غفلت ہی کارگر ہو جاتی ہے۔ (۹) عدالت و جوری کا ادب کرو۔ اپنے ساتھی پر مہربان رہو اور حریف سے بامروت۔ لیکن شمہ برابر فرض بھی ان میں سے کسی کے ادب و احترام کے خیال سے قربان نہ کرو۔[1]



[1] مذکورۂ بالا زرین اصول اس کتاب کے طبع ہشتم میں مسٹر چیمبرلین کے "امریکن نوٹس" سے لئے گئے ہیں۔ مسٹر ڈیوڈ پال براؤن جو ان اصولوں کے مصنف ہیں۔ وہ بوسٹن بار کے رکن تھے۔ اور انھوں نے اپنی کتاب "دی فورم" ۱۸۵۶ء میں شائع کی۔

صـ ۵۸۵

کتاب پنجم

انگریزی قانون شہادت کے بڑے بڑے اصولوں کا مجموعہ[1]

(نوٹ:- سوائے ان صورتوں کے جن کی صراحت کی گئی ہے۔ یہ اصول دیوانی و فوجداری دونوں کارروائیوں پر قابل اطلاق ہیں۔ یہی حال ان اصولوں کا بھی ہے جو قانون ضابطہ فوجداری ۱۸۶۱ء پر مبنی ہیں:)

---

[1] طبع دہم کے اڈیٹر نے اس سالم کتاب پنجم کا اضافہ کیا ہے۔

گواہ

ا۔ سوائے فوجداری کارروائیوں کے تمام اشخاص جو گواہی دینے کے قابل ہیں۔ گواہی دینے پر مجبور کئے جا سکتے ہیں (اوپر دفعہ ۱۲۵)۔

۲۔ (باستثنیٰ اس صراحت کے جو اگلے فقرے میں کی گئی ہے۔ گواہ کی ناقابلیت کے اسباب صرف تصور فہم یا فہم کی غیر پختگی۔ اور قسم کھانے یا اقرار صالح سے انکار کرنا ہیں۔ (اوپر دفعہ ۱۳۲۔ دیکھئے)

۳۔ فوجداری کارروائیوں میں مدعی علیہ اگر وہ کوئی گواہ طلب نہ کرے تو اپنے حسب مرضی غیر حلفی بیان دے سکتا ہے۔ جس پر جرح نہیں کی جا سکے گی اور مدعی علیہ یا اس کی زوجہ یا شوہر حلفیہ گواہی دینے کے قابل ہیں۔ اور ان پر ایک محدود حد تک جرح کی جا سکے گی لیکن وہ شہادت دینے پر مجبور نہیں کئے جا سکتے (قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء۔ ۶۱و۶۲ وکٹوریا باب ۳۶۔ اوپر دفعہ ۶۲۲ (الف) اور آگے صفحہ ۶۰۷ اصل کتاب۔ یہ قانون اسکاٹ لینڈ میں بھی نافذ ہے۔ لیکن آئرستان میں نہیں)

۴۔ دیوانی کارروائیوں میں گواہ شہادت دینے سے پہلے اخراجات پانے کا مستحق ہوتا ہے (نیوٹن بنام ہارلینڈ (Newton v Harland) ۱۸۴۰ء
ا۔ مانگ وگرینگر ۹۵) اگر اس کو اخراجات ادا نہ کئے گئے ہوں۔ تو اس کا چارہ کار اس فریق کے خلاف ہے۔ جس کی طرف سے طلب نامہ جاری کیا گیا تھا۔ اور اس سالیسٹر کے خلاف نہیں۔ جس نے اس کی تعمیل کرائی تھی۔ (روبنز بنام برج (Robens v. Bridge) ۱۸۳۷ء۔ ۳ میسن وولزبی ۱۱۴ و ۴ رسل وریان (۵۳۱) فوجداری کارروائیوں میں وہ اس کا مستحق نہیں۔ لیکن اکثر صورتوں میں عدالت کو اختیار ہے کہ اس کو مناسب اخراجات دلائے۔ چاہے اس نے استغاثے کی جانب سے گواہی دی ہو یا جواب دہی کی جانب سے۔ (قانون اخراجات بہ مقدمات فوجداری ۱۹۰۸ء۔ ۸ ایڈورڈ ہفتم، باب ۱۵۔ دفعہ ۱۔)

۱۸۵۶ سنہ

۵۔ گواہ (باستثنائے ملزم) ایسے سوالات کے جواب دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ جو عدالت کی رائے میں مستقبل میں اس کو مجرم ٹھیرا سکتے ہیں۔ لیکن اس سے اس کے کسی سابقہ جرم کے لیے سزا پانے کے متعلق پوچھا جا سکتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے انکار کرے۔ یا جواب دینے سے انکار کرے تو سابقہ سزا یابی ثابت کی جا سکتی ہے۔ (اسبورن بنام لنڈن ڈاک کمپنی (Osbarn v. London Dock Co.) ۱۸۵۵ء ۱۰۔ ایکسچیکر

۶۹۸۔ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء[1] دفعہ ۶) ملزم پر سوالات کے متعلق دیکھو قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء دفعہ ۱۔ (۶) آگے صفحہ ۶۰۷ (اصل کتاب)

۶۔ ہر فریق کو حق ہے کہ اگر اس کا گواہ مخالف ثابت ہو تو شہادت یا کسی مغایر بیان کے ثبوت سے اس کی تردید کرے (قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء دفعہ ۳۔ اوپر دفعہ ۵۴۶)

۷۔ اگر ارادہ کسی مخالف گواہ کی اس کے سابقہ بیانات کے ثبوت سے تردید کا ہو تو پہلے اس کی توجہ ان حالات کی طرف منعطف کرانی چاہیے۔ جن میں وہ بیانات کئے گئے ہوں یا تحریر کے اس حصے کی طرف جس کی تردید کے لیے استعمال کیا جانے والا ہو (قانون ضابطۂ عمومی ۱۸۶۵ء دفعات ۴ و ۵۔ اوپر دفعہ ۵۴۶)

۸۔ ارکان جوری کو کبھی ان امور کو فاش نہیں کرنا چاہیئے جو جوری کی حیثیت میں ان کے درمیان گزرے ہوں۔ اور نہ قانونی مشیر کو اس کے موکل کی اطلاعات کو بغیر اجازت فاش کرنا چاہیئے۔ اور نہ زوجہ و شوہر کو اطلاعات دوران ازدواج کو فاش کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا (دیکھو اوپر دفعہ ۵۷۸)۔

۹۔ کسی فریق کی درخواست پر جج کو اختیار تمیزی حاصل ہوگا کہ تمام

[1] اس قانون کی رو سے قانون ضابطۂ قانون عمومی کے بعض دفعات منسوخ کئے گئے لیکن بعینہ وہی دفعات دوبارہ وضع بھی کئے گئے جنھیں قانون نظر ثانی قانون موسومہ ۱۸۹۳ء نے صرف بظاہر منسوخ کر دیا ہے۔

گواہوں کو سوائے فریقین۔ ان کے سالیسیٹر۔ اور اس گواہ کے جس کا اظہار لیا جا رہا ہو۔ عدالت سے باہر جانے کا حکم دے (دیکھو پیچھے دفعہ ۶۳۶)۔

۱۰۔ کسی گواہ پر اس کی گواہی کی بابت کوئی نالش نہیں کی جا سکتی۔ (سیمان بنام نیدرکلفٹ (Seaman v. Nelherclift) ۱۸۷۶ء ۲ کامن پلیس ڈیویژن ۵۳)

دروغ حلفی کی سزا سات سال قید بامشقت یا دو سال قید سادہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ ص۸۸

کوئی جج یا عدالت یہ ظاہر ہونے پر کہ گواہ نے اس کے سامنے دروغ حلفی کا ارتکاب کیا ہے اس کے دروغ حلفی کے لیے چالان کیے جانے کا حکم دے سکتی ہے بشرطیکہ ایسے چالان کی معقول وجہ ہو (قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء۔ دفعہ ۹)۔

تعدد گواہان

۱۱۔ باستثنائے چہار فقرات ذیل کے قانوناً ایک گواہ کی گواہی کافی ہو گی۔ ایسی گواہی کی کمزوری پر محض بطور ایک واقعہ کے غور کرنا چاہیئے۔

۱۲۔ جرم بغاوت کے ثابت کرنے کے لیے کم از کم دو گواہ ضروری ہیں (اوپر دفعہ ۶۰۲)

۱۳۔ کسی شخص کو محض گواہ واحد کی شہادت پر دروغ حلفی کا مجرم نہیں ٹھیرایا جا سکے گا (قانون دروغ حلفی ۱۹۱۱ء دفعہ ۱۳۔ اوپر دفعات ۶۰۲ تا ۶۱۰)

۱۴۔ شریک جرم کی مجرد گواہی قانوناً قابل ادخال ہے لیکن یہ اصول عملدرآمد ہے گو قانونی اصول نہیں ہے کہ جج کو چاہیئے کہ جوری کو تنبیہ کر دے کہ صرف ایسی گواہی پر مجرم ٹھیرانا خطرناک ہوتا ہے (دیکھو اوپر دفعہ ۱۷۱)۔

۱۵۔ وصیت نامے پر گواہی کے لیے دو گواہ ضروری ہیں (قانون

وصیت ناموں کے مطابق ایکٹ ۱۸۳۷ء، ولیم چہارم اور ا۔ وکٹوریا باب ۲۶ دفعہ ۹) لیکن سوائے اس کے کہ حالات مشتبہ ہوں۔ اس کی تکمیل ثابت کرنے کے لیے دونوں کو طلب کرنا ضروری نہیں۔ ایک گم شدہ وصیت نامے کے مضامین کو ایک ایسے گواہ کی شہادت سے ثابت کیے جانے کی اجازت دی گئی۔ جس کو خود وصیت نامے میں دلچسپی تھی (سگڈن بنام لارڈ سینٹ لیونارڈس (Sugden v. Lord st. Leonards)، ا۔ پروبیٹ ڈیویژن ۱۵۴۔ عدالت مرافعہ)

۱۶۔ کسی شخص کے پدر طفل غیر صحیح النسب ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکے گا۔ اور نہ خلاف ورزی اقرار نکاح[1] کی نالش میں مدعیہ کے لیے فیصلہ دیا جا سکے گا۔ جب تک ماں و مدعیہ کی شہادت کی کسی اہم امر میں دوسری شہادت سے تائید نہ ہو (دیکھیے اوپر دفعہ ۱۲۱)۔

۱۷۔ یہ کوئی اصول قانون نہیں ہے کہ جائداد شخص متوفی کے خلاف دعویٰ صرف دعویدار کی شہادت پر قابل سماعت نہیں ہوگا۔ لیکن عدالت ایسی شہادت کو ہمیشہ شبہے کی نظر سے دیکھے گی (ان ری گارنٹ۔ ۵۸۸
گیانڈی بنام مکالے (In re Garnett Gand v. Macaulay) ۱۸۸۵ء
۳۱ چانسری ڈیویژن۔ ا۔ عدالت مرافعہ)۔

دستاویزات

۱۸۔ وصی کے شخصی طور پر ذمہ دار ہونے کے اقرار کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جا سکے گی۔ نہ کسی شخص کے ایسے اقرار پر جو اس کے موجودہ یا آیندہ کے قرضہ جات کی ادائی کی بابت ہو۔ نہ ایسے اقرار کی بنا پر جس کا بدل

---

[1] قانون ترمیم قانون غیر صحیح النسبی ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۔
[2] ۳۲ و ۳۳ وکٹوریا باب ۶۸ دفعہ ۲۔

نکاح ہو۔ نہ اراضی کے معاہدۂ بیع یا اجارہ کی بنا پر نہ ایسے معاہدے کی بنا پر جو اس کے انعقاد کی تاریخ سے ایک سال بعد قابل تعمیل ہو۔ سوائے اس کے کہ معاہدہ یا اس کی کوئی یادداشت تحریری ہو۔ اور اس پر دستخط فریق ذمہ دار یا اس کے کارندۂ مجازہ کے ہوں (قانون انسداد فریب دفعہ ۴)۔

۱۹۔ اشیا مالیتی ۱۰ پونڈ یا زیادہ کے معاہدۂ بیع کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جا سکے گی۔ سوائے اس کے کہ مشتری نے بعض اشیا وصول کر لی ہوں یا قیمت کا ایک جزو ادا کر دیا ہو۔ یا معاہدہ یا اس کی کوئی یادداشت تحریری ہو۔ اور اس پر دستخط فریق ذمہ دار یا اس کے کارندۂ مجاز کے ہوں۔ (قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء)

۲۰۔ ثبوتِ بیع جہاز۔ یا حق تصنیف و تکمیل وصیت نامے کے لیے تحریر ضروری ہوگی۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۲۱)۔

۲۱۔ تحریری دستاویزات میں تبدیل۔ تردید یا اضافہ کرنے کے لیے زبانی شہادت عام طور پر ناقابل ادخال ہوگی۔ لیکن ان دستاویزات کی تکمیل جبر یا فریب سے ہونے۔ یا کسی رواج یا ضمنی معاہدے کو ثابت کرنے کے لیے زبانی شہادت پیش ہو سکے گی۔ (دیکھو اوپر دفعات ۲۲۳۔ ۲۲۸) نیز کسی دستاویز کی تعبیر کے لیے بھی یعنی کسی ابہام یا خاص قسم کی زبان کی توضیح کے لیے بھی وہ عام طور پر قابل ادخال ہوتی ہے۔

۲۲۔ بین السطور لکھنے یا کسی اہم جزو میں تبدیل کرنے سے دستاویز باطل ہو جاتی ہے لیکن غیر اہم جزو کی تبدیلی سے وہ باطل نہ ہوگی (آلڈس بنام کارنوال (Aldous v. Carnwall) ۱۸۶۸ء۔ لا رپورٹ ۳ کوئینس بنچ ۵۷۳۔)

۲۳۔ غیر اسٹامپ شدہ دستاویز جس پر اسٹامپ لگانا چاہیئے تھا۔ فوجداری کارروائیوں میں قابل ادخال ہوتا ہے لیکن دیوانی کارروائیوں میں نہیں ہوتا۔ جب تک اسٹامپ اور تاوان ادا نہ کیا جائے۔ اور

یہ اسٹامپ وہی ہوگا جو تکمیل دستاویز کے وقت بمطابقت قانون واجب الادا ہوتا (دیکھو اوپر دفعہ ۲۳۰)۔

۲۴۔ ایسی دستاویز کے متعلق جو گم ہوگئی ہو یا جو پیش نہ کی گئی ہو قیاس ہوگا کہ وہ حسب ضابطہ اسٹامپ شدہ تھی (پولی بنام گاڈون (Pooley v. Godwin) ۱۸۳۵ء ۴ اڈالفس وایلس ۹۴)

۵۸۹ ۲۵۔ کوئی خط جو بعنوان "بغیر ذمہ داری" لکھا گیا ہو۔ شہادت میں نہ لکھنے والے کے خلاف اور نہ لکھنے والے کی طرف سے قابل ادخال ہوگا۔ اور نہ اس خط کا جواب ہی قابل ادخال ہوگا۔ اگرچہ وہ صراحۃً بعنوان "بغیر ذمہ داری" نہ لکھا گیا ہو (پاڈاک بنام فارسٹر (Paddock v. Farrester) ۱۸۴۲ء ۳ مانگ و گرینگر ۹۰۳۔ ۶۰ رسل وریان ۲۴۔ ۱۲۔ اور دیکھئے کرٹز بنام اسپنس (Kurtz v. Spence) ۵۷ لاجرنل چانسری ۲۳۸)۔

۲۶۔ تیس سال سے قدیم دستاویزات خود اپنے کو ثابت کرتے ہیں بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ حراست جائز یا ایسی جگہ سے پیش کئے گئے ہیں جہاں ان کے ہونے کی معقول طور پر توقع کی جاسکتی تھی۔ (ملک بنام فارنگٹن (R. v. Farrington) ۱۸۸۸ء ۲ ٹائمز رپورٹ ۱۷۴۔ کراگٹن بنام بلیک (Croughton v. Blake) ۱۸۴۳ء۔ ۱۲ میسن و ولزبی ۲۰۵۔ ۲۔ ۶۷ رسل وریان ۳۱۰۔ ڈوڈی ٹامس بنام بنیان Daed. Thomes. Baynon ۱۸۳۰ء۔ ۱۔ اڈالفس وایلس ۱۳۴۔

خط

۲۷۔ خط کو کوئی ایسا شخص ثابت یا اس کی تردید کرسکتا ہے۔ جس نے بچشم کاتب کو لکھتے ہوئے دیکھا یا اس کے ساتھ خط و کتابت کی ہو۔ ڈوڈی مڈ بنام سکرمور (Dœ d. Mudd v. Suckermare) ۱۸۳۶ء۔

۵ اڈالفس وایلس ۳۴۰۔ یا کسی ایسی تحریر سے مقابلہ کرنے سے جس کا اصلی ہونا ثابت ہو خط ثابت یا مسترد ہو سکتا ہے۔ قانون ضابطۂ فوجداری ۱۸۶۵ء دفعہ ۸)۔
۲۸۔ ماہروں یعنی ایسے اشخاص کی شہادت سے بھی جنھوں نے خط کو موضوع مطالعہ بنایا ہو خط ثابت یا مسترد کیا جاسکتا ہے (نیوٹن بنام رکٹس (Newton v. Ricketts) ۱۸۶۱ء۔ ۹ مقدمات دارالامرا ۲۶۲)۔

دستاویزات کی شہادت اصلی

۲۹۔ ایک عام اصول بطور خانگی دستاویزات اصل دستاویزات کے پیش کرنے سے اور سرکاری دستاویزات (سہولت کی بنا پر) نقول مصدقہ کے پیش کرنے سے ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ (دیکھو اوپر دفعات ۴۷۴۔ ۴۸۷۔

دستاویزات کی شہادت منقولی

۳۰۔ پیدائش۔ نکاح۔ موت کے رجسٹر نقول مصدقہ کے ذریعے سے ثابت کئے جاسکتے ہیں۔ پریوی کونسل کے احکام اور دوسرے بہت سے دستاویزات لندن گزٹ، یا تنقیح شدہ نقول کے ذریعے یا کسی اور طریقے سے جس کا خاص قوانین موضوعہ میں حکم ہو (دیکھو دفعہ ۴۸۷)۔
۳۱۔ گم شدہ دستاویز کو نقل یا اس کے مضامین کی زبانی شہادت سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ لیکن پہلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کافی تلاش کے بعد بھی وہ نہیں ملی۔ (گیادرکول بنام میال (Gathercole v. Miall) ۱۸۴۶ء۔ ۱۵ میسن وولسن بی ۳۱۹)
۳۲ کسی ایسی دستاویز کے مضامین کی منقولی شہادت قابل ادخال ہوتی

ہے جو فریق مخالف کے قبضے میں ہو اور اس کو اس دستاویز کے پیش کرنے کی اطلاع دی گئی ہو لیکن وہ اس میں قاصر رہا ہو۔ دیکھو اوپر دفعہ ۲۸۲)۔

۳۳۔ جب کوئی گواہ عدالت میں حلف اٹھا چکا ہو اور اس کے قبضے میں کوئی دستاویز ہو تو عندالطلب وہ اس کے پیش کرنے پر مجبور ہوگا گو اس کو پیش کرنے کی کوئی اطلاع نہ دی گئی ہو (ڈائر بنام کالنس (Dwyer v. Callins) سنہ ۱۸۵۲ء۔ ۱۷ اسپیکر ۶۳۹)۔

۳۴۔ جب ایک مرتبہ منقولی شہادت قابل ادخال ہو جائے تو کسی بھی قسم کی جائز منقولی شہادت قابل ادخال ہوگی۔ گو زیادہ بہتر قسم کی منقولی شہادت پیش کی جا سکتی ہو۔ (ڈو ڈی گلبرٹ بنام راس (Dœ d. Gelbert v. Rass) سنہ ۱۸۴۰ء۔ ۷ میسن و ولز بی ۱۰۲)۔

واقعات کا متعلق ہونا

۳۵۔ شہادت امور تنقیحی کے متعلق اور ان تک ہی محدود ہونی چاہیئے (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۱)۔

۳۶۔ امور تنقیحی سے غیر متعلق شہادت بھی نیت ثابت کرنے دی جا سکتی ہے۔ مثلاً جب الف پر ب کو زہر دینے کے الزام پر مقدمہ چلایا جا رہا ہو۔ تو یہ شہادت قابل ادخال ہوگی کہ اس نے ج کو بھی زہر دیا ہے۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۵)

۳۷۔ فریقین کے چال چلن کی شہادت قابل ادخال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ کارروائی اس نوعیت کی ہو کہ چال چلن امر تنقیح طلب ہو یا کارروائی فوجداری ہو۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۵۷)۔

۳۸۔ فوجداری کارروائیوں میں ملزم کے اچھے چال چلن کی شہادت قابل ادخال ہوتی ہے۔ اور اگر دی جائے تو برے چال چلن کی شہادت سے اس کی تردید کی جا سکتی ہے۔ نیز جب چالان میں یہ الزام ہو کہ ملزم نے

جرم کا ارتکاب سابقہ سزا یابی کے بعد کیا ہے۔ اور ملزم اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کرے تو استغاثے کی جانب سے بھی جواباً سابقہ سزا یابی ثابت کی جا سکتی ہے (قانون سرقہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۱۱۶۔ فاکینر بنام ملکہ (Faulkiner v. R.) ۱۹۰۵ء ۲ کنگس بنچ ۷۶۔ اور قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء دفعہ ۱ کے تحت بھی سابقہ سزا یابی ثابت کی جا سکتی ہے۔ یعنی جب ملزم اپنے اچھے چال چلن کی شہادت پیش کرے یا گواہان چالان کو برا کہے یا اپنے شریک مدعی علیہ کے خلاف گواہی دے۔

۳۹۔ چال چلن کی شہادت سے مراد کسی فریق کی عام شہرت ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کی طبیعت کے متعلق گواہ کی ذاتی رائے (ملکہ بنام روٹن (R. v. Rawtan) ۳۴ لا جرنل مجسٹریٹ کیس ۵۷)

بار ثبوت

۴۰۔ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو فی الجملہ امر نزاعی کے وجود کو بیان کرتا ہے (ایماس بنام ہیوس (Amas v. Hughes) ۱۸۳۵ء ۱۔ مانٹنگ و رایلانڈ رپورٹس ۴۶۴۔

کتنا ثابت کرنا چاہئے ۵۹ھ

۴۱۔ اگر تنقیحات فی الجملہ ثابت کئے جائیں تو کافی ہے۔ (دیکھو اوپر دفعہ ۲۷۲)

قیاسات

۴۲۔ یہ ناقابل تردید قیاس قانونی ہے کہ سات سال سے کمسن بچہ

جرم سنگین کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ ہر شخص قانون سے واقف ہوتا ہے یعنی قانون سے لاعلمی کوئی جواب دہی نہیں ہے (اوپر دفعات ۳۰۵ تا ۳۰۶)۔

۴۳۔ یہ قابل تردید قیاس قانونی ہے کہ جو بچہ دوران نکاح میں پیدا ہوا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے۔ یہ کہ ہر شخص بیانا و معصوم ہوتا۔ اور اپنے قانونی فرائض کو ادا کرتا ہے (دیکھو اوپر دفعہ ۳۱۴)۔

۴۴۔ منجملہ قیاسات واقعاتی کے یہ بھی قیاسات ہیں کہ فطرت کے معمولی طریقے پر عمل ہوا ہے۔ ایک عمر گزر جانے کے بعد عورت کو بچہ نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ کوئی شخص غیر واجب الادا رقم ادا نہیں کرتا (اوپر دفعہ ۳۱۵)۔

۴۵۔ خاص قیاسات کو عام قیاسات پر ترجیح ہوتی ہے۔ مثلاً قیاس معصومی کی اس قیاس سے تردید ہوتی ہے جو مال مسروقہ کے جدید قبضے سے پیدا ہوتا ہے۔ (اوپر دفعہ ۳۲۱)

۴۶۔ قیاسات جو طریق فطرت سے مستنبط ہوں۔ اتفاقی قیاسات سے قوی ہوتے ہیں (دیکھو اوپر دفعہ ۳۳۲)

سنی سنائی شہادت

۴۷۔ سنی سنائی شہادت عام طور پر ناقابل ادخال ہوتی ہے۔

۴۸۔ لیکن ایسی شہادت حسب ذیل صورتوں میں دی جاسکتی ہے یعنی ایسے متوفی گواہ کی گواہی پیش کی جاسکتی ہے جو انھیں فریقین کے درمیان مقدمے کی کسی سابقہ نوبت پر دی گئی ہو۔ یا جب وہ شجرۂ نسب یا اغراض عامہ سے متعلق ہو۔ یا وہ متوفی اشخاص کے ایسے بیانات ہوں جو ان کے مفاد کے خلاف ہوں۔ یا جو ان کے فرائض کے دوران میں دیئے گئے ہوں۔ یا جو بیان قبل مرگ ہو۔ اور ایسی شہادت درمیانی درجہ اسئول

کے متعلق بھی دی جا سکتی ہے (اوپر دفعہ ۴۹۶)۔
۴۹۔ زنا بالجبر یا ایسے ہی جرم کے الزام میں متضرر عورت کے بیان کی تفصیلات بھی قابل ادخال ہوتے ہیں۔ صرف بیان یا شکایت کرنے کا واقعہ ہی قابل ادخال نہیں ہوتا (ملک بنام لیلیمان (R. v. Lillyman) سنہ ۱۸۹۶ء ۲ کوئینس بنچ، ۱۶۷۔ اوپر دفعہ ۴۹۵۔

شہادت آراء

۵۹۲

۵۰۔ باستثنیٰ ثبوت شناخت خط یا عمر۔ گواہوں کے آراء بطور شہادت قابل ادخال نہیں ہوتی ہیں۔ لیکن ماہروں کی رائیں علم فن۔ تجارت اصطلاحی الفاظ۔ خط یا قانون ملک غیر کے ثبوت میں قابل ادخال ہوتے ہیں۔ (اوپر دفعہ ۵۱۱)

اقبالات دیوانی و فوجداری

۵۱۔ جو کچھ کسی شخص نے اپنے خلاف کہا ہو قانون اس کو مسترد کرتا ہے اور جو کچھ اس نے اپنے خلاف کہا ہو۔ اس کو قابل ادخال قرار دیتا ہے۔ لیکن جب کسی فریق کے خلاف اس کا کوئی اقبال پیش کیا جائے تو وہ مستحق ہوگا کہ اس کے کل بیان کا اتنا حصہ بھی پیش کیا جائے جو اقبال کی توضیح کے لیے ضروری ہو۔ گو یہ حصہ اس کے موافق ہو۔ لیکن جوری بیان کے مختلف حصوں کو مختلف وقعت دے سکتی ہے۔
۵۲۔ کوئی اقبال کسی تحریری دستاویز کے مضامین کی اصلی شہادت بطور قابل ادخال ہو سکتا ہے (سلاٹری بنام پولی (Slatteric v. Pooley) سنہ ۱۸۴۰ء۔ ۶ میسن و ولزبی ۶۶۴) کسی خط کا محض جواب نہ دینا۔ اس کے مضامین کی صحت کا اقبال کرنا نہیں ہوتا ہے۔ (ویڈی مان بنام

والپول (Wiedeman v. Walpole) سنہ ۱۸۹۱ء ۲ کوئینس بنچ ۵۳۴، عدالت مرافعہ۔)

۵۳۔ یہ واقعہ کہ کسی فریق نے گواہ سے جھوٹی شہادت دینے کی خواہش ظاہر کی۔ اس فریق کے خلاف قابل ادخال شہادت اس امر کی ہوتا ہے کہ گویا اس فریق نے اقبال کیا ہے کہ اس کا مقدمہ کمزور ہے (موریارٹی بنام لندن چاتھم وڈوور ریلوے کمپنی (Moriarty v. London, Chatham and Dover Ry. Co.) سنہ ۱۸۷۰ء کوئینس بنچ ۳۱۴)

۵۴۔ ملزم کا اقبال فوجداری اس کے خلاف قابل ادخال شہادت ہوتا ہے۔ دیگر نہیں اور اس کے قابل ادخال ہونے کے لیے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وہ از خود اور آزادی سے کیا گیا ہے۔ یعنی یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ اس کے لیے کسی شخص ذی منصب نے ترغیب نہیں دی تھی یا اگر ترغیب دی تھی تو اس کا اثر صاف طور پر زایل ہو گیا تھا (ملک بنام تھامپسن سنہ ۱۸۹۳ء ۲ کوئینس بنچ ۱۲۔ کراون کیس ریزرفڈ)

۵۵۔ مذکورۂ بالا اقبال فوجداری ہی ایسا اقبال ہوتا ہے جو فوجداری مقدمات میں مدعی علیہ کے خلاف قابل ادخال شہادت ہوتا ہے (دیکھو دفعہ ۹۷)

۹۴۳

ضمیمہ (الف)

مادی شہادت

(ائیل لا جرنل (Yale Law Journal) جلد ۲۹ مئی ۱۹۲۰ء)

صفحہ ۷۰۵ تا ۷۱۱ سے باجازت دوبارہ طبع کیا گیا ہے۔

مادی شہادت کے جملے پر مصنفین نے بہت توجہ نہیں کی ہے۔ اور نہ یہ جملہ ہماری قانونی زبان میں کچھ بہت زیادہ رائج ہو گیا ہے۔ بنتھم نے اپنی متعدد تصنیفات میں اسے ہی ایجاد کیا۔ اور بیسٹ نے غور و فکر بغیر اسے اختیار کر لیا۔ گرین لیف۔ ٹیلر۔ وارٹن و اسٹیفن (Greenleaf, Taylor, Wharton & Stephen) نے اس سے اعراض کیا ہے تھیئر (Thayer) نے اس کا نہایت ہی کم ذکر کیا ہے۔ وگمور (Wigmore) اس پر تنقید کر کے اس کو مسترد کر دیتے ہیں۔ اور چیمبرلین (Chamberlayne) اس کا ایک طویل تجزیہ کرنے کے بعد اس کو بڑی حد تک بے کار قرار دیتے ہیں۔ دراصل اگر مرحوم مسٹر گلسن (Mr. Gulson) اپنی عالمانہ و غور و فکر پر مائل کرنے والی کتاب فلسفہ ثبوت[1]

---

[1] فلسفہ ثبوت از گلسن ۱۹۰۵ء۔

میں اس کے لیے غیر معمولی اہمیت کا دعویٰ نہیں کرتے تو نہ زیادہ قانونی اصطلاحات سے بالکلیہ حذف ہی ہو جاتی۔ اور باوجود اس نوع کی شدہ عظمت کے کیا اب بھی یہ اس کے متقدر نہیں ہیں۔ ایک قابل غور امر ہے "مادی شہادت" کی تعریف کیا ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کا مصنف میں زیادہ تر اطلاق ہوتا ہے۔ اور اس سے شہادت کے بہت ہی کم سوال پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اس کی بہت متضاد تعریفات کیے گئے ہیں جن میں سے ایک کو بھی پوری طرح قابل اطمینان یا عام طور پر مسلمہ نہیں کہہ سکتے اس کے تین اہم مفہوم بتلائے جاتے ہیں۔ اور ہم تفصیل سے ان کی تنقیح و جانچ پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔

(الف) شہادت اشیا بہ خلاف شہادت اشخاص:۔ بنتھم جو ہماری اکثر شہادتی تقسیمات کے ذمہ دار ہیں۔ ابتداءً عام شہادت یا قدرتی شہادت کی تعریف سے کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:۔

"ایسی شہادت کہ جس سے کسی کے ذہن میں یقین پیدا ہو سکے۔ دو ماخذ ہوتے ہیں۔ یعنی خود کسی شخص کے ادراکی یا ذہنی قوتوں کا عمل۔ اور دوسروں کی ایسی ہی قوتوں کا مبینہ عمل"[1]

اول الذکر کو وہ شہادت "داخلی" اور موخر الذکر کو شہادت "خارجی" کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ان مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہیں جن میں عدالتی شہادت تقسیم کی جا سکتی ہے۔ ان میں سے پہلی تقسیم "شخصی و مادی شہادت" کی ہے۔

"شخصی شہادت وہ ہے جو کسی انسان کے ذریعے سے یا تو ارادی طور پر
صفحہ ۹۴ اس کی گفتگو یا اشاروں سے اور ایسی شہادت کو آئندہ سے گواہی کہا جائے گا۔
یا غیر ارادی طور پر چہرہ یا طرز عمل کی تبدیلیوں سے دی جاتی ہے۔ مادی شہادت
وہ ہے جو ایک ہستی کے ذریعے سے دی جاتی ہے جس کا تعلق بنی نوع انسان

[1] معیار عدالتی شہادت ۱۸۲۷ء جلد ۱ صفحہ ۱۸ و ۵۲ مصنفہ بنتھم۔

سے نہیں بلکہ طبقہ اشیا سے ہوتا ہے .... مادی شہادت سے میری مراد تمام وہ شہادت جس کا ماخذ اشیا میں سے کوئی شے ہوتی ہے۔ اور اس میں اشخاص بھی داخل ہوتے ہیں تو اپنے خواص کی وجہ سے جو ان میں اور اشیا میں مشترک ہوتے ہیں"[1]

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جسمانی مادی شہادت چاہے اس کا ماخذ مادی ہو کہ شخصی یا تو بلاواسطہ ہوتی ہے۔ یعنی جب وہ شے جو ماخذِ شہادت ہوتی ہے۔ جج کے حواس کے سامنے موجود ہوتی ہے۔ یا خبری یعنی جب اس کی حالت کی اطلاع ایک محسوس کرنے والا گواہ دیتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ گواہ کی حد تک تو بلاواسطہ ہوتی ہے۔ لیکن جج کے لیے خبری[2]۔

ان تعریفات کے متعلق ایک دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ بنتھم مادی و شخصی شہادت میں کیا داخل سمجھتے تھے؟ مادی شہادت کے اس حصے کے متعلق کوئی دشواری پیدا نہیں ہوتی ہے۔ جس کا ماخذ وہ مادی یعنی غیر ذی روح اشیا بتلاتے ہیں۔ لیکن جب وہ مادی شہادت کے شخصی ماخذ کا ذکر کرتے ہیں تو کافی دشواری پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق متضاد آراء پائے جاتے ہیں۔ اس سے ٹھیک ٹھیک ان کا مطلب کیا ہے۔ اور "شخصی ماخذ والی مادی شہادت" اور "شخصی شہادت" میں جس کی انھوں نے اوپر تعریف کی ہے کس امر میں فرق ہے؟ ہمارے خیال میں ان کا مطلب صرف "ان خواص سے ہے جو اشخاص میں اشیا کے ساتھ مشترک طور پر پائے جاتے ہیں" اور یہ فرض کرنے میں کہ بنتھم اس میں اشخاص کے ارادی اعمال کو بھی داخل سمجھتے تھے۔ لبسٹ[3] و گلسن[4]

---

[1] کتاب مذکورہ از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۵۱ و ۵۲۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۶۔ مقالہ عدالتی شہادت از ڈوبان ۱۸۲۵ء صفحہ ۱۹۔

[2] ایضاً بنتھم جلد ۳ صفحات ۳۳ و ۳۴۔

[3] قانون شہادت از لبسٹ ۱۸۵۸ء دفعات ۱۹۶ و ۱۹۷۔

[4] فلسفۂ ثبوت از گلسن دفعات ۲۲۳ تا ۲۲۵۔

دونوں نے غلطی کی ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے کہ انھوں نے اس امر پر اپنی رائے صاف ظاہر نہیں کی ہے۔ لیکن اس کے متعلق ان کے مختلف حوالہ جات سے ان کا مطلب بلا کسی شبہے کے ظاہر ہو جاتا ہے۔ مثلاً

"اشخاص چونکہ مادہ و روح دونوں سے مرکب اور جسمانی و نفسیاتی خواص سے متصف ہوتے ہیں۔ وہ اپنے جسمانی خواص کے لحاظ سے طبقۂ اشیا میں داخل ہوتے ہیں۔ اسی لیے مادی شہادت کا ماخذ مادی و نیز شخصی ہوتا ہے۔ اور شخصی شہادت کا ماخذ شخصی ہی ہو سکتا ہے[1]"

کسی بھی قسم کی قراینی شہادت کو جس کا ماخذ گو کوئی شخص ہو۔ لیکن جس سے اس کی ذہنی حالت نہ ظاہر ہوتی ہو۔ زیادہ بہتر طریقے پر شخصی شہادت کہنے کے بجائے مادی شہادت کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً اس شکل کو جو کسی مردہ یا قریب المرگ شخص کے جسم پر کسی زخم کی وجہ سے بن جاتی ہو[2]"

قراین میں حالت اشیا و عمل اشخاص داخل ہوتے ہیں۔ اشیا سے مادی شہادت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن چاہے ہم اشیا سے بحث کریں یا اشخاص کے عمل سے اس قسم (اس قراینی شہادت) کو ہمیشہ علت و معلول کے طریقے پر مبنی پائیں گے[3]"

595 اور قراینی شہادت کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے ان کے ان دو بڑے اقسام یعنی مادی شہادت اور عمل اشخاص کو بنتھم نے باوجود ہر ایک پر نہایت تفصیل سے بحث کرنے کے ہر ایک کو بالکل علیحدہ رکھا ہے۔ سہولت کی وجہ سے اپنی تمثیلات کو فوجداری مقدمات تک محدود کرتے ہوئے وہ اول الذکر عنوان کے تحت حسب ذیل مدات بیان کرتے ہیں۔ (۱) موضوع جرم (مقتول یا مجروح شخص۔ شی جس کو نقصان پہنچایا گیا

---

[1] کتاب مذکورہ مصنفہ بنتھم صفحہ ۱۱۔ نوٹ۔

[2] ایضاً ۹۹ نوٹ۔ [3] ایضاً ۱۱۔ نوٹ۔

[3] کتاب مذکورہ مصنفہ راز ڈومان ۱۴۳۔

یا جو بالکل تباہ ہوگئی ہو ــــ دستاویز یا سکہ جو جعلی بنایا گیا ہو۔ (۲) ثمر جرم۔ (اشیائے مسروقہ ــــ روپیہ یا منافعہ جو حاصل ہوا ہو) (۳) آلات جو ارتکاب جرم میں استعمال کئے گئے ہوں۔ (۴) اشیا جن سے تیاری میں مدد ملی ہو۔ (۵) متاع جرم کو رکھنے کا مقام۔ (۶) قریب کی اشیا جن میں جرم کی وجہ سے تغیر ہوا ہو۔ (یعنی مثلاً مقامات جن پر خون کے چھینٹے اڑے ہوں) ان تمام چیزوں سے وہ کہتے ہیں کہ جرم تو ظاہر ہو جاتا ہے۔ چاہے مجرم کا بھی پتہ چلے یا نہ چلے[1]۔ برخلاف اس کے عمل اشخاص کے عنوان کے تحت وہ تیاریوں۔ اقدام۔ اظہار ارادہ دھمکیوں ــ ملزم کی خاموشی، یا اقبال ہائے جرم۔ شہادت کے چھپانے یا دبانے۔ فرار ہونے۔ وجوہ ہائے تحریک وچال چلن کو بیان کرتے ہیں[2]۔ نیز ملحوظ رکھئے کہ اوپر جو چھ ذیلی عنوان پہلے بیان کئے گئے ہیں وہ سب ایک ایسے باب میں مذکور ہیں۔ جس کا عنوان "مادی شہادت"[3] ہے۔ لیکن بعد کے دس ابواب میں سے کسی کے لیے بھی یہ عنوان استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ اور ان میں عمل اشخاص کے مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا ہے[4]۔ اسی لیے فی الجملہ یہ معقول حد تک یقینی امر ہے کہ عنوان "جسمانی مادی شہادت چاہے اس کا ماخذ مادی ہو کہ شخصی" کے تحت بنتھم اشخاص کے ارادی عمل کو شریک نہیں کرتے تھے۔

ایسی صورت میں ہم کو قدرتی طور پر توقع کر لینی چاہیئے کہ وہ اس کو "شخصی شہادت" کے عنوان کے تحت شریک کریں گے۔ کیونکہ وہ صاف اور ٹھیک طور پر اسی کے تحت آتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ وہ شخصی شہادت کی اپنی متعدد تعریفات میں اشخاص کے

---

[1] کتاب مذکورۂ صدر از بنتھم جلد ۳ باب ۳۔

[2] ایضاً ابواب ۴۔ ۱۳۔

[3] ایضاً باب ۳۔

[4] ایضاً باب ۴۔ ۱۳۔

ارادی عمل کا کوئی ذکر ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اشخاص کے صرف بیانات یا طرز عمل ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ پس دیکھئے کہ (۱) اپنی اصل تعریف میں جس کو اوپر نقل کر دیا گیا ہے وہ شخصی شہادت کی اس طرح تعریف کرتے ہیں کہ یہ وہ شہادت ہے "جو کسی انسان کے ذریعے سے یا تو ارادی طور پر یا اشاروں سے یا غیر ارادی طور پر چہرہ یا طرز عمل کی تبدیلیوں سے دی جاتی ہے۔" (۲) شخصی شہادت وہ ہے جو کوئی انسان دیتا ہے اور جسے عام طور پر گواہی کہتے ہیں۔ مادی شہادت وہ ہے جو حالت اشیا سے مستنبط ہوتی ہے۔ الف بیان حلفی دیتا ہے کہ اس نے ب کو ج کا تعاقب کرتے اور دھمکیاں دیتے ہوئے دیکھا ج مقتول اور اس کے قریب ب کا خون آلود چاقو پایا جاتا ہے۔ الف کی گواہی شخصی شہادت ہے۔ اور چاقو مادی شہادت۔ مادی کے اصطلاحی معنی شئے کے ہوتے ہیں[۱]۔ (۳) تقسیم جو گواہی دینے والے گواہ کے ارادے سے لی گئی ہو۔ شخصی ارادی یا غیر شخصی ارادی شہادت۔ شخصی ارادی شہادت وہ ہے جو جج کی درخواست پر یا اس کے پہلے وعید یا جبر کے بغیر دی جاتی ہے۔ شخصی ۵۹۶ غیر ارادی شہادت وہ ہے جو جبر یا دباب سے لی جاتی یا جو ارادی غور سے نہیں دی جاتی ہے بلکہ جو گواہ کی خلاف مرضی جذبات کے اثر کے تحت اس کے چہرے حرکات یا طرز عمل سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ علامات اپنی ماہیت میں قرائنی شہادت ہوتے ہیں[۲]۔ جو شہادت بیان کے ذریعے سے دی جاتی ہے وہ بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے اور جو گواہ کے طرز عمل سے حاصل کی جاتی ہے وہ قرائنی شہادت ہوتی ہے[۳]۔" آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ان تمام تعریفات میں بنتھم ارادی عمل کو شخصی شہادت میں شامل کرنے سے عمداً گریز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

[۱] کتاب مذکورہ صدر از ڈومان ۱۲۔

[۲] ایضاً ۱۴۔

[۳] کتاب مذکورۂ صدر از بنتھم ۵۲-۵۴ نہ ۶۹۔

لیکن اگر وہ ارادی عمل کو "مادی شہادت" سے خارج کرتے اور "شخصی شہادت" میں شامل نہیں کرتے ہیں تو پھر وہ آتا کہاں ہے؟ اگر وہ ان دونوں عنوانات کے تحت نہ آئے تو پھر ان کی مادی و شخصی شہادت کی تقسیم شہادت کی کوئی جامع تقسیم نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک جزئی تقسیم ہوگی جو شہادت کے ایک جزو ہی پر حاوی ہوگی۔ کیا مصنف کا یہی مطلب تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ کیونکہ وہ زور سے کہتے ہیں کہ "بہ لحاظ ماخذ تمام شہادت یا تو اشخاص یا اشیا کے ذریعے سے دی جاتی ہے۔ تمام شہادتی واقعات و نیز اصل واقعات اشخاص یا اشیا کے ذریعے سے ہم پہنچائے جاتے ہیں"۱؎ اور اسی لیے آخر کار ہم اس نتیجے تک پہنچنے پر مجبور ہیں کہ گو انھوں نے اس کو صریحی الفاظ میں کہا نہیں ہے لیکن فی الحقیقت وہ ارادی عمل کو شخصی شہادت ہی سمجھتے تھے۔ اس کے لیے ہمارے پاس حسب ذیل وجوہات ہیں کہ (۱) وہ "شخصی ماخذ کے ذریعے سے مادی شہادت" کو صریحی طور پر اشخاص کے ان خواص تک محدود کرتے ہیں جو ان میں اشیا کے ساتھ مشترک طور پر پائے جاتے ہیں"؛ یعنی ایسی شہادت تک جس کا ماخذ گو کوئی شخص ہو لیکن جس سے اس کی ذہنی حالت نہ ظاہر ہوتی ہو"۔ (۲) وہ مادی شہادت کی مفصل تمثیلات میں ایک بھی تمثیل ارادی فعل یا عمل کی نہیں دیتے ہیں)۔ اور (۳) وہ ماہیت قرائنی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ یا تو کسی مادی ماخذ کے مادی واقعے پر مبنی ہوتی ہے یا شخصی ماخذ کے نفسیاتی واقعے پر اس نفسیاتی واقعے کی علامت لازمی طور پر کوئی شخصی ماخذ کا مادی واقعہ ہوتا ہے"۔ اس کے آگے وہ کہتے ہیں کہ تمام نفسیاتی شہادت سوائے شخصی شہادت کے کسی اور عنوان کے تحت آ نہیں سکتی۲؎۔ اس امر کے مد نظر کہ عدالتی شہادت کا بہت زیادہ اہم حصہ اشخاص کے ارادی عمل پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ دوسری جگہ اس پر تفصیل سے بحث کر چکے تھے یہ عجیب بات ہے کہ وہ یہاں تمام زور شخصی شہادت کے گواہیانہ پہلو پر

۱؎ ۳ ایضاً ۱۱ نوٹ ۔

۲؎ ایضاً ۔

دیتے ہیں۔ اور قرائنی پہلو پر ذرا بھی نہیں دیتے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مصنفین [1] نے ان کے مطلب کو قابل معافی طریقے پر غلط سمجھا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں بنتھم مادی شہادت کو باواسطہ و خبری یا مادی شہادت میں منقسم کرتے ہیں۔ لیکن شخصی شہادت کی وہ ایسی کوئی تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ اس فرق کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ فرض کیجئے کہ کسی فوجداری ص ۹۵
مقدمے کی سماعت میں کوئی گواہ ملزم کے خلاف سخت مضر شہادت دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ایک رنگ آتا اور ایک رنگ جاتا ہے۔ یہاں بنتھم کی تعریف کے مطابق شخصی شہادت کی دو قسمیں ہونگی۔ ایک ارادی اور ایک غیر ارادی۔ اور دونوں بلاواسطہ ہونگی۔ فرض کیجئے کہ یہی بیان اور رنگ فق ہونا عدالت سے باہر واقع ہوں اور بعد میں کسی عینی شاہد نے عدالت میں اس کی گواہی دی ہو۔ یہ شہادت "شخصی" لیکن "خبری" ہوگی۔

بنتھم کہتے ہیں کہ "مادی شہادت" ہمیشہ قرائنی ہوتی ہے [1]۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ جب "مادی شہادت" کا کوئی مدا ایسا ہو جس سے اصل واقعہ منطقی طور پر مستنبط ہوتا ہو تو بلاشبہ یہ شہادت قرائنی ہوتی ہے۔ لیکن جب خود وہ یا اس کی کوئی صفت اصل واقعہ ہو تو یہ شہادت صاف طور پر [2] بلاواسطہ ہوتی ہے۔

بسٹ کا تصور مادی شہادت گو فی الجملہ بنتھم کی نقل ہے۔ لیکن اس سے تین امور میں جدا بھی ہے۔ (۱) وہ چہرہ یا طرز عمل کے غیر ارادی تغیرات کو مادی نہ کہ شخصی شہادت قرار دیتے ہیں۔ (۲) گو وہ بنتھم کی مادی شہادت کی اس تعریف کو کہ "وہ ایسی شہادت ہوتی ہے جس کا ماخذ قسم اشیا میں سے کوئی شے ہوتی ہے قبول کرتے ہیں۔ لیکن اس کے تحت وہ نامناسب

[1] کتاب مذکورہ صدر از بنتھم جلد ۱ - ۵۵ - [2] ایضاً ۳۳ - ۳۴ -

[2] کتاب مذکورہ صدر از بسٹ دفعہ ۱۹۶ - کتاب مذکورہ صدر از گلس دفعات ۲۲۷ - ۲۲۰ -

طور پر اشخاص کے ارادی عمل کو بھی داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسی جرم یا توہین کا ارتکاب عدالت میں کیا جاتا ہے تو عدالت کے سامنے اس کی بلا واسطہ مادی شہادت ہوتی ہے[1]۔ اور اسی امر پہ وہ مزید اصرار اپنے اس بیان سے کرتے ہیں کہ مادی شہادت رومی فقہا کی "مادی و واقعاتی" شہادت ہے۔ حالانکہ بنتھم نے احتیاط کے ساتھ کہا ہے کہ اصطلاحی معنوں میں "مادی" سے مراد شے ہوتی ہے۔ (۳) لیکن وہ بنتھم سے زیادہ صحیح طور پر جیسا کہ ہم نے ابھی دکھایا ہے۔ ایسی شہادت کے بلا واسطہ و قرائنی اقسام تسلیم کرتے ہیں[2]۔

مذکورۂ بالا مصنفین کے نقطہ ہائے نظر کی گلسن و چیمبرلین دونوں نے سخت تنقید کی ہے۔ گلسن دو بڑے اہم الزام لگاتے ہیں۔ پہلا الزام یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شہادت کو مادی و شخصی شہادت میں تقسیم کرنا۔

> "اس غلط بحث کی ایک کھلی مثال ہے جو واقعہ ثبوت طلب اور طریق ثبوت یعنی واقعہ موضوع ثبوت اور اس کے طریق ثبوت یعنی شہادت میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ...... کیونکہ یہ کام واقعہ موضوع ثبوت کا نہیں ہے کہ تقسیم شہادت کا تعین کرے۔ بلکہ یہ کام تو ان ذرائع کی ماہیت میں داخل ہے جو اس کے ثبوت کے لئے استعمال کئے جائیں[3]۔"

ملحوظ رہے کہ اس تنقید کی بنیاد وہ فرق ہے جس کو گلسن نے "واقعات" و "شہادت" کے درمیان کرنے کی مسلسل کوشش کی ہے اور جس کو وہ ایک دوسری جگہ
نہایت اہم کہتے اور اپنی کتاب کی مخصوص صفت قرار دیتے ہیں۔ یہ ص۹۹۸
ایک عجیب بات ہے کہ وہ اس بیّنہ فرق کی تائید میں سر جیمس اسٹیفن

۱؎ کتاب مذکورہ صدر از بیسٹ دفعہ ۱۹۶۔

۲؎ ایضاً۔

۳؎ کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۲۲۴-۲۲۵۔

۴؎ ایضاً دفعہ ۱۲۔

کا حوالہ نہیں دیتے ہیں حالانکہ وہ اگر چاہتے تو اسٹیفن سے بھی استناد کر سکتے تھے کیونکہ انھوں نے تیس سال پہلے اپنی ڈائجسٹ میں اسی تقسیم کو اختیار کیا ہے۔ یعنی تعلق واقعات (واقعات) اور ثبوت (زبانی و دستاویزی شہادت) اور وہ بھی اتنے ہی شاکی ہیں کہ "اس فرق کو نظر انداز کرنے سے کل مضمون میں خلط مبحث پیدا ہو گیا ہے۔ اور واضح امور بھی حد درجہ ناقابل فہم ہو گئے ہیں۔"[1] لیکن اسٹیفن کی صورت میں تو ان کے ڈائجسٹ کے مختلف تعریفات و دفعات سے ظاہر ہو گا کہ انھوں نے اس فرق کو ہر جگہ نباہنا قطعاً ناممکن پایا ہے۔[2] اور گلسن کو بھی ایسی ہی دشواری کا سامنا ہے۔ مثلاً وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ واقعات و شہادت کا فرق نہ صرف بے قاعدہ ہی ہے بلکہ کوئی واقعہ جس کی شہادت دی جا سکتی ہے۔ وہ "ایک معنی میں طریقہ ثبوت بھی ہوتا ہے"[3] لیکن وہ اس امر کو محسوس نہیں کرتے ہیں کہ اگرچہ وہ واقعات کو موضوع شہادت ہونے کی وجہ سے شہادت سے خارج کرتے ہیں لیکن گواہی کا "بڑھیا شہادت"[4] ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ گواہی موضوع ادراک (واقعہ) ہوتی ہے۔ پس انھیں کے بیان کے بموجب ایک شے دوسری شے کی موضوع ہو سکتی۔ اور باوجود اس کے "شہادت"

[1] ڈائجسٹ قانون شہادت از اسٹیفن ۱۸۷۶ء۔ ۱۲۔

[2] مثلاً اقبال کو جو دفعہ ۱۵ کی رو سے ایک "واقعۂ متعلقہ" ہے دفعہ ۲۴ میں شہادت اصلی کہا گیا ہے۔ اور ایک دوسرے موقع پر یہ سوال کرنے کے بعد کہ "شہادت کیا ہے" کہا گیا ہے کہ اس کا ایک ہی ممکن جواب یہ ہے کہ ایک واقعہ دوسرے سے یا تو متعلق ہوتا ہے یا نہیں، یہ ایسی تعریف ہوئی جس کے اگر لغوی معنی لیں تو اس میں واقعات تو داخل ہوں گے لیکن گواہی اور دستاویزات جن کو اب تک شہادت کہا گیا ہے داخل نہیں ہوں گے۔ (مزید دیکھئے شہادت از فپسن طبع ششم ۱-۵۱ تا ۵۲)۔

[3] کتاب مذکورہ صدر از گلسن دفعات ۲۰۳ و ۲۶۰۔

[4] ایضاً دفعات ۳۲۲ و ۳۵۴۔

کہی جاسکتی ہے اور اسی لیے یہاں بھی مثل اسٹیفن کی تقسیم کے۔ معیار موضوع ہر صورت میں کام نہیں دے سکا۔ دراصل یہ بنتھم و بسٹ نہیں ہیں جنھوں نے واقعۂ ثبوت طلب و طریق ثبوت میں غلطی کی ہے بلکہ خود گلسن ہی ہیں جو پوری طرح یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ واقعۂ ثبوت طلب جب ثابت ہو جائے تو خود طریق ثبوت ہو جاتا ہے۔ ان کی دوسری تنقید یہ ہے کہ بنتھم و بسٹ کی ”خبری مادی شہادت“ کو عملاً ان کی ”شخصی شہادت“ سے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اس کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اور ”بلاواسطہ مادی“ و ”شخصی“ شہادت کی ان کی باقی تقسیمیں ان کی پہلی زیادہ علمی تقسیم شہادت اندرونی و شہادت خارجی میں آجاتی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہی تقسیم یا تصقف زیادہ علمی ہے۔ اسی کو اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے متعلق ان کے دلائل بہت طویل ہیں۔ اسی لیے ہم ان کے ذکر کو نظر انداز کرتے ہیں۔ لیکن بلا شبہ بسٹ نے اپنی ”مادی“ شہادت کی تعریف کو اتنی وسعت دی ہے کہ اس میں سوائے گواہی کے عملاً ہر قسم کی شہادت آجاتی ہے۔ اور ”مادی“ شہادت میں ”خبری“ مادی شہادت کو بھی شامل کرنے سے وہ اس مجموعے کو ”شخصی“ یا ”خارجی“ شہادت کے مشابہ کر دیتے ہیں لیکن بنتھم تو اس امر کو صاف کر دیتے ہیں کہ جب وہ ”خبری مادی“ شہادت کہتے ہیں تو کم از کم ان کا مطلب ایک خاص نوع (یعنی نوع اشیا) سے ہوتا ہے جو ایک بالکل جدا نوع (یعنی ”شخصی شہادت یا کم از کم اس کے اس حصے کا جس کو وہ گواہی کہتے ہیں) کا موضوع ہوتی اور عدالت کے روبرو اس کے ذریعے سے پیش کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے ان دونوں اقسام کو مخلوط کر دینے کا الزام بنتھم پر لگایا نہیں جا سکتا غالباً انھوں نے اس اعتراض کو پیش از پیش دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تو وہ وضاحت کر دیتے ہیں کہ ”بلاواسطہ مادی شہادت خالص مادی و خالص قرائنی شہادت ہوتی ہے“ اور ۹۹ص

ے ایضاً صفحہ ۲۲۳-۲۲۶

"خبری مادی شہادت ایک مرکب ہے جس کے اجزا مادی شہادت جو شخصی شہادت کے ذریعے سے دی جائے اور قراینی شہادت جو بلاواسطہ شہادت کے ذریعے سے دی جائے ہوتے ہیں۔ خبر دینے والے گواہ کے لیے وہ بلاواسطہ خاص مادی شہادت ہوتی ہے۔ لیکن جج کے لیے وہ خبری مادی شہادت ہی ہوتی ہے۔[1]"

اسی لیے بنتھم کی بلاواسطہ شہادت کا مفہوم شہادت داخلی کے مفہوم سے کم وسیع ہے۔ اور ان کی شخصی شہادت کا مفہوم ان کے خارجی شہادت کے مفہوم سے زیادہ وسیع۔

اب جیمبرلین کی تنقید پر غور کیجئے یہ بدقسمتی سے مذکورۂ بالا اساتذہ کو بعض وقت غلط سمجھنے کی وجہ سے کسی قدر ناقص ہے۔ مثلاً وہ مادی شہادت کی بلاواسطہ و خبری تقسیم کو بجائے بنتھم کے بسٹ سے منسوب کرتے ہیں۔ اور ان کی اس ابتدائی غلطی سے دوسری ضمنی غلطیاں بھی ہوگئی ہیں۔

"(بسٹ کے) مادی و شخصی شہادت کے اس تصنیف یا تقسیم کی وجہ سے متعدد ایسے مسایل پیدا ہوگئے ہیں جن کا بنتھم نے ذکر نہیں کیا ہے۔ ان میں حسب ذیل مسایل بھی ہیں:- (۱) مادی شہادت یا تو بلاواسطہ ہوتی ہے یا خبری (۲) گولہ کا غیر ارادی فعل شخصی نہیں بلکہ مادی شہادت ہے۔ یہ مزید مسایل بنتھم کی ابتدائی تعریف کے بالکل مغائر معلوم ہوتے ہیں .... اور ان سے لازمی طور پر بہت کچھ غلط بحث پیدا ہوگیا ہے ..... بسٹ کی مادی و شخصی کے تصنیف کی تعریف بنتھم کی شہادت داخلی و خارجی کی تعریف کو اپنی مادی و شخصی شہادت کی تعریف میں اضافہ کرنے میں اتنی ہی غلط معلوم ہوتی ہے جتنی کہ بنتھم کے ارادی و غیر ارادی کے فرق کو اضافہ کرنے میں .... اس شہادت کے متعلق جو عدالت کا خود مشاہدہ ہو بنتھم کے نقطۂ نظر سے ضروری نہیں کہ وہ صرف مادی شہادت ہی ہو یا اس وجہ سے مادی شہادت ہو جائے۔ بسٹ کا تصور یہ معلوم

[1] کتاب مذکور جلد ۱ از بنتھم جلد ۱ صفحہ ۶۶ نوٹ۔ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۳۳-۳۴۔

ہوتا ہے کہ مادی، شہادت کا یہ تصنیف جس کی رو سے وہ ہر اس امر پر حاوی ہو جس کو عدالت خود مشاہدہ کرے، بنتھم کی تعریف کے مطابق ہے۔[1]

لیکن بسٹ مادی شہادت کی بلاواسطہ و خبری تقسیم کا مادی و شخصی شہادت میں اضافہ نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ وہ مثل بنتھم کے اس کو صرف مادی شہادت تک محدود کرتے ہیں۔ اور نہ وہ یہ تصور کرتے یا سمجھتے ہیں کہ بنتھم کا یہ تصور ہے کہ مادی و ادراکی شہادت ایک ہی ہیں۔ کیونکہ وہ بنتھم کی تتبع اس امر میں کرنے کے بعد کہ مادی شہادت بعض وقت بلاواسطہ نہیں ہوتی بلکہ خبری ہوتی ہے وہ مشکل ہی سے یہ تصور کر سکتے یا بنتھم سے اس خیال کو منسوب کر سکتے ہیں کہ وہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی لیے بسٹ اس امر کے متعلق تو غلطی پر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ یہ فرض کرتے ہیں کہ مادی شہادت کا ان کا وسیع مفہوم اور بنتھم کا اس کا محدود مفہوم دونوں ایک ہیں۔ گلسن کے نقطۂ ہائے نظر کا خلاصہ کرنے میں بھی جیمبرلین پوری طرح قابل اعتبار نظر نہیں آتے ہیں۔ کیونکہ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ "مادی شہادت" کے صحیح معنوں کے متعلق بسٹ کی رائے سے گلسن کو بھی اتفاق ہے۔[2] اور اور اس کی تائید میں وہ اس جرم کی مثال پیش کرتے ہیں۔ جس کا ارتکاب عدالت کے روبرو کیا جائے۔ اور جس کو بسٹ نے مادی شہادت کی مثال بطور پیش کیا اور گلسن نے اس کو ٹھیک کہا ہے۔ لیکن وہ اس پسندیدگی کی وجہ پر غور نہیں کرتے ہیں گلسن پوچھتے ہیں کہ یہ شہادت 'مادی کیوں ہے؟ ص ۹۰

"یقیناً اس لیے نہیں کہ 'جسم اشیا میں سے کوئی شئے اس شہادت کا ماخذ ہوتا ہے'۔ کیونکہ زیر بحث امر تو یہاں ایک شخص کا فعل ہے۔ یعنی ایک ذی روح کا ارادی فعل جو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ایک نفسیاتی واقعہ ہوتا ہے۔ یہ شہادت مادی اس لیے ہے۔ کہ خود یہ واقعہ یا فعل عدالت کے قوائے مدرکہ کو محسوس ہوتا ہے۔"[3]

---

[1] شہادت جدید از جیمبرلین سنہ ۱۹۱۱ء جلد ا۔ دفعہ ۲۸۔
[2] ایضاً دفعہ ۲۹۔
[3] کتاب مذکورہ صدر از گلسن جلد ا۔ دفعہ ۲۲۴۔

اسٹیفن کی جج کے کھڑکی کے باہر بارش ہورہی ہے یا نہیں دیکھنے کی مثال کا ذکر کرتے ہوئے بھی چیمبرلین کہتے ہیں کہ بنتھم و بسٹ کے تتبع میں مسٹر گلسن اس کو مادی شہادت کہتے ہیں[1]۔ لیکن گلسن اس کو مادی شہادت کیوں کہتے ہیں؟ وہ اس کو مادی شہادت اس کے بلاواسطہ ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ برخلاف اس کے بنتھم و بسٹ اس کو مادی شہادت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا ماخذ شئے ہے۔ اسی لیے دونوں مثالوں میں بھی گلسن ان دونوں مصنفوں کی تتبع نہیں کرتے ہیں۔ اور چیمبرلین کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ بسٹ نے ادراکی شہادت کو مادی شہادت تک محدود کردیا ہے۔ "اور گلسن اس سے متفق ہیں[2]" یہ رائے بیشک گلسن کی ہے۔ لیکن اس میں وہ صریحاً بسٹ سے مختلف ہیں۔ الحاصل چیمبرلین کی رائے ہے کہ "مادی" و "شخصی" شہادت کے اصطلاحات کو اگر باقی رکھا جائے تو یہ صرف عدالت کے نقطۂ نظر سے جائز ہے گواہ کے نقطۂ نظر سے جائز نہیں۔

"جب عدالت مادی اشیا کی فراہم کردہ شہادت یعنی مادی شئے کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ مادی شہادت ہوتی ہے اور جب وہ کسی شخص کی فراہم کردہ شہادت کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ شخصی شہادت ہوتی ہے...۔ اگر عدالت کے ذہنی نقطۂ نظر کے اس تصور کو ترک کردیا جائے تو اس فرق کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی اور اس کے استعمال سے محض خلط بحث ہی ہوتا ہے[3]۔"

(ب) مادی اشیا جو معائنۂ عدالت کے لیے پیش کیے جائیں۔

مادی شہادت کے یہ دوسرے اور نہایت ہی عام طور پر مقبول معنی ہیں۔ یہ بھی بنتھم سے لیے گئے ہیں۔ کیونکہ گو ان میں "جزی مادی" شہادت کا مفہوم داخل

---

[1] کتاب مذکورۂ بالا۔ از چیمبرلین دفعہ ۳۰۔

[2] ایضاً دفعہ ۳۱۔

[3] ایضاً۔

نہیں ہے۔ لیکن یہ بعینہٖ "ان کی" "بلا واسطہ مادی شہادت" ہی ہے۔ مگر ٹیلر مادی شہادت کے الفاظ ہی استعمال نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ عنوان "شہادت بذریعۂ حواس" کے تحت وہ اسی مضمون پر موجودہ تعریف کے نقطۂ نظر سے بحث کرتے ہیں۔ اور اس کے مفہوم کو ان مادی چیزوں (یعنی اشخاص، مقامات یا اشیا) کی جسمانی شکل وصورت یا حالت تک محدود کرتے ہیں جو معائنہ عدالت کے لیے پیش کئے جائیں یا جن کا عدالت معائنہ کرے۔ وارٹن ص۶۰ (Wharten) بھی مادی شہادت کے الفاظ استعمال نہیں کرتے ہیں۔ لیکن بعنوان "معاینہ" کے تحت وہ انھیں امور سے بحث کرتے ہیں۔ جن سے ٹیلر نے بحث کی ہے۔ اور نقطۂ نظر بھی وہی ہے۔ اس کے برخلاف اسٹیفن نے قانون شہادت ہندو ڈائجسٹ دونوں میں نہ صرف اصطلاح مادی شہادت ہی کو ترک کر دیا ہے۔ بلکہ اس موضوع ہی کو۔ اور اسی وجہ سے ان پر بہت کچھ تنقید یں کی گئی ہیں۔ تھیر کہتے ہیں کہ

"اسٹیفن کا حد شہادت کو ا- بیانات گواہان و ۲- دستاویزات تک محدود کردینا شہادت کے بہت ہی محدود معنی اختیار کرنا ہے۔ جب کسی درزی وگاہک کے درمیان کوٹ کے جسم پر ٹھیک ہونے کے متعلق نزاع ہو۔ اور گاہک کوٹ کو دوران سماعت مقدمہ میں عدالت کے سامنے پہن لے.... تو اس واقعے کو شہادت نہ کہنا ناممکن ہے اسی کو بنتھم مادی شہادت کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس کو اگر اس واقعے تک محدود کر دیا جائے جو راست طور پر جو اس عدالت کے سامنے پیش کیا گیا ہو تو ایک نہایت ہی قیمتی فرق پر مبنی ہے۔ اور عملاً اس کی اہمیت کچھ بہت زیادہ نہیں رہتی ہے اگر اس کو خبری مادی شہادت میں مزید تقسیم کیا جائے۔"[۲]

---

[۱] شہادت از ٹیلر۔ (طبع ہشتم ۱۸۸۵ء) دفعات ۵۴۴ تا ۵۶۶۔

[۲] ابتدائی کتاب شہادت از تھیر ۱۸۹۸ء ۲۶۳۔ نوٹ نیز دیکھیے ایضاً صفحہ ۲۸۸۔ ۲۸۱۔ اور مقدمات شہادت (طبع دوم ۱۹۰۰ء) از تھیر صفحہ ۲۰۔

اسی لیے تھیئر بھی جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں۔ مادی شہادت کے اسی مفہوم پر صاد کرتے ہیں۔ چیمبرلین بھی یہی کرتے ہیں۔ اور یہ کہنے کے بعد کہ "اسٹیفن کی تقسیم کی چند بنیادی غلطیوں میں یہ ایک غلطی ہے کہ اس میں ادراک کو بالکل ہی ذریعۂ شہادت نہیں قرار دیا گیا ہے" وہ مادی شہادت کی زیر بحث تعریف اختیار کر لیتے ہیں کہ "جب عدالت مادی اشیا کی فراہم کردہ شہادت یعنی مادی شے کا مشاہدہ کرتی ہے تو وہ مادی شہادت ہوتی ہے" یہ عجیب بات ہے کہ اس امر کے متعلق خود اسٹیفن کی توضیح کو ان سب نقادوں نے نظر انداز کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گو زبانی و دستاویزی شہادت کے علاوہ ایک تیسری قسم ان اشیا کی بھی کی جا سکتی ہے جو عدالت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور جو دستاویزات نہیں ہوتے ہیں۔ تاہم اس تقسیم سے بیجا پیچیدگی پیدا ہوگی۔ اور یہ اس لیے کہ مادی اشیا کی حالت بالعموم زبانی شہادت سے ثابت کی جاتی ہے۔ اس لیے زبانی مادی شہادت میں فرق کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ توضیح گو شاید بہت یقین آفرین نہ ہو۔ لیکن کم از کم یہ ظاہر کر دیتی ہے کہ مادی شہادت کو شہادت کی قسم قرار نہ دینا عمداً تھا۔ سہواً نہیں تھا۔ وگمور بھی مادی شہادت کے جملہ پر مختصراً غور کرنے کے بعد زیر بحث مفہوم کے موید بن جاتے ہیں۔

"اس قسم کے یقین کے لیے بعض وقت مادی شہادت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ گو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ پہلے تو اس لیے کہ لفظ 'مادی' ایک مبہم لفظ ہے اور کافی جامع نہیں۔ نیز اس لیے کہ سختی سے دیکھو تو یہ شہادت ہی نہیں ہے۔ اور تیسرے اس لیے کہ اس لفظ کے موجد بنتھم (کتاب عدالتی شہادت جلد ۳۔ صفحہ ۲۶ الخ میں) ان الفاظ کو مذکورۂ بالا معانی سے جدا معنوں میں استعمال کیا ہے۔ اور اسی لیے یہ ان معنوں سے بھی جدا ہوئے جو آج کل ان الفاظ کے ہو گئے ہیں۔ ان سے ان کی مراد کسی مادی یا جسمانی شے

لہ قانون شہادت ۱۸۷۲ء مقدمہ صفحہ ۱۴۔

ہے متعلق کوئی واقعہ تھا۔ مثلاً کوئی کتاب یا انسان کا پاؤں۔ چاہے عدالت میں پیش کیا گیا یا نہ پیش کیا گیا ہو۔ متاخرین اساتذہ ہی نے عدالت میں پیش کرنے کو اس کی ضروری خصوصیت بنا دیا ہے[1]۔

اسی لیے وگمور مادی شہادت کے الفاظ ترک کر دیتے ہیں۔ اور ص ۶۰۲
ان کے بجائے "شہادت مرئی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔۔۔ کسی واقعہ کی شہادت مرئی اس وقت پیش ہوتی ہے جب کہ عدالت کو اس کا راست طور پر یعنی بغیر کسی دوسری شہادتی یا قراینی واقعے سے شعوری طور پر نتیجہ نکالنے کے ادراک ہوتا ہے (عدالت کے لیے یہ شہادت مرئی ہوتی ہے۔ لیکن فریق کی حد تک تو اس کو شہادت مرئی کا پیش کرنا کہنا چاہیے) آگے کہتے ہیں۔

"یقین پیدا کرنے کے اس طریقے کی نسبت تو واقعات کے متعلق ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ شے خود زبان حال سے گویا ہوتی ہے۔ وہ خود اپنے کو ثابت یا اپنی تردید کر لیتی ہے کوئی منطقی عمل نہیں کیا جاتا ہے۔ صرف فہم و حواس کا فعل ہوتا ہے .... عدالت میں چاقو لانا حقیقتہً چاقو کے وجود کی شہادت دینا نہیں ہے۔ وہ عدالت کو اس قابل بنانے کا ایک طریقہ ہے کہ وہ چاقو کے وجود کے متعلق یقین کر لے۔ اس معنی میں وہ یقین پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ تاہم وہ شہادت دینا نہیں ہے کیونکہ اس میں کسی نتیجے کے نکالنے کے لیے عدالت سے کہا نہیں جاتا ہے .... اس طرح پر وہ اس معنی میں شہادت ہے کہ شہادت میں حجت کے علاوہ وہ تمام چیزیں داخل ہیں جو کوئی فریق عدالت کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ اس کے ذہن میں یقین پیدا ہو[2]۔

"موجودہ اغراض کے لیے یہ دریافت کرنا غیر ضروری ہے کہ کیا یہ درحقیقت استنباط کا ایک تیسرا ماخذ (یعنی گواہی و قراینی شہادت کے علاوہ) نہیں ہے۔

۱؎ شہادت از وگمور ۱۹۰۴ء دفعہ ۱۱۵۰۔ نوٹ جلد ۲۔

۲؎ ایضاً دفعات ۲۴ اور ۱۱۵۰۔

یعنی کیا وہ شے مدرکہ کے معروضی وجود کے متعلق عدالت کے مدرکات و تاثرات کا نتیجہ نہیں ہے۔ قانون کو تلاش مابعد الطبیعات کی ضرورت سے نہیں ہے۔ اور نہ وہ ان پر غور کرنے کی کوشش کرتا ہے......... عدالتی تحقیقات کے اغراض کے لیے اس شے کا جس کو عدالت دیکھتی ہے وجود ہوتا ہے۔"[1]

(ج) ادراک عدالت نہ کہ واقعات مدرکہ: مادی شہادت کے تیسرے اہم معنی وہ ہیں جو گلکسن نے اس کے سمجھے ہیں۔ جس طرح پہلی تعریف بنتھم کی خبری مادی قسم کو ترک اور بلاواسطہ مادی قسم کو باقی رکھنے سے حاصل ہوئی تھی۔ اسی طرح گلکسن کا تصور بنتھم کی بلاواسطہ مادی شہادت میں سے مادی کا جزو ترک کرنے اور باقی جزو بلاواسطہ کو باقی رکھنے سے حاصل ہوا ہے لیکن ان کی مادی شہادت کی تعریفات کا ذکر کرنے سے پہلے یہ سمجھنا بہتر ہوگا کہ وہ خود شہادت کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی نہایت قیمتی کتاب کی ایک خامی ہے کہ وہ اس اساسی لفظ کی ایک غیر مبہم یا کم از کم معقول طور پر معین تعریف نہیں کرتے ہیں۔ لیکن کم از کم وہ ہم سے یہ تو بیان کرتے ہیں کہ شہادت کیا نہیں ہے۔ اور اسی لیے ایک حد تک وضاحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں واقعات شہادت بلکہ موضوع شہادت ہوتے ہیں[2]۔ اور خود "شہادت" کو وہ بعض وقت دریافت واقعات کا عمل[3] کہتے ہیں۔ تو بعض وقت ثبوت[4]۔ بعض وقت ذریعۂ ثبوت جس سے ان کی مراد صرف مشاہدہ۔ ادراک یا حواس کا استعمال ہوتی ہے[5]۔ اور بعض وقت وہ اس کو وہ نتیجہ کہتے ہیں جو ذرائع ثبوت کو دریافت شدنی واقعات پر

---

[1] شہادت اینڈ وگمور سنہ ۱۹۰۴ء دفعہ ۱۱۵۰۔

[2] کتاب مذکورۂ صدر از گلکسن دفعات ۲۶۔ ۲۶۰۔ ۲۶۸۔

[3] ایضاً دفعات ۱۷ و ۲۴۔

[4] ایضاً دفعات ۲۴۔ ۲۶۔

[5] ایضاً دفعات ۲۴۔ ۲۶۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۶۷۔ ۱۸۳۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۵۴۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔

اطلاق دینے سے حاصل ہوتا ہے[1]۔ اسی لیے یہ کوئی مقام حیرت نہیں ہے کہ
زیادہ وسیع لفظ (شہادت) کے مفہوم کے متعلق ان کے اتنے غیر متعین ہونے کی ۶۰۳
وجہ سے وہ کم وسیع لفظ (مادی شہادت) کے مفہوم کے متعلق بھی مذبذب ہوں
چنانچہ ان کو اس کے دو بالکل جدا معنوں میں تذبذب نظر آتا ہے۔ (۱)
مادی شہادت محض ایک ادراکی فعل ہے یعنی وہ واقعہ مدرکہ سے جدا ہے۔
(۲) وہ ان دونوں سے جدا ہی چیز ہے یعنی وہ ادراک کو واقعات پر اطلاق
دینے کا نتیجہ (علم۔ یقین۔ ثبوت) ہے۔ پہلے معنوں میں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ
مادی شہادت وہ "ادراک یا بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے۔ جس سے کہ
شہادتی واقعہ ظاہر ہوتا ہے[2]" "وہ وہ شہادت ہے جس میں دریافت کنندہ کو
شے مدرکہ کا بلا واسطہ ادراک ہوتا ہے[3]" "کسی تحریر کے مضامین کا مطالعہ عدالت
ان مضامین کی مادی شہادت ہوتا ہے[4]" دوسرے معنوں میں مثلاً وہ کہتے ہیں کہ
"مادی شہادت کے معنی نہ اس سے کم ہیں نہ زیادہ کہ وہ ادراک کے ذریعے
سے حاصل شدہ شہادت ہوتی ہے[5]" "یہ وہ ثبوت ہے
جو عدالت کو اپنے قوائے ادراک کے استعمال سے حاصل ہوتا ہے[6]" یا
"یہ وہ شہادت ہے جو کسی واقعے کے متعلق عدالت کے اپنے قوائے ادراک
کے استعمال پر مبنی ہوتی ہے[7]"
مگر باوجود ان اختلافات کے یہ امر صاف ظاہر ہے کہ گلسن مادی شہادت

---

[1] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعات ۱۷۴-۲۲۶-۲۳۰-۲۶۶-۳۱۴-۳۱۹-
[2] ایضاً دفعہ ۱۰۳-
[3] ایضاً ۲۲۴-
[4] ایضاً دفعہ ۳۱۴-
[5] ایضاً ۲۳۴-
[6] ایضاً دفعہ ۳۱۴-
[7] ایضاً دفعات ۲۶۶-۳۱۹-

کے اپنے تصور کو بنتھم کی شہادت داخلی یا بلا واسطہ شہادت پر مبنی کرتے ہیں۔ اور ان کی اس شہادت پر جو "اشیا سے حاصل ہوتی ہے" مبنی نہیں کرتے ہیں"

"یہ امر نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ بنتھم نے اپنے شہادت داخلی و شہادت خارجی کے فرق میں شہادت کے گویا اصل سر کو چھیڑنے کے بعد اسی پر اکتفا کرنے اور شہادت کی اس علمی تقسیم پر آخر تک عمل کرنے کے بجائے جلد ہی اس کو موجودہ (مادی و شخصی شہادت کے) مغالطہ آمیز فرق کے لیے ترک کر دیا ہے کیونکہ شہادت شہادت کو شہادت اشیا سمجھنا ہی وہ پہلی غلطی ہے جس کی وجہ سے نظریۂ ثبوت میں غلطیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔[1]"

ہمارے خیال میں چاہے بنتھم کا نقطۂ نظر صحیح ہو کہ نہیں گلسن کا نقطۂ نظر بنیادی طور پر غلط ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون ان امور کو جن کو فریقین پیش کرتے ہیں نہ کہ ان امور کو جن کو عدالت۔ بصارت سماعت یا قوتِ عقل کے ذریعے سے فراہم کرتی ہے شہادت سمجھتا اور اس کے بجا ادخال یا منظوری کے لیے جائزہ کار مقرر کرتا ہے۔ اسی لیے مادی شہادت پیش شدہ شے ہوتی ہے نہ کہ عدالت کا اس کا معاینہ یا معاینے سے کوئی استقرا۔ دراصل ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ خود گلسن بھی ایک حد تک اس کو محسوس کرتے تھے۔ دگرنہ یہ بتانا دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ کیوں کبھی کبھی مادی شہادت کی روایتی تعریف بھی کر دیتے ہیں۔ مثلاً یہ حجت کرتے ہوئے کہ بسٹ (Best) نے مادی شہادت کو "ذرایع" شہادت میں جگہ دینے میں غلطی کی ہے۔ کیونکہ اس کے بلا واسطہ
۱۰۴ ہونے کی وجہ سے یہاں کوئی واسطہ یا ذریعہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "تاہم یہ ظاہر بات ہے کہ واقعات کے مادی ظہور کو زبانی شہادت سے علیحدہ ذرایع شہادت میں جگہ دینی چاہیے[2]"۔ اسی طرح بنتھم کے تحریری و مادی شہادت کے

---

[1] کتاب مذکورۂ صدر از گلسن دفعہ ۲۲۷۔

[2] ایضاً دفعہ ۲۶۳۔

فرق سے جس کی مثال تحریری نام اور لکڑی پر محض نشانات سے دی جا سکتی ہے انکار کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ۔

"نہ صرف ان نشانات کا جو اس عدالت کے سامنے پیش کرنا ان کی مادی شہادت ہوتا ہے بلکہ حروف تحریر کا جو کاغذ پر منقوش ہوں پیش کرنا یا عدالت میں اس کاغذ کا پیش کرنا جس پر ایسے حروف ہوں اس تحریر کی مادی شہادت ہوتے ہیں۔"[1]

اور اس کے بعد ایک پتلے کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ خود اس کا پیش کرنا (اس کے خدوخال کی) مادی شہادت ہوتا ہے[2]۔ ظاہر ہے کہ یہ بعینہٖ ہماری حجت ہے۔ لیکن یہ ان کی سابقہ دو تعریفات کے جن میں ان کا خاص نقطۂ نظر زیادہ صحت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ مغایر ہے۔

لیکن اس موضوع کی بحث گلسن پر ایک اور اعتراض بھی ہوتا ہے۔ بنتھم کی تقسیم شہادت داخلی و خارجی کو علمی نقطۂ نظر سے صحیح تسلیم کرنے کے باوجود وہ بنتھم کے ان حدود کے سادی حدود بلا واسطہ و جزئی شہادت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے بجائے مادی و زبانی شہادت کے الفاظ کو ترجیح دیتے[3] ہیں۔ مادی کا لفظ اختیار کرنے کی ان کی وجہ یہ ہے کہ "وہ عدالت کے نقطۂ نظر سے ہماری بلا واسطہ شہادت کا کارآمد مترادف لفظ ہو سکتا ہے[4]" اور زبانی کا لفظ اختیار کرنے کی ان کی وجہ یہ ہے کہ دستاویزات چونکہ صحیح معنی میں مادی شہادت کی ایک شکل ہوتے ہیں[5]۔ اسی لیے خبری تقسیم میں سوائے زبانی شہادت یا حلفیہ گواہی کے کچھ اور باقی نہیں رہتا۔ وہ توضیح کرتے ہیں کہ اس تبدیلی سے خبری شہادت کا وہ بڑا حصہ (یعنی سنی سنائی شہادت

---

[1] کتاب مذکورہ صدر گلسن دفعہ ۳۱۶۔ اور دیکھئے دفعات ۳۱۰۔ ۳۳۷۔

[2] ایضاً ۳۱۸

[3] ایضاً دفعات ۱۷۷۔ ۲۶۶۔

[4] ایضاً دفعہ ۲۲۹۔

[5] دفعات ۲۶۳۔ ۲۶۶ و ۲۱۳۔

خارج ہوجاتا ہے۔ جو غیر حلفی بیانات پر مشمول ہوتا ہے۔ اور ایسے غیر حلفی بیانات کو وہ صنف واقعات میں جگہ دیتے ہیں۔ اور واقعات کو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں وہ شہادت ہی نہیں سمجھتے بلکہ محض موضوع یا مضمون شہادت سمجھتے ہیں لیکن ان تبدیلیوں سے وہ مزید مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ کیونکہ (۱) پہلے سے مبہم حد مادی شہادت کے ایک تیسرے اور مختلف معنی لینے سے وہ اسی افراتفری میں اضافہ کرتے ہیں جس کے لیے وہ بنتھم ولسبٹ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور (۲) خبری شہادت کو گواہوں کی گواہی تک محدود کرنے اور دستاویزات کو مادی شہادت ٹھیرانے سے وہ ایک ایسی تقسیم ایجاد کرتے ہیں جس کی صحت فی نفسہ بہت ہی مشتبہ اور جو اگر صحیح ہو تو عملاً ان کی تقسیم کو غلط ثابت کردے گی۔

"دوسری حجت یہ ہے کہ عدالت کا کسی تحریر کے مضامین کا معائنہ کرنا ان مضامین کی ایسی ہی مادی شہادت ہے۔ جیسے کہ کسی مادی شے مثلاً کسی چاقو کے خصوصیات یا صورت شکل کا جو عدالت میں پیش کیا گیا ہو معائنہ یا ملاحظہ کرنا .... تحریری یا مادی شہادت میں فرق صرف یہی ہے کہ تحریر کی صورت میں حروف کے عادۃً ایک ۵۰
جدا معنی لیے جاتے ہیں یعنی ان کی شکل و ترتیب کے لحاظ سے ..... لیکن الفاظ کے ان علیحدہ معنوں کا نتیجہ.. . ان مادی معنوں کے متعلق ہمارے سابقہ علم سے ماخوذ ہوتا ہے .... اور اس کا اگر کچھ اثر ہوتا ہے تو صرف اتنا کہ وہ بلا واسطہ مادی شہادت کو بالواسطہ قرائنی مادی شہادت میں بدل دیتا ہے.... اور کسی بھی صورت میں یعنی چاہے ہم اس کو بلا واسطہ شہادت سمجھیں یا بالواسطہ شہادت وہ دستاویز پڑھنے والے کے لیے تو بلا واسطہ شہادت ہوتی ہے۔ اور اگر یہ شخص جج ہو تو پھر مادی شہادت ...... اس نتیجہ (یعنی تحریری علامات سے عادتی معنوں کے نتیجے) کی موجودگی یا عدم موجودگی کا اثر نوعیت شہادت پر کہ کیا وہ بلا واسطہ ہے یا قرائنی ہوسکتا ہے۔ لیکن بہرصورت اس کے مادی شہادت

لہ کتاب مذکورہ صدر انگلسن دفعات ۲۶۲۔ ۳۵۰۔

ہونے کے واقعہ پر نہیں ہو سکتا ہے[1]

لیکن گلسن کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ الفاظ کے عادتی معنی ہی مادی و تحریری شہادت کا واحد فرق ہے۔ وہ ایک دوسرے اور برابر اہم جزو یعنی گواہی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جب کبھی دعوے کی تائید دستاویز سے کی جاتی ہے تو یہ موجود ہوتا ہے۔ یہ دو خصوصیات تحریری شہادت کو مادی شہادت سے ممیز کرنے کافی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اگر انھیں ناکافی بھی فرض کریں تو بھی گلسن نے دستاویزات کو مادی شہادت قرار دینے کے لیے جتنے دلایل پیش کیے ہیں وہ سب زبانی شہادت کو بھی مادی شہادت قرار دینے کے لیے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زبانی شہادت کی بابت بھی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ بھی "ہمیشہ پوری طرح حواس عدالت کے سامنے پیش ہوتی ہے" جو نہ صرف الفاظ کو شنتی بلکہ ان کے کہنے والے کو اور اس کے کہنے کے طریقے کو دیکھتی ہے[2]۔ لیکن اگر بات یہی ہو تو نہ صرف دستاویزات ہی کو بلکہ زبانی شہادت کو بھی شہادت کے علیٰحدہ اقسام بطور قایم نہیں رکھنا ہوگا اور شہادت کی صرف ایک ہی قسم مادی شہادت ہوگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مادی اشیا کے پیش کرنے سے بلا واسطہ شہادت (بلا واسطہ ہو کر قرائنی) حاصل ہوتی ہے۔ اور گواہوں کے پیش کرنے سے بلحاظ ان کے عدالت میں پیش کرنے (یا گلسن کے الفاظ میں بلحاظ ان کے معائنہ عدالت کے) بلا واسطہ شہادت اور بلحاظ ان کے مضامین کے خبری شہادت فراہم ہوتی ہے جیسا کہ چیمبرلین کہتے ہیں:-

"اگرچہ کسی بیان کو چاہے وہ زبانی ہو کر دستاویزی عدالت بلا واسطہ طریقے پر محسوس کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو مادی شہادت کہہ سکتے ہیں۔ تاہم ذہنی حالت۔ نیت تقاہت وغیرہ ایسے اہم امور ہیں جن پر شہادتی وقعت مبنی ہوتی ہے

[1] کتاب مذکورہ صدر از گلسن دفعات ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۲۰ -

[2] ایضاً دفعات ۳۲۳ - ۳۲۵

اور جن کو عدالت اس طرح پر محسوس نہیں کرتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مادی شہادت نہیں بلکہ شخصی یا بالواسطہ شہادت ہوتے ہیں۔[لہ]

پس سوال ہوسکتا ہے کہ اس تمام ابہام غلطی تعبیر و غلط فہمی کے مدنظر کیا مادی شہادت کا لفظ باقی رکھنے کے بھی قابل ہے۔ اہل پیشہ اس کو کبھی نہیں استعمال کرتے ہیں۔ عدالتوں میں مادی اشیا کو یا تو ان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یا ان کا ذکر قرائنی شہادت کے عام عنوان کے تحت کیا جاتا ہے لیکن علمی کتب میں جہاں تصنیف ضروری ہے۔ اس کے استعمال کی اس سے بہتر کسی لفظ کے نہ ہونے کی وجہ سے شاید حمایت کی جاسکتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو اس کے کونسے معنوں کو باقی رکھنا چاہئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنتھم و بسٹ دونوں کے ان معنوں کو ترک کردیا جائے کہ اس سے مراد "قسم اشیا سے کوئی شے ہوتی ۶۰
ہے" و نیز گلسن کے بیان کردہ اُن معنوں کو بھی کہ مادی شہادت سے مراد "محض ادراک عدالت ہوتی ہے" اور زیادہ مشہور و معروف تعریف ہی کو اختیار کرلیں کہ "مادی شہادت سے ماسوائے دستاویزات وہ مادی اشیا مراد ہیں جو معائنہ عدالت کے لیے پیش کئے جاتے ہیں"۔

بنتھم کی شہادت کی بلاواسطہ و خبری تقسیم عام کے متعلق ملحوظ رکھئے کہ گلسن نے اس کے بجائے جو "مادی و زبانی شہادت" کی تقسیم پیش کی ہے۔ وہ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ناقابل اطمینان ہے۔ لیکن اگر کوئی تبدیلی مناسب سمجھی جائے تو شاید لفظ بلاواسطہ کے بجائے جس کو بنتھم کبھی عدالت کے متعلق اور کبھی گواہ کے متعلق استعمال کرتے ہیں۔ لفظ "پیش شدہ" (Produced) اختیار کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ غیر مبہم و رائج ہے۔ اور اس سے اس امر پر بھی زور ہو جائے گا کہ شہادت کو فریقین پیش کرتے ہیں نہ کہ عدالت۔

سڈنی۔ یل۔ فپسن۔

[لہ] چیمبرلین "جدید شہادت" دفعات ۲۳ و ۲۴

ضمیمہ (ب)

قانون شہادت فوجداری ۱۸۹۸ء

۶۱ و ۶۲ وکٹوریا باب ۳۶۔

قانون برائے ترمیم قانون شہادت ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء

چونکہ ملکہ معظمہ نے امرائے دینی و دنیوی و عوام کے جو موجودہ پارلیمنٹ میں جمع ہوئے ہیں۔ مشورہ و منظوری و اقتدار سے اس قانون کو نافذ کیا ہے۔ لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ:۔

اہلیت گواہان بمقدمات فوجداری

ا۔ ہر شخص جس پر کسی جرم کا الزام ہو۔ اور اس کی زوجہ یا شوہر جیسی بھی صورت ہو۔ جواب دہی کے لیے مقدمے کی ہر نوبت پر گواہی دینے کے قابل ہو گا۔ چاہے یہ ملزم تنہا چالان کیا گیا ہو۔ یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ بشرطیکہ امور ذیل ملحوظ رہیں:۔

(الف) ایسے ملزم شخص کو اس قانون کے تحت بطور گواہ خود اس کی درخواست بغیر طلب نہیں کیا جائے گا۔

(ب) ملزم یا اس کی زوجہ یا شوہر (جیسی بھی صورت ہو) کے گواہی نہ دینے پر چالان کی جانب سے تنقید نہیں کی جا سکے گی۔

(ج)۔ ملزم کی زوجہ یا اس کا شوہر اس قانون کے تحت بطور گواہ

ملزم کی درخواست کے بغیر طلب نہیں کیے جا سکتے۔ جیسا کہ اس قانون میں حکم دیا گیا ہے۔

(د) اس قانون کے کسی حکم کی رو سے کسی شوہر کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کہ وہ کسی ایسی اطلاع کو فاش کرے جو اس کی بیوی نے ایام ازدواج میں اس کو دی ہو۔ اور نہ زوجہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ایام ازدواج کی شوہر کی دی ہوئی کسی اطلاع کو فاش کرے۔

(ھ) اس قانون کے تحت گواہی دینے کی صورت میں ملزم سے جرح میں کوئی سوال بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس سے وہ الزام عاید کردہ کا مرتکب ظاہر ہوتا ہو۔

(و) ملزم سے جسے اس قانون کی متابعت میں بطور گواہ طلب کیا گیا ہو کوئی ایسا سوال نہیں کیا جائے گا۔ یا اگر سوال کیا گیا ہو تو اس سے جواب طلب نہیں کیا جائے گا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے اس مقدمے میں عاید کردہ جرم کے سوا کسی اور جرم کا ارتکاب کیا یا اس کی بنا پر سزا پائی یا اس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ یا یہ کہ اس کا چال چلن برا ہے سوائے اس کے کہ

(۱) ایسے دوسرے جرم کے ارتکاب یا اس کی بنا پر سزا پانے کی شہادت اس کے زیر بحث مقدمے میں عاید کردہ الزام کا مجرم ثابت کرنے کے لیے بھی قابل ادخال شہادت ہو۔ یا یہ کہ

(۲) اس نے خود یا اپنے اڈوکیٹ کے ذریعے سے گواہان استغاثہ پر اپنا اچھا چال چلن ثابت کرنے کے لیے سوالات کیے ہوں۔ یا اپنے اچھے چال چلن کی شہادت دی ہو۔ یا جواب دہی یا اس کی نوعیت ایسی ہو کہ اس سے مستغیث یا گواہان استغاثہ کے چال چلن پر تہمت لگتی ہو۔ یا یہ کہ

(۳) اس نے کسی ایسے اور ملزم کے خلاف شہادت دی ہو۔ جس پر بھی یہی الزام ہو۔

(ز) ہر شخص جو بتابعت قانون ہذا بطور گواہ طلب کیا جائے بجز اس کے کہ عدالت کوئی اور حکم دے گواہوں کے کٹہرے یا دوسرے مقام سے جہاں سے گواہ گواہی دیتے ہیں شہادت دے سکے گا۔

(ح) اس قانون کا کوئی حکم دفعہ ۱۸ قانون جرائم قابل چالان کے احکام پر موثر نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ ملزم کے غیر حلفی بیان دینے کے حق پر موثر ہوگا۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۲۔

(۲) جب جواب دہی کی جانب سے ملزم ہی واحد گواہ ہو تو اس کو چالان کی شہادت ختم ہوتے ہی طلب کیا جائے گا۔ شہادت ملزم

(۳) جب حق جواب کا انحصار اس امر پر ہو کہ کیا جواب دہی کی جانب سے شہادت پیش ہوئی ہے تو ملزم کے بطور گواہ طلب کئے جانے کے واقعہ کا خواہ مخواہ یہ اثر نہ ہوگا کہ چالان کو حق جواب حاصل ہو جائے۔ حق جواب

(۴)(۱) اس شخص کی زوجہ یا شوہر جس پر ان قوانین میں سے کسی قانون کے تحت جن کا ذکر اس قانون کے ضمیمے میں ہے کوئی الزام لگایا گیا ہو چالان یا جواب دہی کی جانب سے ملزم کی اجازت بغیر طلب کیا جا سکیگا۔ بعض صورتوں میں زوجہ یا شوہر کا بطور گواہ طلب کیا جانا۔

(۲)۔ اس قانون کا کوئی حکم اس صورت پر موثر نہیں ہوگا جس میں ملزم کی زوجہ یا شوہر قانون عمومی کی رو سے اس کی منظوری بغیر بطور گواہ طلب کئے جا سکتے ہیں۔

(۵) اسکاٹ لینڈ میں جب کسی مقدمے میں گواہوں کی فہرست بنانی ضروری ہو تو ملزم کی زوجہ یا شوہر کو جواب دہی کی طرف سے بطور گواہ طلب نہیں کیا جائے گا بجز اس کے کہ اس کی اطلاع حسب دفعہ ۳۶ قانون ضابطہ فوجداری (اسکاٹ لینڈ ۱۸۸۷ء) دی گئی ہو۔ ۶۰۹ اس قانون کا اسکاٹ لینڈ پر اطلاق۔ ۵۰ و ۵۱ وکٹوریا باب ۳۵۔

(۶)(۱) اس قانون کا تعلق اس کے آغاز کے وقت کسی اور احکام کے نافذ ہونے کے باوجود جملہ فوجداری کارروائیوں سے ہوگا۔ لیکن اس کا کوئی حکم قانون شہادت ۱۸۷۷ء پر موثر نہ ہوگا۔ سابقہ قوانین کے متعلق احکام۔ ۴۰ و ۴۱ وکٹوریا باب ۱۴۔

(۲) لیکن اس قانون کا اطلاق فوجی عدالت کے کارروائیوں پر

نہیں ہوگا۔ بجز حسب ذیل صورتوں کے یعنی

۲۹ و ۳۰ وکٹوریا باب ۱۰۹ (الف) نیول ڈسپلن ایکٹ (Naval Discipline Act) کے تحت منعقدہ فوجی عدالتوں میں جب کہ اس کے دفعہ ۶۵ کی متابعت میں عام احکام کے ذریعے سے اس کو اطلاق دیا جائے۔ اور

۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۵۸ (ب) آرمی ایکٹ (Army Act) کے تحت فوجی عدالتوں میں جب کہ اس کے دفعہ ۷۰ کی متابعت میں قواعد کے ذریعے سے اس کو اطلاق دیا جائے۔

وسعت مقامی آغاز و مختصر عنوان (۷)(۱) اس قانون کا اطلاق ایرستان پر نہیں ہوگا۔

(۲) یہ قانون وضع ہونے کے دو مہینے بعد سے نافذ ہوگا۔

(۳) اس قانون کو قانون شہادتِ فوجداری کے نام سے موسوم کیا جا سکے گا۔

ضمیمہ

دفعہ ۴ ان قوانین کے نام جن کا دفعہ ۴ میں حوالہ دیا گیا ہے

سنہ جلوس و باب	مختصر عنوان	احکام محولہ
۵ جارج چہارم باب ۸۳	واگرنسی ایکٹ (Vagrancy Act) ۱۸۲۴ء	وہ حکم جس کی رو سے اس شخص کو سزا دی گئی ہے۔ جو اپنی زوجہ یا کسی اہل خاندان کا نفقہ نہ دے یا ان کو چھوڑ دے۔
۸ و ۹ وکٹوریا باب ۸۳	قانون متعلق قانون مفلسان اسکاٹلینڈ	دفعہ ۸۰
۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۰	قانون جرایم خلاف جسم	دفعہ ۴۸ — ۵۵۔
۴۵ و ۴۶ وکٹوریا باب ۷۵	قانون جائداد زنہائے منکوحہ ۱۸۸۲ء	دفعہ ۱۲ و ۱۶۔
۴۸ و ۴۹ وکٹوریا باب ۶۹	قانون ترمیم قانون فوجداری ۱۸۸۵ء	پورا قانون
۵۷ و ۵۸ وکٹوریا باب ۴۱	قانون انسداد بیرحمی اطفال ۱۸۹۴ء	پورا قانون

قانون مرافعۂ فوجداری

(۷ ایڈورڈ ہفتم باب ۲۳)

عدالت مرافعۂ فوجداری کے قیام و مرافعۂ مقدمات فوجداری سے متعلق قانون میں ترمیم کرنے کے لیے قانون

۲۸ اگست ۱۹۰۷ء

چونکہ ملک معظم نے اس پارلیمنٹ میں جمع شدہ امرائے دینی و دنیوی و عوام کے مشورہ، منظوری و اقتدار سے اس قانون کو نافذ کیا ہے۔ اس لیے حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے کہ:۔

عدالت مرافعۂ فوجداری

دستور عدالت مرافعۂ فوجداری

دفعہ (۱)۔(۱) مرافعۂ فوجداری کی ایک عدالت ہوگی اور اس کے ارکان لارڈ چیف جسٹس اور شعبۂ کنگس بنچ عدالت عالیہ کے آٹھ جج ہوں گے جن کو چیف جسٹس اس کام کے لیے لارڈ چانسلر کی منظوری سے اس مدت کے لیے جو ہر جج کی صورت میں مناسب ہو مقرر کریں گے۔

(۲) قانون ہذا کے تحت سماعتِ مرافعات اور ان کے فیصلہ کرنے یا تحت قانون ہذا کسی اور کارروائی کے لیے عدالت مرافعۂ فوجداری کا اجلاس میر مجلس کے حکم اور لارڈ چانسلر کی منظوری سے منعقد ہوگا۔ اور اگر

اس میں کم سے کم تین یا کسی اور طاق عدد میں جج نشست کریں تو اس کا نصاب مکمل سمجھا جائے گا۔

اگر لارڈ چیف جسٹس ہدایت فرمائیں تو یہ عدالت دو یا زیادہ حصوں میں نشست کر سکے گی۔

اس عدالت کا اجلاس لندن میں ہوا کرے گا۔ سوائے اس کے کہ لارڈ چیف جسٹس خاص ہدایات دیں کہ اس کا اجلاس کسی اور مقام پر ہو۔

(۳) لارڈ چیف جسٹس اگر موجود ہوں اور ان کی عدم موجودگی میں سینیئر ترین رکن اس عدالت کے صدر ہوں گے۔

(۴) کسی امر کا جو عدالت مرافعۂ فوجداری میں پیش ہو تصفیہ سماعت کرنے والے ارکان کی کثرت رائے کے مطابق ہوگا۔

(۵) سوائے اس کے کہ عدالت ان مقدمات میں جن میں اس کی دانست میں ایسے قانونی سوالات ہوں جن کے لیے اس کے ارکان کا ٦١١
علیحدہ علیحدہ فیصلے سنانا مناسب ہے اس کا حکم دے عدالت کا فیصلہ صدر یا وہ رکن سنائے گا جس کو صدر اس کی ہدایت کرے۔ اور کسی امر کے متعلق کوئی علیحدہ فیصلہ اس عدالت کا کوئی رکن نہیں سنائے گا۔

(٦) اگر کسی مقدمے میں ناظم چالانات سرکاری یا چالان کنندہ یا مدعی علیہ اٹارنی جنرل کا صداقت نامہ اس امر کے متعلق حاصل کریں کہ عدالت مرافعۂ فوجداری کا فیصلہ کسی ایسے امر قانونی کی بابت ہے جس کی اہمیت عوام کے لیے غیر معمولی ہے اور یہ کہ مصلحت عامہ کے مدنظر یہ مناسب ہے کہ اس کا مزید مرافعہ کیا جائے تو وہ اس فیصلے سے دارالامرا میں مرافعہ کر سکے گا۔ لیکن سوائے اس کے عدالت مرافعۂ فوجداری کا کسی مرافعے یا کسی اور امر کا جس کی سماعت کا اس کو اختیار حاصل ہو فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا۔ اور اس عدالت سے کسی اور عدالت میں مرافعہ نہیں ہو سکے گا۔

(۷) عدالت مرافعۂ فوجداری اعلیٰ عدالت ریکارڈ متصور ہوگی۔ اور

اس کو بتابعت احکام داغراض قانون ہذا ان تمام سوالات کے اس قانون کے مطابق تصفیہ کرنے کا پورا اختیار حاصل رہے گا جو دادرسی کے لیے اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔

(۸) اگر ضرورت ہو تو تعطیلات میں عدالت مرافعۂ فوجداری کے اجلاس کے لیے قواعد عدالت کے ذریعے سے احکام دئے جاسکیں گے۔

(۹) کوئی ہدایت جو لارڈ چیف جسٹس اس دفعہ کے تحت دے سکتے ہیں۔ ان کی جایداد خالی ہونے یا ان کے کسی اور وجہ سے کام کرنے کے قابل نہ ہونے کی صورت میں عدالت مرافعۂ فوجداری کے سینیر جج دے سکیں گے۔

دفعہ (۲)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کے ایک رجسٹرار (مسجل) ہوں گے (جن کو اس قانون میں رجسٹرار کہا جائے گا)۔ ان کا تقرر۔ لارڈ چیف جسٹس عالیہ عدالت کے ان ماسٹرس میں سے جو شعبۂ کنگس بنچ میں کارگزار ہوں کریں گے۔ اور وہ اس مزید تنخواہ کے (اگر دی جائے) اور مزید اسٹاف کے (اگر دیا جائے) مستحق ہوں گے جو عہدۂ رجسٹرار کے لحاظ سے لارڈ چانسلر باتفاق عہدہ داران خزانہ مقرر کریں۔ رجسٹرار عدالت مرافعۂ فوجداری

عالیہ عدالت کے سینیر ماسٹر پہلے رجسٹرار ہوں گے۔

حق مرافعہ و تصفیۂ مرافعہ جات

دفعہ (۳)۔ کوئی شخص جس کو چالان کئے جانے پر سزا دی گئی ہو۔ عدالت مرافعۂ فوجداری میں مرافعہ کر سکے گا۔ فوجداری مقدمات میں حق مرافعہ

(الف) مجرم قرار دینے کے خلاف جب کہ وجہ مرافعہ کوئی سوال قانونی ہو۔

(ب) مجرم قرار دینے کے خلاف اس وقت جب کہ وجہ مرافعہ کوئی سوال واقعاتی یا مخلوط سوال واقعاتی وقانونی یا کوئی اور ایسی وجہ ہو۔

جو عدالت کی رائے میں کافی وجہ ہو بشرطیکہ عدالت مرافعۂ فوجداری کی اجازت یا اس جج کا جس نے اس کے مقدمے کی سماعت کی تھی صداقت نامہ حاصل ہو کہ یہ مقدمہ قابل مرافعہ ہے۔ ۶۱۲

(ج) سزا کے خلاف عدالت مرافعۂ فوجداری کی اجازت سے سوائے اس کے کہ سزا مقرر کردۂ قانون ہو۔

معمولی صورتہا میں مرافعہ کا فیصلہ

دفعہ (۴)۔(۱) عدالت مرافعۂ فوجداری مجرم قرار دینے کے فیصلے سے مرافعہ کئے جانے پر اس کو منظور کرے گی۔ اگر اس کی رائے میں جوری کی قرارداد غیر معقول ہو۔ یا بلحاظ شہادت اس کی تائید نہ ہو سکتی ہو۔ یا اس عدالت کا فیصلہ جس میں مرافع کو سزا دی گئی ہو کسی سوال قانونی کے غلط فیصلے کی وجہ سے قابل تنسیخ یا کسی اور وجہ سے نا انصافی ہوتی ہو۔ اور وہ باقی ہر صورت میں مرافعے کو نامنظور کرے گی۔

لیکن عدالت کی یہ رائے ہونے کے باوجود کہ جو سوال مرافعے میں اٹھایا گیا ہے مرافعہ کے حق میں فیصل ہو سکتا ہے وہ مرافعے کو خارج کرے گی اگر اس کی دانست میں فی الجملہ کوئی نا انصافی نہ ہوئی ہو۔

(۲) بلحوظی احکام قانون ہذا عدالت مرافعۂ فوجداری جب مجرم قرار دینے کے فیصلے کے خلاف کسی مرافعے کو منظور کرے گی تو وہ فیصلۂ سزا کو منسوخ کر دے گی۔ اور برأت کے حکم و فیصلے کو درج مثل کرنے کی ہدایت کرے گی۔

(۳) سزا کے خلاف مرافعہ ہونے کی صورت میں اگر عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ کوئی دوسری سزا دی جانی چاہیئے تھی تو وہ عدالت تحت کی سزا کو منسوخ کر دے گی۔ اور اس کے بجائے کوئی دوسری ایسی سزا (چاہے وہ کم سخت ہو کہ زیادہ) دے گی جو جوری کے فیصلے کی بناء پر قانوناً دی جا سکتی ہو اور اس کی رائے میں دی جانی چاہیئے تھی۔ وگرنہ وہ مرافعے کو خارج کر دے گی۔

خاص صورتوں میں اختیارات عدالت

دفعہ (۵ ا) (۱) اگر عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ مدعی علیہ کو چالان کے کسی مد یا حصّے کی بنا پر سزا صحیح طور پر نہیں دی گئی ہے۔ اور کسی دوسرے مد یا حصے کی بنا پر سزا صحیح طور پر دی گئی ہے تو وہ یا تو عدالت تحت کی سزا کو برقرار رکھ سکتی۔ یا اس کے بجائے کوئی دوسری سزا دے سکتی ہے جو اس کے نزدیک مناسب اور اس مد یا حصّے کے متعلق جوری کے فیصلے کی بناء پر قانونًا دی جاسکتی و نیز اس مد یا حصے کے لحاظ سے مناسب ہو جس کی بناء پر مدعی علیہ کو عدالت کی رائے میں صحیح طور پر سزا دی گئی ہو۔

(۲) جب کوئی مرافع کسی جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہو۔ لیکن جوری اس کو بلحاظ چالان کسی دوسرے جرم کا مجرم قرار دے سکتی تھی۔ اور جوری کے فیصلے کے متعلق عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ جوری کو ان واقعات کے متعلق یقین ہوگا۔ جن کے لحاظ سے وہ اس دوسرے جرم کا مرتکب قرار دیا گیا ہے تو عدالت بجائے مرافع کو منظور یا خارج کرنے کے فیصلہ جوری کے بجائے اس دوسرے جرم کا فیصلہ درج مثل کرا سکتی۔ اور عدالت تحت کے حکم سزا کے بجائے اس دوسرے جرم کی سزا دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ یہ سزا زیادہ سخت نہ ہو۔ ص ۶۱۳

(۳) جب کسی مرافع کو مجرم ٹھیراتے ہوئے جوری نے کوئی خاص فیصلہ کیا ہو۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے میں عدالت تحت نے اس خاص فیصلے کے اثر کے متعلق غلط نتیجہ نکالا ہو تو وہ مرافعے کو منظور کرنے کے بجائے وہ نتیجہ درج مثل کرا سکتی ہے جو اس کی دانست میں اس فیصلے کے لحاظ سے قانونًا ضروری ہو۔ اور عدالت تحت کے حکم سزا کے بجائے ایسی سزا دے سکتی ہے جو قانونًا درست ہو۔

(۴) جب کسی مرافعے کی سماعت کے وقت عدالت مرافعۂ فوجداری کی رائے ہو کہ گو مرافع سے اس فعل یا ترک کا ارتکاب ہوا ہے۔ جس کا الزام اس پر لگایا گیا تھا۔ لیکن وہ اس فعل یا ترک کے ارتکاب کے وقت مجنون تھا۔ اور اسی لیے قانونًا اپنے افعال کا ذمّہ دار نہیں تھا۔ تو وہ

۴۶ و ۴۷ وکٹوریہ باب ۳۸ عدالت تحت کے حکم سزا کو منسوخ کر سکتی۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ مرافع کو بطور ایک مجنون مجرم تحت قانون سماعت مجانین ۱۸۸۳ء اسی طرح حراست میں رکھا جائے۔ جس طرح کہ اس قانون کے تحت جوری کے خاص فیصلے کے بعد رکھا جاتا۔

مجرم قرار دینے کے بعد واپسی و تملیک جایداد۔

دفعہ (۶)۔ (۱) کسی شخص کے چالان پر مجرم قرار دیے جانے کے بعد جو حکم واپسی جایداد کا دیا جائے اس کا عمل و نیز اسی طرح چالان پر مجرم قرار دیے جانے کے بعد جو حکم ملکیتِ مال مسروقہ کے مالک جایداد کو حاصل ہو جانے کا بمتابعت

۵۶ و ۵۷ وکٹوریہ باب ۷۱ احکام دفعہ ۲۴ (۱) قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء دیا جائے اس کا عمل (سوائے اس کے کہ مجرم قرار دینے والی عدالت کسی ایسے مقدمے میں جس میں اس کی رائے میں ملکیت جایداد متنازع نہ ہو اس کے خلاف حکم دے) ملتوی رہے گا۔

(الف) مجرم قرار دینے کی تاریخ سے دس دن تک کے لیے ہر صورت میں۔ اور

(ب)۔ جب مرافعہ کرنے یا اس کی اجازت حاصل کرنے کی کارروائی کی اطلاع دس دن کے اندر دی جائے تو فیصلہ مرافعہ تک کے لیے۔

اور ان صورتوں میں جن میں ایسے حکم یا مذکورۂ بالا دفعہ کے احکام کا عمل فیصلۂ مرافعہ تک ملتوی ہو جائے تو یہ حکم یا یہ احکام جیسی بھی صورت ہو جایداد کے مقابل میں نافذ نہیں ہوں گے۔ اگر مرافعے میں حکم سزا منسوخ ہو جائے نیز ایسے حکم یا ان احکام کے التواء کے زمانے میں اس جایداد کی حفاظت کے لیے قواعد عدالت کے تحت ذیلی احکام بنائے جا سکیں گے۔

(۲)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کو اختیار رہو گا کہ حکم سزا کو منسوخ نہ کرنے کے باوجود۔ اس حکم کو جو عدالت تحت نے واپسی جایداد کا دیا ہے منسوخ کرے۔ اور یہ حکم اگر منسوخ کیا جائے تو قابل نفاذ نہ ہو گا۔ اور اگر اس میں ۶۱۴
تبدیلی کی گئی ہو تو تبدیل شدہ صورت میں نافذ ہو گا۔

ضابطہ

مدت مرافعہ

دفعہ (۷)۔ (۱) جب کوئی شخص جس کو سزا سنا دی گئی ہو۔ تحت قانون ہذا عدالت مرافعہ فوجداری میں مرافعہ کرنا۔ یا اجازت مرافعہ حاصل کرنا چاہے۔ تو اس کو چاہئے کہ تاریخ حکم سزا سے دس دن کے اندر مرافعے یا اجازت مرافعہ کی اطلاع ان قواعد کے بموجب دے۔ جو اس خصوص میں عدالت سے مرتب ہوئے ہوں۔ ان قواعد میں یہ سہولت ملحوظ رہیگی کہ ان کی رو سے شخص سزا یافتہ اگر چاہے تو اپنا مقدمہ اور دلائل تحریری طور پر بجائے بحث زبانی پیش کر سکے گا۔ اور جب اس طرح پر کوئی مقدمہ یا دلائل پیش ہو تو عدالت ان پر غور کرے گی۔

عدالت مرافعۂ فوجداری کو اختیار ہوگا کہ بجز سزائے موت دوسرے احکام سزا کی صورتوں میں مرافعے یا اجازت مرافعہ کی مدت اطلاع میں توسیع کرے۔

(۲) جب حکم سزا۔ سزائے موت یا جسمانی سزا پر مشتمل ہو تو

(الف) اس کی تعمیل اس مدت کے ختم ہونے تک نہیں کی جائیگی۔ جو مرافعے یا اجازت مرافعہ کے لیے اس دفعہ میں محکوم ہے اور

(ب) جب مرافعے یا اجازت مرافعہ کی اطلاع دی جائے۔ تو مرافعے یا درخواست یا اجازت مرافعہ کی سماعت عجلت ممکنہ کے ساتھ کی جائے گی اور حکم سزا کی تعمیل مرافعے کے فیصلے و اختتام یا درخواست اجازت مرافعہ کی صورت میں اس کے فیصلے و نامنظوری تک نہیں کی جائے گی۔

مرافعے کی صورت میں جج کے نوٹس وغیرہ پیش کیے جائیں گے

دفعہ (۸)۔ اس عدالت کا جج یا حاکم جس نے کسی شخص کو سزا سنائی ہو مجرم قرار دینے یا حکم سزا کے خلاف قانون ہذا کے تحت مرافعہ ہونے یا اجازت مرافعہ کی درخواست پیش ہونے پر بمطابقت قواعد عدالت رجسٹرار

کو سماعت مقدمہ کے اپنے نوٹس مہیّا کرے گا۔ نیز بمطابعت قواعد عدالت وہ رجسٹرار کو ایک رپورٹ بھی مہیّا کرے گا جس میں مقدمہ یا مقدمے کے کسی امر سے متعلق اس کی رائے درج ہوگی۔

عدالت کے اختیارات مزید

دفعہ (۹)۔ مقاصد قانون ہذا کے لیے عدالت مرافعۂ فوجداری اغراض انصاف کے لیے ضروری و مناسب سمجھے تو حسب ذیل اختیارات استعمال کرے گی:۔

(الف) کسی دستاویز۔ کاغذ (اکزہبٹ) وغیرہ کو جو مقدمے سے متعلق ہو پیش کرنے کا حکم دے گی۔ اگر یہ تصفیہ مقدمے کے لیے اس کی رائے میں ضروری ہو۔

(ب) ایسے گواہوں کی اپنے روبرو حاضری و اظہار کا حکم دے گی جن کو عدالت تحت میں حاضری پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ چاہے تحت میں ان کا اظہار ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ یا کسی جج یا عہدہ دار عدالت یا ناظم امن یا کسی اور شخص کے روبرو جو اس غرض کے لیے عدالت سے مامور کیا جائے گا حسب ضابطہ ان گواہوں کے اظہارات قلم بند کیے جانے کا حکم اور ان کے اظہارات کو بطور شہادت اپنے روبرو قابل ادخال قرار دے گی۔ ۶۱۵

(ج) اگر مناسب سمجھے تو ایسے گواہ (بشمول مرافع) کی شہادت بھی قبول کرے گی جو گواہی دینے کے قابل تو ہو۔ لیکن جس کو گواہی پر مجبور نہیں کیا جاتا ہو۔ اور اگر مرافع درخواست کرے تو مرافع کے شوہر یا زوجہ کی شہادت بھی ان صورتوں میں بھی جب کہ شوہر یا زوجہ کی شہادت تحت میں درخواست بغیر قبول نہیں کی جا سکتی تھی قبول کرے گی۔

(د) جب مرافعے میں کوئی ایسا سوال پیدا ہو جس کے لیے دستاویزات یا حسابی کتب کی طویل جانچ یا سائنٹفک یا مقامی دریافت ضروری ہو۔ اور جو عدالت کی رائے میں عدالت میں سہولت کے ساتھ نہ کی جا سکتی ہو تو اس سوال کی حسب ضابطہ دریافت و رپورٹ کے لیے کسی خاص کمشنر کے

حوالے کرنے کا حکم دے گی جس کو خود عدالت مقرر کرے گی۔ اور رپورٹ کمشنر پر جہاں تک اس سے اتفاق عدالت مناسب سمجھے عمل کرے گی۔ اور

(ھ) جب علم و ہنر کے خاص معلومات کسی مقدمے کے مناسب تصفیے کے لیے ضروری ہوں تو ماہر فن کو بطور اسیسر مقرر کرے گی۔

(و) نیز کارروائی عدالت سے متعلق دوسرے ایسے اختیارات بھی استعمال کرے گی جو عدالت مرافعہ دیوانی دیوانی مرافعات میں استعمال کرتی رہتی ہے۔ اور اپنے احکام اور سزاؤں کے نفاذ کے لیے ضروری حکمنامے بھی جاری کرے گی لیکن شرط یہ ہے کہ کسی ایسی شہادت کی بناء پر یا اس کی وجہ سے جو تحت میں نہ دی گئی ہو کسی سزا میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ (۱۰)۔ عدالت مرافعہ فوجداری مرافع کے لیے کسی نوبت پر ایک سالیسیٹر و کونسل یا صرف کونسل کسی مرافعے میں یا مرافعے کے قبل یا مرافعے کی ضمنی کارروائی میں مقرر کرے گی۔ اگر اس کی رائے میں اغراض انصاف کے لیے مناسب ہے کہ مرافع کو قانونی مدد مہیا ہو۔ اور مرافع کو اس کی مقدرت نہ ہو۔ قانونی امداد مرافع۔

دفعہ (۱۱)۔ (الف) مرافع باوجود اس کے کہ وہ حراست میں ہو۔ سماعت مرافعہ کے وقت عدالت میں موجود رہنے کا مستحق ہوگا لیکن جب مرافعہ کسی امر قانونی ہی پر ہو۔ یا جب اجازت مرافعہ یا ماقبل مرافعہ یا مرافعے کی کوئی ضمنی کارروائی ہو تو مرافع کو ایسا استحقاق نہیں ہوگا بجز اس کے کہ قواعد عدالت کی رو سے اس کو موجود رہنے کا حق دیا گیا ہو یا عدالت نے حاضری کی اجازت دی ہو۔ مرافع کو عدالت میں موجود رہنے کا حق ۔ صفحہ ۶۱۶

(ب) قانون ہذا کے تحت عدالت کا سزا سنانے کا اختیار استعمال کیا جائے گا باوجود اس کے کہ مرافع چاہے کسی وجہ ہی سے ہو عدالت میں حاضر نہ ہو۔

فرض ناظم چالانات سرکاری

دفعہ (۱۲)۔ قانون ہذا کے تحت عدالت مرافعۂ فوجداری میں ہر مرافعہ دائر ہونے پر ناظم چالانات سرکاری کا فرض ہوگا کہ سرکار کی جانب سے عدالت میں پیروی کریں بجز اس کے کہ کسی سرکاری محکمے کا سالیسٹر یا استغاثے کی صورت میں مستغیث مرافعے کی پیروی اپنے ذمے لے۔ نیز قانون چالان جرایم ۱۹۸۱ء اس طرح قابل پابندی ہوگا کہ دفعۂ ہذا کے تحت ناظم مذکور کا فرض قانون مذکور کے دفعہ (۲) کا فرض متصور ہوگا۔ اور عدالت متقدمے سے متعلق تمام ایسی دستاویزات اگزبٹ وغیرہ کے ناظم مذکور کے پاس بھیجے جانے کے لیے قواعد مرتب کرے گی۔ جن کی ناظم مذکور کو اس دفعہ کے عاید کردہ فرض کے لحاظ سے ضرورت ہو۔

۴۲ و ۴۳ وکٹوریا باب ۲۲

اخراجات مرافعہ

دفعہ (۱۳)۔ (۱) قانون ہذا کے تحت کسی مرافعے یا کارروائی ماقبل یا بضمن مرافعہ کی سماعت و فیصلے کی بابت فریقین کو کوئی خرچہ نہیں دلایا جائے گا۔

(۲) کسی سالیسٹر یا کونسل کے اخراجات جس کو قانون ہذا کے تحت کسی مرافع کی جانب سے پیروی کے لیے متعین کیا گیا ہو۔ ان گواہوں کے اخراجات جو عدالت کی طلبی پر حاضر ہوئے ہوں۔ یا مرافعے کے ضمن میں کسی کارروائی میں جن کا اظہار ہوا ہو۔ نیز مرافعے یا کارروائی ماقبل یا بضمن مرافعہ میں حضوری مرافعہ کے اخراجات۔ اور تمام وہ اخراجات جو ایسے گواہوں کے اظہار قلمبند کرنے میں ہوئے ہوں جن کو کسی شخص مقرر کردۂ عدالت نے قلمبند کیا ہو۔ یا کسی خاص سوال کے تصفیے کے لیے کسی خاص کمشنر مقرر کردۂ عدالت نے کئے ہوں۔ یا کسی ایسے شخص نے کئے ہوں جس کو عدالت نے اسیر مقرر کیا ہو۔ تا بحد منظوری عدالت سرکاری اخراجات متصور ہوں گے لیکن شرح ادائی میں ان قواعد کی پابندی کی جائے گی۔ جن کو سکریٹری آف اسٹیٹ نے دوسرے جرایم قابل دست اندازی کے چالانات میں مقرر کیا ہے۔

دفعہ (۱۴) (۱) جب کسی مرافعے کے تصفیے تک کسی مرافع کو ضمانت پر رہا نہ کیا گیا ہو تو اس کے ساتھ برتاؤ قواعد محبس کے مطابق حسب منشائے قانون محبس ۱۸۹۸ء کیا جائے گا۔ مرافع کا تا تصفیہ ضمانت پر رہا رہنا اور حضوری عدالت کے وقت اس کی حراست ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۸

(۲) مرافع کی درخواست پر عدالت مرافعۂ فوجداری اگر مناسب سمجھے تو تا تصفیۂ مرافعہ مرافع کو ضمانت پر رہا رکھ سکتی ہے۔

(۳) وہ مدت جس میں کوئی مرافع ضمانت پر تصفیۂ مرافعہ تک رہا رہا ہو۔ اور بلحوظی اس حکم کے جو عدالت مرافعۂ فوجداری مرافعے میں اس کے خلاف دیں۔ وہ مدت جس میں مرافع کو حراست میں ہو۔ لیکن اس دفعہ کے تحت اس کے ساتھ خاص برتاؤ کیا گیا ہو اس کی سزائے قید یا قید باشقت میں شمار نہیں ہوں گے۔ اور جب اس ایکٹ کے تحت مرافعہ کیا جائے تو۔ مرافع کے حکم سزا کی کوئی قید یا قید۔ باشقت۔ چاہے یہ حکم سزا مصدرہ عدالت سماعت کنندہ ہو۔ یا عدالت مرافعۂ فوجداری بلحوظی اس حکم کے جو عدالت مرافعۂ فوجداری مرافعے میں اس کے خلاف دیں۔ حسب صراحت ذیل شروع۔ یا دوبارہ شروع ہوئی۔ جیسی بھی صورت ہو تصور کیا جائے گا۔ یعنی اگر مرافع حراست میں ہو تو تاریخ فیصلۂ مرافعہ سے اور اگر وہ حراست میں نہ ہو تو اس تاریخ سے جس پر وہ حکم سزا کے تحت محبس میں داخل کیا جائے۔ ص ۶۱۷

(۴) قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء کے تحت جب کوئی مقدمہ لکھ کر بھیجا جائے تو یہ دفعہ اسی طرح اس شخص سے بھی متعلق ہوگا جس کے حکم سزا کی وجہ سے مقدمہ لکھ کر بھیجا گیا ہو جس طرح کہ وہ مرافع سے متعلق ہوتا ہے۔ ۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۴۸

(۵) قانون محبس ۱۸۹۸ء کے تحت قواعد محبس کے ذریعے سے ایسے احکام وضع کئے جائیں۔ جن کے مطابق کوئی زیر حراست مرافع کسی ایسے مقام پر لایا جاسکے جہاں کہ اس ایکٹ کے اغراض کے لیے وہ استحقاقاً حاضر رہ سکتا ہو۔ یا کسی اور مقام پر بھیجا جاسکے۔ جہاں عدالت مرافعۂ فوجداری یا اس کا کوئی جج اس کو بھیجنے کا اپنی عدالت کی کارروائیوں کے اغراض

کے لیے حکم دیں۔ نیز جن کے مطابق مرافع محبس سے ان اغراض کی وجہ سے غیر حاضری کے زمانے میں حراست میں رکھا جا سکے۔ جو مرافع ان قواعد کے مطابق حراست میں رکھا جائے گا۔ وہ قانونی حراست میں متصور ہوگا۔

رجسٹرار کے فرائض، مرافعے کی اطلاعات وغیرہ کے متعلق۔

دفعہ (۱۵)۔ (۱) ایسے مرافعے یا درخواستوں کی سماعت کروانے کے لیے جن کی اطلاع اسے دی گئی ہو۔ رجسٹرار ہر ضروری فعل کرے گا۔ اور اس عدالت کے جس میں کہ مرافع یا درخواست گزار کے مقدمے کی ابتدائً سماعت ہوئی تھی تمام ایسے دستاویزات۔ کاغذات (اکزہبٹس = Exhibits) و فرد کارروائیاں جو مرافعے یا درخواست کے تصفیے کے لیے ضروری ہوں حاصل کرے گا۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے روبرو پیش کرے گا۔

(۲) اگر رجسٹرار پر ظاہر ہو کہ حکم سزا کے فیصلے کے خلاف مرافعے کی جو اطلاع دی گئی ہے وہ ایسی وجہ مرافعہ پر مبنی ہے۔ جو محض سوال قانونی پر مشمول اور اہمیت سے خالی ہے تو وہ اس کو عدالت کے سامنے سرسری فیصلے کے لیے پیش کر دے گا۔ اور اس صورت میں عدالت اگر اس کی رائے ہو کہ مرافعہ بے وجہ یا تنگ کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے اور سماعت کامل کے لیے ملتوی کرنے کے بغیر فیصل کیا جا سکتا ہے تو سرسری طور پر کسی شخص کو طلب کرنے یا تاج کی جانب سے پیروی کا حکم دینے کے بغیر خارج کر دے گی۔

(۳)۔ کسی ایسے شخص کے چالانی مقدمے کی کارروائیوں سے متعلق دستاویزات۔ اکزہبٹس یا دوسرے امور جو مجرم قرار دیے جانے پر قانون ہذا صفحہ ۶۱۸
کے تحت مرافعہ کرنے کا مستحق یا مجاز ہو۔ عدالت سماعت کنندہ کی حفاظت میں ان قواعد عدالت کے مطابق جو اس غرض کے لیے بنائے جائیں گے۔ اس مدت تک جس کی ان قواعد میں صراحت ہوگی۔ رکھے جائیں گے۔ اور ان دستاویزات وغیرہ کی اس حفاظت سے مشروط منتقلی بھی ان اختیارات کے تحت ہوگی جو ان قواعد کی رو سے عطا کیے گئے ہوں۔

(۴)۔ رجسٹرار قانون ہذا کے تحت مرافعے یا درخواست ہائے مرافعہ

کی اطلاعات کے ضروری فارم (نمونہ جات) و ہدایات طلب کرنے والے شخص عہدہ داران عدالت. مہتمان محبس و دیگر ایسے عہدہ داران و اشخاص کو جن کو مہیا کرنا وہ مناسب سمجھے مہیا کرے گا۔ اور مہتمم محبس ان کو ایسے قیدیوں تک پہنچا دے گا جو قانون ہذا کے تحت مرافعہ کرنا یا درخواست دینا چاہتے ہوں۔ اور جب اس کے زیر حراست کوئی قیدی کوئی اطلاع دے تو اس کو رجسٹرار کے پاس بھیج دے گا۔

(۵)۔ رجسٹرار کسی ایسے مقدمے کی عدالت یا اس کے کسی جج کو اطلاع دے گا۔ جس میں اس کی رائے ہو کہ گو اس خصوص میں کوئی درخواست نہیں دی گئی ہے۔ لیکن مرافع کے لیے سالیسٹر و کونسل یا صرف کونسل کا قانون ہذا کے تحت اختیارات عدالت کے استعمال میں مقرر کرنا مناسب ہو گا۔

دفعہ (۱۶)۔ (۱) ہر ایسے شخص کے سماعت مقدمہ کی کارروائیوں کے شارٹ ہینڈ نوٹس (نسق مختصر میں یادداشتیں) (Short hand notes) لیے جائینگے جس کو چالان کیا گیا ہو اور جو مجرم قرار دیے جانے پر قانون ہذا کے تحت مرافعہ کرنے کا مستحق یا مجاز ہو۔ اور مرافعہ یا درخواست مرافعہ پیش کیے جانے پر ان نوٹس کی اگر رجسٹرار حکم دے تو صاف انگریزی خط میں کتابت کی جائیگی اور عدالت مرافعۂ فوجداری یا اس کے جج کے ملاحظے کے لیے یہ نوٹس رجسٹرار کو دیئے جائیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کتابت شدہ نوٹس کسی ایسے فریق کو بھی دیے جائیں گے جسے دلچسپی ہو اور جو ان کے اخراجات مقرر کردہ خزانہ ادا کرے۔ سماعت مقدمہ کے شارٹ ہینڈ نوٹس

(۲)۔ سکرٹری آف اسٹیٹ بھی اگر کسی مقدمے میں مناسب سمجھے تو ان شارٹ ہینڈ نوٹس کی صاف خط میں کتابت کیے جانے اور اپنے ملاحظے میں پیش کئے جانے کا حکم دیں گے۔

(۳)۔ شارٹ ہینڈ نوٹس اور ان کی کتابت کے جب کتابت کا حکم رجسٹرار یا سکرٹری آف اسٹیٹ دیں اخراجات اس شرح کے مطابق

جو خزانے سے فی الوقت مقرر کی گئی ہو۔ پارلیمنٹ کے منظورہ مواز نے سے ادا کئے جائیں گے۔ اور ان نوٹس کی صحت وکتابت کی تصدیق کے لیے قواعد عدالت کی رو سے احکام بنائے جائیں گے۔

رکن عدالت کے اختیارات

دفعہ (۱۷)۔ عدالت مرافعۂ فوجداری کے اجازت مرافعہ دینے۔ مرافعہ یا درخواست اجازت مرافعہ کی مدت میں توسیع کرنے۔ مرافع کے لیے قانونی امداد مہیا کرنے۔ مرافع کو ان کارروائیوں میں حاضر رہنے کی اجازت دینے جہاں ۶۱۹ کہ وہ بغیر اجازت حاضر نہیں رہ سکتا ہو۔ اور مرافع کو ضمانت پر رہا کرنے کے اختیارات کو اس کا کوئی جج بھی اسی طرح اور انھیں احکام کی ملحوظی کے ساتھ استعمال کرے گا جس طرح کہ خود عدالت کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ جج کسی مرافع کی ان اختیارات کو اس کے حق میں استعمال کرنے کی درخواست کو نامنظور کرے تو مرافع کو حق ہو گا کہ اس کی درخواست عدالت مرافعۂ فوجداری کے ویسے ہی اجلاس سے تصفیہ پائے جیسا کہ مرافعات کی سماعت و تصفیے کے لیے اس قانون کے تحت بنایا جاتا ہے۔

قواعد عدالت

دفعہ (۱۸)۔(۱) اغراض قانون ہذا کے لیے قواعد عدالت بمنظوری لارڈ چانسلر اور جہاں یہ قواعد مہتمم یا کسی اور عہدہ دار محبس یا ایسے عہدہ دار پر جس کے زیر حراست مرافع ہو موثر ہوں تو بمنظوری سکرٹری آف اسٹیٹ لارڈ چیف جسٹس اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے ارکان یا تین رکن ایسی کمیٹی کے مشورے وامداد سے بنائیں گے۔ جس کا بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ ان قواعد کی رو سے ان امور کے متعلق احکام وضع کئے جائیں گے۔ جن کے متعلق قانون ہذا کے تحت قواعد عدالت کے ذریعے سے احکام وضع کئے جانے کا حکم ہے۔ اور ان سے ضابطے وعملدرآمد تحت قانون ہذا کو منضبط کیا جائیگا اور محبس کے مہتمم یا دوسرے عہدہ دار یا دوسرے عہدہ دار جس کی زیر حراست مرافع ہو۔ یا دوسرے عہدہ دار واشخاص ان قواعد کی پابندی جہاں تک

یہ قواعد ان عہدہ داران واشخاص پر موثر ہوں گے۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے حکم سے ان قواعد کی پابندی کرائی جائے گی۔

(۲) مذکورہ بالا کمیٹی۔ صدر نشین کوارٹر نشین مقرر کردۂ سکریٹری آف اسٹیٹ ہوم ڈپارٹمنٹ کے برسر عہدہ مستقل سکریٹری آف اسٹیٹ رجسٹرار عدالت مرافعۂ فوجداری۔ کلارک عدالت میقاتی۔ ایک کلارک آف دی پیس مقرر کردۂ میر مجلس۔ ایک سالیسٹر مقرر کردۂ برسر عہدہ صدر نشین لا سوسائٹی۔ اور ایک بیرسٹر مقرر کردۂ جنرل کونسل آف بار۔ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ اور ان کی مدت رکنیت وہی ہوگی۔ جو ان کے حکم تقرر میں معین کی گئی ہو۔

(۳) ہر قاعدہ جو قانون ہذا کے تحت بنایا جائے گا۔ پارلیمنٹ کے ہر ایوان میں فوراً پیش کیا جائے گا۔ اور اس طرح پیش کیے جانے کے تیس دن بعد اگر دونوں ایوان ہائے پارلیمنٹ ہز میجسٹی کی خدمت میں معروضہ داخل کریں تو ہز میجسٹی ان کونسل اس قاعدے کو منسوخ کر سکیں گے۔ جس کے ساتھ ہی وہ کالعدم متصور ہوگا۔ لیکن منسوخی کے قبل اس کے تحت جو کچھ کیا گیا ہو اس کے صحت و جواز پر موثر نہ ہوگا۔

ضمیماتی احکام

صفحہ ۶۲۰

دفعہ (۱۹): قانون ہذا کا کوئی حکم امتیاز ترحم پر موثر نہیں ہوگا۔ لیکن جب کوئی درخواست ہز میجسٹی کے امتیاز ترحم کے استعمال کے لیے کسی ایسے شخص کے مجرم قرار دئیے جانے پر دی جائے۔ جس کو چالان کیا گیا تھا۔ یا سزائے موت کے سوائے کوئی اور سزا دی گئی تھی۔ تو سکریٹری آف اسٹیٹ ایسی درخواست پر غور کرنے کے بعد اگر مناسب سمجھے تو۔ یا تو امتیازی حقِ ترحم

(الف) کل مقدمے کو عدالت مرافعۂ فوجداری کے پاس بھیج دے گا۔ اور عدالت موصوفہ اسی طرح اس کی سماعت و فیصلہ کرے گی جس طرح کہ وہ

مرافع مجرم کی سماعت کرتی ہے۔ یا

(ب) یا اگر تصفیۂ درخواست کے لیے اس کو مقدمے کے کسی سوال کے متعلق عدالت مرافعۂ فوجداری کی مدد کی ضرورت ہو تو وہ اس سوال کو اس کے سپرد کرے گا۔ اور وہ اس پر غور کر کے اپنی رائے وزیر موصوف کے پاس بھیجدے گی۔

فوجداری طلاعات اور ضابطۂ عدالت عالیہ وغیرہ۔

دفعہ (۲۰) (۱) حکمنامۂ غلطی۔ و فوجداری مقدمات میں ازسرنو سماعت یا اس کی اجازت کے لیے درخواستوں کا طریقہ اور عدالت عالیہ کے ان کے متعلق اختیارات کو ذریعۂ ہذا موقوف کیا جاتا ہے۔

ہ جاہیچ چہارم باب ۳ ب۔

(۲) فوجداری اطلاعات پر مجرم قرار دئے جانے کا رونر کی تحقیقات اور قانونِ بدمعاشان (Vagrancy Act) سنہ ۱۸۲۴ء کے تحت کسی شخص کو ناقابل اصلاح بدمعاش قرار دئے جانے کی صورتوں میں یہ قانون اسی طرح متعلق ہوگا۔ جس طرح کہ وہ چالانات کی بنا پر سزا دیے جانے پر متعلق ہوتا ہے لیکن کسی امیر یا امیرزادی یا کسی اور شخص کے جو امتیازاتِ عدالت کا ادعا کرتا ہو کسی ایسے جرم کی بنا پر چالان یا ان کے متعلق دریافت کئے جانے کی صورت میں جو عدالت میقاتی کے قابل سماعت نہ ہو۔ یہ قانون متعلق نہیں ہوگا۔

(۳)۔ گو کسی اور قانون میں کوئی حکم اس کے خلاف ہو کسی شاہراہ پل۔ یا قابل کشتی رانی دریا میں مزاحمت پیدا کرنے یا اس کی تعمیر نہ کرنے کی بنا پر قانون عمومی کی رو سے چالان کئے جانے۔ اور اس کی سماعت کسی بھی عدالت میں ہونے پر متصور ہوگا کہ حکم سزا عدالت میقاتی کا ایک دیوانی فیصلہ ہے۔ اور اسی حیثیت سے حق مرافعہ کو حاصل ہوگا۔ لیکن قانون ہذا کے تحت کوئی حق مرافعہ نہیں حاصل ہوگا۔

(۴)۔ فوجداری مقدمات کے سوالات قانونی سے متعلق

قانون مقدمات تاج کے تحت تمام اختیار سماعت و اقتدار جو دفعہ ۴
قانون محکمہ جات عدالتی کی رو سے عدالت عالیہ کے ججوں کو منتقل کیا گیا
ہے۔ قانون ہذا کے تحت عدالت مرافعۂ فوجداری کو حاصل ہو جائیگا
اور کسی ایسی صورت میں جب کہ کوئی شخص مجرم قرار دئے جانے پر
قانون ہذا کے تحت اپنے حکم سزا کے خلاف کسی ایسی وجہ پر مرافعہ کرے
جو صرف سوال قانونی پر مشتمل ہو تو عدالت مرافعۂ فوجداری مناسب
سمجھے تو فیصلہ کر سکتی ہے کہ مقدمے کو لکھ بھیجنے کے ضابطۂ محکمۂ قانون مقدمات
تاج کی پابندی کی جائے۔ اور حکم دے سکتی ہے کہ قانون مذکور کے تحت
مقدمہ اسی طرح لکھ کر بھیجا جائے گویا کوئی سوال قانونی محفوظ کیا گیا ہے۔ ص ۲۱ ۹

دفعہ ۲۱: اس قانون میں سوائے اس کے کہ تقاضائے متن دوسرا — تعریفات
ہو۔ "مرافع" سے مراد وہ شخص ہے جو مجرم قرار دیا گیا ہو اور جو قانون ہذا
کے تحت مرافعہ کرنا چاہتا ہو۔ اور "حکم سزا" میں عدالت کا کوئی ایسا حکم
بھی شامل ہوگا جو مجرم قرار یافتہ شخص یا اس کی زوجہ و طفل کے متعلق دیا گیا ہو۔
نیز مجرم قرار یافتہ شخص کے اخراج کے متعلق عدالت کی کوئی سفارش بھی
اس میں شامل ہوگی۔ اور عدالت مرافعۂ فوجداری کے حکم سزا صادر کرنے
کے اختیار میں مذکورۂ بالا حکم یا سفارش کرنے کا اختیار بھی داخل ہوگا۔
اور ایسی سفارش جو عدالت مرافعۂ فوجداری کرے۔ اس کا دفعہ (۳)۔
قانون اجانب ۱۹۰۵ء کے اغراض کے لیے وہی اثر ہوگا جو مجرم قرار — ۵ ایڈورڈ ہفتم
دینے والی عدالت کے صداقت نامے و سفارش کا ہوتا ہے۔ — باب ۱۳

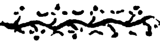
دفعہ ۲۲۔ منسلکہ جدول میں جن قوانین کا ذکر ہے وہ ذریعۂ ہذا اس
حد تک منسوخ کئے جاتے ہیں جس کا ذکر جدول کے خانہ نمبر (۳) میں ہے۔

دفعہ ۲۳۔ (۱) یہ قانون "قانون مرافعۂ فوجداری ۱۹۰۷ء" کے نام سے — عنوان، وسعت، نفاذ و اطلاق

موسوم ہوگا۔

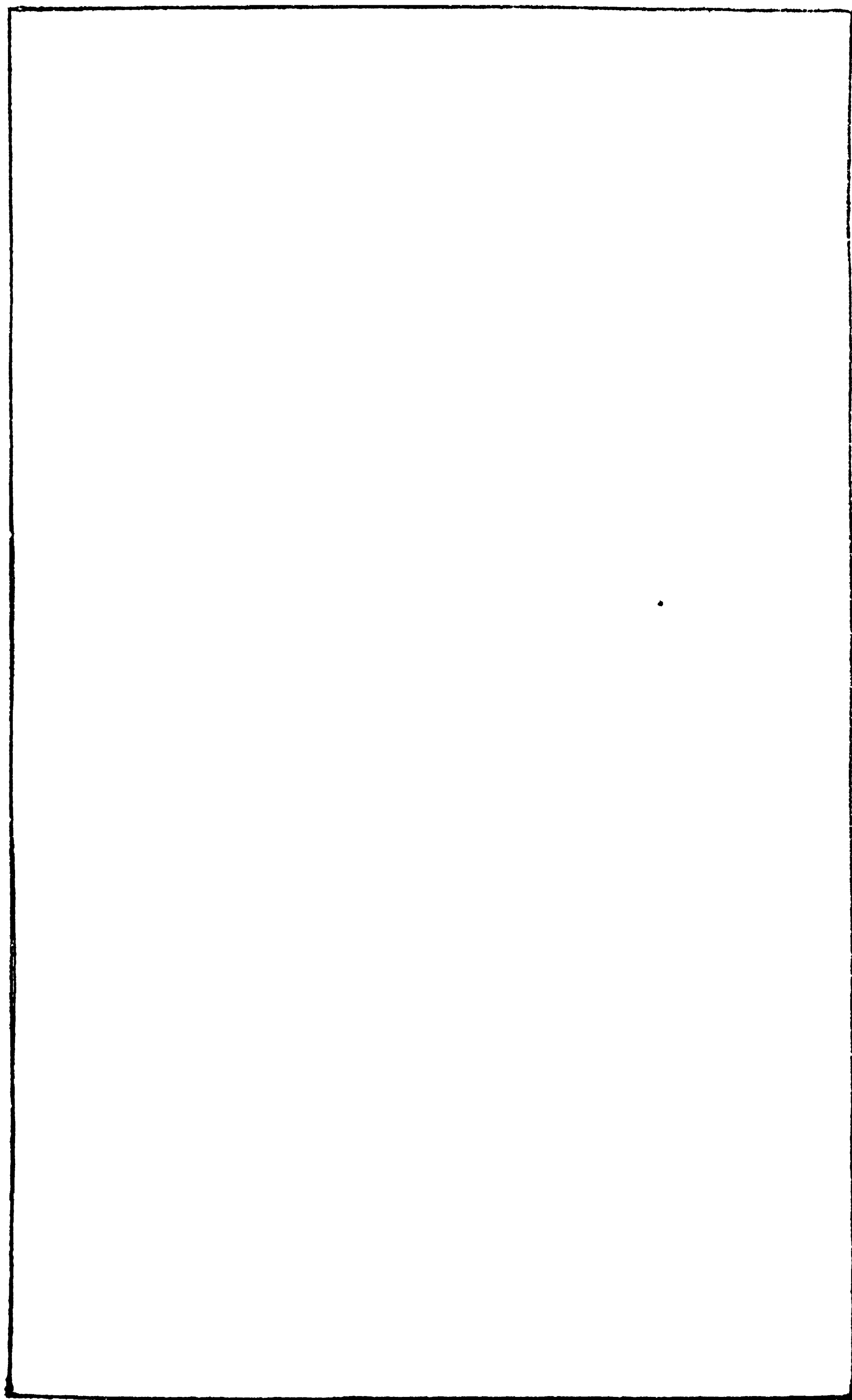
(۲) وہ اسکاٹ لینڈ اور آیرستان میں بھی نافذ ہوگا۔

(۳) اس کا اطلاق ان اشخاص پر ہوگا جو ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد مجرم قرار دئے گئے ہوں۔ اور وہ مرافعات سے متعلق ان اشخاص کے حقوق پر موثر نہیں ہوگا جو اس تاریخ سے پہلے مجرم قرار دئے گئے ہوں۔



فہرست قوانین منسوخ شدہ

سنہ جلوس و باب	مختصر عنوان	حد تنسیخ
۷ و ۸ ولیم سوم باب ۳	قانون بغاوت ۱۶۹۵ء	دفعہ ۹ میں عبارت ذیل "لیکن باوجود اس کے" سے آخر دفعہ تک
۱۱ و ۱۲ وکٹوریا باب ۷۸	قانون مقدمات تاج ۱۸۴۸ء	دفعات ۳ و ۵۔
۳۸ و ۳۹ " " " ۷۷	قانون محکمہ جات عدالت ۱۸۷۵ء	دفعہ ۱۹ کی عبارت ذیل "محفوظ کردہ مقدمات تاج کے عملدرآمد و ضابطے کے شمول کے ساتھ"
۴۴ و ۴۵ وکٹوریا باب ۶۸	" " " ۱۸۸۱ء	دفعہ ۱۵۔



ص ۶۴۳

اشاریہ



(اشاریے میں کتاب ہذا کے انگریزی صفحات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ دفعات کا نہیں۔ ہر باب کی ابتدا میں فہرست مضامین دی گئی ہے۔ اور کتاب کی ابتدا میں ایک عام فہرست مضامین۔ ان دونوں فہرستوں کو اکثر فایدے کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے)۔

۶۳۸

INTENDMENTS OF LAW (قانون کا صحیح منشا۔ قیاس) دیکھیے Presumptions (قیاسات)۔

INTENT, : (نیت۔ ارادہ)۔

نیت فعل کا قیاس۔ ماقبل و متاخر افعال سے کیا جا سکتا ہے۔ ۲۹۱۔
تحریر کنندۂ دستاویزات کے بیانات دستاویز کا منشا ظاہر کرنے
عام طور پر ناقابل ادخال ہوتے ہیں۔ ۲۰۸۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔

INTEREST : (مفاد۔ غرض)۔

غرض کی وجہ سے ناقابلیت۔ اس کے متعلق قدیم قانون۔
۱۲۹ تا ۱۳۱۔ ۱۵۹ تا ۱۶۳۔
قانونِ موضوعہ کی رو سے اس میں تبدیلیاں۔ ۱۳۱۔ ۱۶۳۔ وبعد۔
اب وہ صرف گواہ کے اعتبار پر موثر ہوتی ہے۔ ۱۳۱ تا ۱۳۲۔
اشخاصِ متوفی کے خلاف مفاد بیانات ۴۲۳۔
مفاد یا تو مالی یا کسی جایداد میں ہونا چاہیئے۔ ۴۲۳۔
شہادت قابل ادخال ہوتی ہے چاہے مقدمے کی نوعیت کچھ بھی ہو۔
۴۲۳۔

INTERLINEATIONS IN DOCUMENTS, : (دستاویزات میں بین السطور تحریر)۔ دیکھیے Documents۔

ان سے دستاویز کالعدم نہیں ہوتی بجز یہ کہ وہ اہم حصے دستاویز میں
ہوں۔ ۲۱۳۔

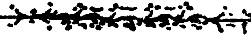
INTERLOCUTORY MOTIONS, : (درمیانی درخواستیں)۔ صفحہ ۴۲۶

دیکھیے Affidavits۔

حلف ناموں میں مظہر کے یقین کے تفصیلات درج ہونا چاہیئں
۴۲۷۔
حلف ناموں میں غیر ضروری سنی سنائی باتوں کا خرچہ مظہر پر پڑتا
ہے۔ ۴۲۷۔

"مملکت کا فائدہ اس میں ہے کہ نالشا نالشی کم ہو" ۴۶۳-۵۰۸
"نابالغ حلف اٹھانے کے قابل نہیں" ۱۳۹ -
"فطرت عظیم ترین قوت ہے" ۲۹۳ -
"کوئی شخص خود اپنے مقدمے میں گواہ نہیں ہو سکتا" ۱۵۹ -
"کسی قریب المرگ شخص کے متعلق جھوٹ کہنے کا قیاس نہیں کیا جائے گا" ۴۲۶ -
"کوئی شخص اپنے کو مجرم قرار دلوانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۱۵-۱۱۷۔ ۴۷۴ تا ۴۷۸ -
"بیحد تیز اکتوں کو قانون پسند نہیں کرتا" ۳۵۲ -
"ہبہ کا کبھی قیاس نہیں کیا جاتا" ۳۰۵ -
"مرور مدت بادشاہ کے لیے کوئی سد راہ نہیں" بادشاہ کے لیے کوئی میعاد نہیں" ۳۰۷ -
"قانون کسی مذموم امر یا بے ایمانی پر عینی امر کا قیاس نہیں کرتا ہے" ۳۰۹ تا ۳۱۰ -
"مرتکب فعل ناجائز (غاصب) کے خلاف ہر امر کا قیاس ہوتا ہے" ۱۹۱-۳۵۴ -
"تمام امور کے متعلق قیاس ہوتا ہے کہ وہ صحیح و باضابطہ طریقے پر کئے گئے ہیں" ۳۱۲ -
"رواج معاملات کا بہترین ہادی ہوتا ہے" "یا رواج سے معاملات کی بہترین ترجمانی ہوتی ہے" ۲۱۲ -
"باپ وہ ہے جس کا باپ ہونا نکاح سے ظاہر ہو" ۳۱۰ -
"یہ ایک ابدی قانون ہے کہ کوئی انسانی و صریحی قانون دوامی و غیر متبدل۔ (یا ابدی و سرمدی) نہیں" ۹۳ -
"ایک گواہ جو رویت کی شہادت دے سنی سنائی شہادت دینے والے دس گواہوں کے برابر ہوتا ہے" ۹۶ -

۶۶۷



صحت نامہ

اصول قانون شہادت

(جلد دوم)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۷۷۷	۹	سمحاتے	سمجاتے
۷۸۵	۱۳	جالنے	جانے
۷۸۶	حاشیہ سطر ۶	کیہا سٹرد	کیا سٹرو
۷۸۹	۳	ٹج بورنسن	ٹج بورنس
۸۳۵	۹	کہتے	کہنے
۸۳۸	۲۲	کیا	گیا
۸۵۰	حاشیہ سطر ۳	وصپلنگ	وھیلنگ
۸۵۱	کالم ۲ سطر ۱۰	لیے	لیلیے
۸۶۰	۱۷	شہادت	شہادت
۸۶۲	۲	کردینے ترغیب	کردینے کے لیے ترغیب
۸۶۷	حاشیہ سطر ۴	بہ	یہ
۸۶۸	۸	سے	سے
〃	حاشیہ سطر ۳	ببکن	بیکن
〃	〃	ڈرا احسٹ	ڈائجسٹ
۸۸۱	۱۲	بھولا	بھلا
۸۸۵	۱۳	میں تو وہ	تو وہ
۸۹۰	حاشیہ سطر ۴	ییسن وولزلی	ییسن وولزبی
۸۹۱	۱۱	بیاما	بتایا
〃	حاشیہ سطر ۱	چارٹرٹن	چاٹرٹن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۸۹۲	حاشیہ سطر ۵	میسن وولزلی	میسن وولزلی
؍؍	؍؍	رسل وربان	رسل وریان
۸۹۶	۱۵	جیسا کہ کہ	جیسا کہ
۸۹۷	۷	اشار	اشارہ
۸۹۹	۱۶	جل	جبل
؍؍	۲۲	کی	کے
۹۰۵	۱۲	شمیسفورد	شیمسفورڈ
۹۰۸	پیشانی	اور اس کا اثر ہے	اور اس کا اثر
۹۱۰	۸	شاہشتگی	شایستگی
؍؍	حاشیہ سطر ۵	پولٹ پیریچ کیس سنہ ۱۹ء	پولٹ پیریج کیس سنہ ۱۹۰۳ء
۹۱۴	؍؍ ؍؍ ۱	دمہ	دفعہ
؍؍	؍؍ ؍؍ ۴	اذ	از
۹۱۷	؍؍ ؍؍ ۸	تیر	نیز
۹۲۱	؍؍ ؍؍ ۵	شاثر	متاثر
۹۲۴	پیشانی	طریق ثبوت	شہادت کا قابل ادخال ہونا اور اس کا اثر
؍؍	؍؍	حصہ دوم	کتاب سوم
۹۳۱	۳	بےتاعدہ گی	بے قاعدگی
؍؍	؍؍	ظاہرہی	ظاہری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
	حاشیہ سطر	Masson	Masson v.
۹۶۱	۶		
		Scat-lond	Scotland
؍؍	۲		
۹۶۵	۷	حسنبہ	حسبہ
۹۶۹	حاشیہ سطر ۷	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۹۷۱		تا	یا
۹۷۴	۱۱	Brauzil	Brazil
۹۷۶	حاشیہ سطر ۳	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۹۷۷	۱۹	قبل ازین	قبل ازیں
۹۹۴	۳	دلواہ ئیں	دلوا دیں
؍؍	۴	ہوجائے ستو	ہوجائے تو
؍؍	۱۵	ہوئے	ہوتے
۱۰۰۰	۱	نقدمۂ	مقدمہ
؍؍	۱۶	نقدمۂ	مقدمہ
۱۰۰۹	۵	چاہئے	چاہیے
؍؍	۱۲	من سے	جن سے
۱۰۱۳	۱	نقفص	نقص
؍؍	۲۰	جال چلین	چال چلن
۱۰۱۴	۱۵	کرنے لکس گے	کرنے لگیں گے
۱۰۲۰	۱۶	سابقہ	سابقہ کے
؍؍	۱۷	بڑے	برے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۰۲۱	۴	لے	کے
۱۰۲۵	کالم ۱ سطر ۱	انہار	اظہار
"	" ۲ " ۱۱	چھوئی	چھوٹی
۱۰۳۹	حاشیہ سطر ۵	لے لیے	کے لیے
"	" ۶	س	اس
"	حاشیہ سطر ۹	تازباتوں	تازیانوں
۱۰۴۰	۲	تجت	تحت
"	۱۸	نقض	نقص
۱۰۴۱	۲	یا ء واقعات	یا واقعات
۱۰۴۲	۲	Daviel	David
۱۰۴۴	۱۳	نا میدی	نا امیدی
۱۰۴۶	حاشیہ سطر ۱	ڈیو دبال براؤن	ڈیوڈ بال براؤن
۱۰۵۳	۴	گاڈوں	گاڈون
"	۱۸	بنیان Daed	Doce 'L
		Thomos	Thomas Beynon
		Baynon	بائنن
۱۰۵۷	۲۳	دینے	دیے
۱۰۶۱	۲۰	طور پہ	طور پر
۱۰۶۵	۱۶	بہ	یہ
۱۰۶۸	۱۳	واقعہ موسوع	واقعۂ موضوع
"	۲۰	بتینہ	بینہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۰۷۰	۵	تبوت	ثبوت
۱۰۷۲	۱	ادی	مادی
"	۲۲	ماڈی	مادی
۱۰۷۳	۵	دونون	دونوں
۱۰۷۷	۲	تطائر	نظائر
۱۰۸۱	۱۴	بادی	مادی
۱۰۸۲	۸	کہتے	کہیے
۱۰۸۹	پیشانی	سنہ ۹۰۷	سنہ ۱۹۰۷ء
"	۱۹	بایت ہے	بابت ہے
		حس	جس
۱۰۹۴	۹	کی	گی
۱۰۹۵	۲	ہیں	میں
۱۰۹۶	۹	لسی	کسی
"	۱۸	با	یا
۱۰۹۷	۱۲	سکرٹری	سکریٹری
۱۱۰۳	۱۴	فوجداء	فوجداری
۱۱۰۵	۵	حفوق	حقوق
"	۹	وکٹوربا	وکٹوریا
۱۱۱۴	۱۲	ادستاویزات)	(دستاویزات)
۱۱۱۵	۸	لقدمات	مقدمات
۱۱۲۰	۲	نمسک	تمسک
۱۱۲۱	۹	ثبوت	ثبوت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۱۲۱	۱۰	ثبوت	ثبوت
۱۱۲۵	۲۰	۱۵	۳
۱۱۳۳	۱	کانی	کافی
۱۱۵۸	۳	اوربہرے	اور بہرے
۱۱۶۶	۲۰	نجیل	انجیل
۱۱۶۷	۶	جواس	حواس
۱۱۶۸	۱۹	کسا	کیا
۱۱۷۱	۲۵	تانیدی	تائیدی
۱۱۷۲	۱۵	تہرائی	ٹھیرائی
۱۱۷۵	۱۶	دیکھیے	دیکھیے
۱۱۷۵	۱۷	تفصبل	تفصیل
۱۱۹۱	۹	طرق	طریق
۱۱۹۱	۲۵	سلی	اصلی
۱۱۹۸	۲۲	شہاست	شہادت
۱۲۰۱	۳	قاعدے	قاعدے
۱۲۱۷	۲۲	گیے	کئے
۱۲۱۸	۶	نیوزی لانڈ	نیوزی لینڈ
۱۲۲۰	۱۸	عورتین	عورتیں
۱۲۲۱	۲۰	جریہ	تحریر